جلسہ سالانہ نمبر

REGD. No. E.P.67

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بدر

قادیان

ہفت روزہ

The Weekly BADR

QADIAN

ایڈیٹر محمد حفیظ بقاپوری

No. 40, 41 — 16, 23rd October 1958 — Vol. 7

Hazrat Imam Jamat E-Ahmadiyya coming out of the Town Hall, Hamburg (Germany) after the welcome address in 1955.

(MASJID FAZAL LONDON)
1924

The - hmadiyya Mosque, Nairobi (East Africa)

ہفت روزہ بدر قادیان -- مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۸ء

ہمارا جلسہ سالانہ

قادیان میں جماعت کا یہ ۶۷واں جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے۔ آج سے ۶۸ سال قبل ۱۸۹۱ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مقدس ہاتھ سے اس روحانی اجتماع کا آغاز فرمایا جس کے انعقاد میں تمام تر روحانی اغراض و مقاصد مدنظر تھے۔ اور خدا کے فضل سے یہ جلسہ اغراض باحسن وجوہ پوری ہو رہی ہیں اب ابھی علیحدہ دنیا کے کناروں سے محبت اور خوشی سے کھنچے چلے آتے ہیں۔ اس طرح یہ اجتماع بجائے خود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک واضح نشان ہے۔ آج سے ۷۰ سال قبل ۱۸۸۸ء میں جبکہ آپ نے اس زمانہ کا موعود اور مصلح ہونے کا دعویٰ کیا۔ تو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام خاص سے آپ کو ایک عظیم الشان بشارت دی اور فرمایا۔

الاان نصر الله قریب
یاتیک من کل فج عمیق
یاتون من کل فج عمیق

خبردار ہو کہ خدا کی مدد تجھ سے قریب ہے۔ وہ مدد ہر ایک دور کی راہ سے تجھے پہنچے گی اور اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں گے

یہ اس زمانہ کی پیشگوئی ہے۔ جبکہ حضور کا حلقہ تعارف حد درجہ محدود تھا۔ اور قادیان کی سڑک کا یہ حال تھا کہ ایک یکہ بھی اس پر چلنا شاذ و نادر کے حکم میں تھا۔ ایسے وقت میں اس طرح کی خبر دینا کہ آپ کی یہ گمنامی کی حالت جاتی رہے گی۔ اور ہزارہا مخالف آپ کے پاس پہنچیں گے اور ہزارہا لوگ دور دراز ملکوں کا سفر کر کے حضور سے ملنے کے لئے آئیں گے یقیناً عالم الغیب خدا کی بتائی ہوئی سچی خبر تھی۔ جسے اس زمانہ میں روز روشن کی طرح سچا ثابت ہوتے ہر شخص بچشم خود مشاہدہ کر رہا ہے۔

اس پہلو سے تو اس پیشخبری کی عظمت اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضور کے دعوئے ماموریت کے بعد تمام زمانہ کی طرف سے مخالفت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی۔ انہوں نے عامۃ الناس کو آپ سے ہٹانے اور باز رکھنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مگر خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے بتا دیا کہ آپ کے پیچھے اسی کی تائید و نصرت کا زبردست ہاتھ تھا۔ ورنہ مخالفانہ کوششوں میں کسی طرح کی کمی نہ کی گئی۔

ان سخت مخالفانہ حالات میں لوگوں کا آپ کی طرف رجوع بموجب حدیث نبوی آپ کو مقبول بارگاہ الٰہی کی صف میں شامل کرتا ہے جیسا کہ حضرت صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

اذا احب الله عبدا
یوضع له القبول فی الارض

کہ جب خدا تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو زمین پر اس کے آثار اس طرح ظاہر ہوتے ہیں کہ زمین والوں کے دلوں میں اس کی قبولیت بھر دی جاتی ہے۔

اب بات بالکل واضح ہے۔ اس وقت روئے زمین پر متعدد جماعتیں اور بیسیوں فرقے اسلام کے نام پر کام کر رہے ہیں۔ سینکڑوں پیر اور سجادہ نشین اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گدی کا وارث قرار دیتے ہیں۔ مگر کوئی ہے جو اس طرح کی قبولیت کا نمونہ دکھا سکے۔ چنانچہ ایسی قبولیت کے متعلق بھی خدا تعالیٰ نے آپ کو قبل از وقت اطلاع دی اور فرمایا:-

اَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً
مِّنِّیْ وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ
(تذکرہ صفحہ ۹۵)

میں نے اپنی طرف سے تجھ میں محبت ڈال دی ہے تاکہ میرے روبرو تجھ سے نیکی کی جائے۔

درحقیقت یہ سب خدا تعالیٰ کی مخفی قدرتوں کا کرشمہ ہے جس کا انسانی دلوں پر تصرف ہے وہی لوگوں کو پکڑ پکڑ کر آپ کے قریب لاتا جا رہا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد خوشتر کی بات ہے کہ دو امریکی سیاح قادیان آئے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو سکے بعد ملاقات انہوں نے بتایا کہ امریکہ سے چلتے وقت ہم نے قادیان آنے کا ارادہ کیا تھا اور ساتھ ہی آپ سے درخواست کی تھی اپنے دعویٰ کی سچائی کا کوئی ثبوت بتایا جائے۔ تو حضور علیہ السلام نے اس ذوق الذکر الاکا اظہار دیتے ہوئے انہیں بتایا کہ ہزارہا میل دور امریکہ سے قادیان کی زیارت کے لئے آپ دونوں کا میرے پاس آنا ہی میرے صدق دعوے کا عین ثبوت ہے کیونکہ میرے خدا نے ایک عرصہ پیشتر بشارت دے رکھی ہے کہ دور دراز سے لوگ میرے پاس آئیں گے

حقیقت بھی یہی ہے کہ ہر شخص جو مرکز احمدیت میں آتا ہے الہام ہے خود حضور کی صداقت کا زندہ نشان ہے اور خصوصیت سے جلسہ سالانہ کے مبارک موقعہ پر آنے والا ہر مہمان گویا شعائر اللہ میں شمار کیا جانا چاہیئے۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ حج بیت اللہ کو چھوڑ کر دنیا کے تمام اجتماعات میں جماعت احمدیہ کے سالانہ اجتماع کو ایک امتیاز حاصل ہے۔ جبکہ یہ اجتماع خالص روحانی اغراض و مقاصد کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اور ہم اس یقین پر قائم ہیں کہ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسی غیر معمولی برکت دی ہے کہ ۶۸ سال سے یہ سلسلہ لگاتار چلا آ رہا ہے۔ اور سوائے ایک آدھ وقتی ناغہ کے ہر سال احباب جماعت کو اپنے مقدس مرکز میں جمع ہو کر روحانی باتیں سننے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور جلسہ سالانہ سے واپسی پر اپنے دلوں میں تازہ ایمان لے کر لوٹتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تقسیم ملک کے نتیجہ میں جن حالات سے ہمارے ملک کو دوچار ہونا پڑا۔ اس کا اثر مرکز احمدیت قادیان کے سالانہ اجتماع پر بھی پڑنا ناگزیر تھا لیکن خدا کے فضل سے اگر ایک طرف جماعت کا مرکز پاکستان میں بن گیا جہاں جلسہ سالانہ میں جمع ہونے والوں کی ہر سالی بڑھتی ہوئی تعداد اس پیشخبری کی شان و شوکت کو اجاگر کرتی ہے وہاں احمدیت کے دائمی مرکز قادیان میں بدلے ہوئے مخالفانہ حالات کے باوجود یہ مقدس اجتماع ہر سالی منعقد ہوتا ہے اور گو اپنے محبوب مرکز کی زیارت کا شدید جذبہ رکھنے کے باوجود بعض دقتوں کے باعث پاکستان کے احمدی اس تعداد میں یہاں نہیں پہنچ سکتے۔ مگر ہندوستان کے اکناف میں بسنے والے احمدیت کے پروانے اپنے گھروں کے ہر قسم کے آرام و آسائش چھوڑ کر اپنی جیبوں سے ایک بڑی رقم مصارف سفر پر خرچ کر کے دور دراز کا سفر کرتے چلے آتے ہیں۔ مقام غور ہے کہ اگر ان لوگوں کو سلسلہ اور اس کے بانی سے والہانہ محبت نہیں یا ان تربیتی روحوں کو اس جگہ سے کوئی مقصد وصل نہیں حاصل۔ تو ان میں ایسا جذبہ محبت و فدائیت کیونکر پایا جاتا ہے کیا یہ اسی خدا کی قدرت کا کرشمہ نہیں جس نے مسیح پاک کو اپنے الہام خاص سے قبل از وقت اطلاع دی کہ وہ ایک دنیا کی توجہ آپکی طرف پھیر دیگا۔ اور آپ کے محبوں کا گروہ دن بدن ترقی کرتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ یہ سلسلہ ساری دنیا میں پھیل جائے گا۔

- - - - - -

جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہمارے جلسہ سالانہ کی غرض دنیا کی اور تقریبات کی طرح کسی دنیوی غرض کو پورا کرنا نہیں بلکہ دور دراز سے احمدی احباب بتعلق و محبت الٰہی کے تحت اپنے ایمانوں کو تازہ کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ اپنے ظرف کے مطابق خدا تعالیٰ کی محبت اور عشق کی دولت کو حاصل کرنے کی سعی کرتے ہیں اسی طرح جلسے کے تقریری پروگرام پر نگاہ ڈالنے سے اس بات کی پوری تفہیم ذہن نشین ہو سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر سال ان جلسوں میں اسلام و قرآن کریم کی صداقت اور اہم دینی امور پر بصیرت افروز لیکچروں کے علاوہ مختلف مذاہب کے مقدس پیشواؤں کی سیرت و سوانح کا تذکرہ نہایت پریم اور محبت سے سنایا جاتا ہے۔ اور حقیقتاً یہ پروگرام دن بدن بڑھتے ہوئے مادی ماحول میں خالص روحانی تحریک پر جاری کردہ جلوہ جلد کا ایک عمدہ منظر پیش کرتا ہے۔

بہت ممکن ہے کہ مادہ پرستوں کے نزدیک یہ پروگرام چنداں قابل قدر نہ سمجھا جائے لیکن ہمارے نزدیک ایسے ربانی [illegible]

احمدیہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۵۸ء

از محترم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل۔ ربوہ

خدا کے فضل سے پھر جلسہ سالانہ آتا ہے
کہ جس سے فیض پانے کو ہر اک فرزانہ آتا ہے

یہ وہ شمع فروزاں ہے جو ہے نور علیٰ نور
فدا ہونے کو مومن اس پہ جوں پروانہ آتا ہے

میں نقد جاں کو لیکر اسکے استقبال کو اٹھوں
لیے گر تحفۂ اخلاص ہر مستانہ آتا ہے

زباں گندی کرے اپنی۔ زباں بندی کرے میری
بہ دشمن یاد رکھے۔ حق ظفر مندانہ آتا ہے

مقابل پر جو اٹھتا ہے وہ آخر منہ کی کھاتا ہے
سر و ساماں رکھتے ہیں بے سر و سامانہ آتا ہے

نہیں ہے خوف مرتدوں کو دیکھیں پچھلے برسوں میں
جو اک ٹھکانہ جاتا ہے تو سو ٹھکانہ آتا ہے

مبدل ہو چکے حالات لیکن پھر بھی خندہ ہیں
یگانہ بن کے بانا ہے جو یہاں بیگانہ آتا ہے

ہمارا دائمی مرکز رہے گا تا ابد قائم
یہ دور دلفیتی کا سکون نو نغمات ہانہ آتا ہے

دم تقریر گویا پھول جھڑتے منہ سے احمد کے
بہاری ابر باراں جوں بصد دردانہ آتا ہے

میں جب بھی دیکھتا ہوں آسماں پہ چاند چودہ سن کا
تو مجھ کو یاد اکثر حسن جانانہ آتا ہے

خدا وہ دن بھی لائے دیکھ کر سارا بیکار اٹھیں
مسیح و مہدی موعود کا دیوانہ آتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بلند مقام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کے کلمات طیبات سے چند اقتباسات

افضل نبی

"اصل حقیقت یہ ہے کہ سب نبیوں سے افضل وہ نبی ہے کہ جو دنیا کا مربیٔ اعظم ہے یعنی وہ شخص کہ جس کے ہاتھ سے دنیا کا اصلاح پذیر ہوا۔ جس نے توحید گم گشتہ اور ناپدید شدہ کو پھر زمین پر قائم کیا۔ جس نے تمام مذاہب باطلہ کو حجت اور دلیل سے مغلوب کر کے ہر یک گمراہ شبہات مٹائے جس نے ہر ایک ملحد کے وساوس دور کئے۔ اور سچا سامان نجات کا ..... اصول حقہ کی تعلیم سے از سر نو عطا فرمایا۔ پس اس دلیل سے کہ اس کا فائدہ اور افاضہ سب سے زیادہ ہے۔

اب تواریخ بتلاتی ہے۔ کتاب آسمانی شاہد ہے اور جن کی آنکھیں ہیں وہ آپ بھی دیکھتے ہیں کہ وہ نبی جو بموجب اس قاعدہ کے سب نبیوں سے افضل ٹھیرتا ہے وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۱۶ حاشیہ)

جو نور آنحضرتؐ کو ملا وہ اور کسی کو نہیں ملا

"... اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاخیار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں ..... اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی امی صادق مصدوق محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۰)

سب سے کامل انسان اور کامل نبی

"وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پر زور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا ...... وہ جو انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونسؑ اور ایوبؑ اور مسیح بن مریم اور ملاکیؑ اور یحیےٰؑ اور زکریاؑ وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی۔ اگرچہ سب مقرب اور وجیہہ اور خدا تعالےٰ کے پیارے تھے۔ یہ اسی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔"

(اتمام الحجہ صفحہ ۲۸)

فی مدح النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ نے حضرت سید الاولین والآخرین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح میں بیسیوں اشعار پر مشتمل لمبے لمبے عربی قصائد اپنی مختلف تصانیف میں درج فرمائے ہیں یہ چند اشعار بھی محبت کے ان نالوں کا ایک حصہ ہیں:-

وَفِیْ مُهْجَتِیْ فَوْحُ جَيْشٍ لِاَمْدَحَا
اور میرے دل میں جوش اور ولولہ ہے کہ مدح کروں

صَلَاحَ الثَّنَاءِ الْكَرِيْمِ مُحَمَّدَا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جو خدا کے انوار کا مظہر ہے

كَرِيْمُ السَّجَايَا اَكْمَلُ الْعِلْمِ وَالنُّهٰى
کریم ہے اور علم و عقل میں کامل ترہے

شَفِيْعُ الْبَرَايَا مَنْبَعُ الْفَضْلِ وَالْهُدٰى
مخلوق کا شافع اور فضل و ہدایت کا منبع ہے

بَشِيْرٌ نَذِيْرٌ اٰمِرٌ مَانِعٌ مَعًا
بشیر ہے نذیر ہے حکم دینے والا نہی کرنے والا

حَكِيْمٌ بِحِكْمَتِهِ الْجَلِيْلَةِ يُقْتَدٰى
صاحب حکمت ہے اپنی روشن حکمت سے پیشوا بنایا ہے

لَقَدْ كَرَّ يَوْمًا فِيْهِ اُخْرِجَ سَيِّدِیْ
مجھے وہ دن یاد آیا کہ جس میں میرے سید و مولیٰ نکالے گئے تھے

تَفَاضَتْ دُمُوْعُ الْعَيْنِ مِنِّیْ بِمُنْتَدٰى
تو میری آنکھوں کے آنسو مجلس میں ہی بہنے لگے

اِلَى الْاٰنَ اَنْوَارٌ بِتُرْبَةِ يَثْرِبٍ
ابتک مدینہ کی پتھریلی زمین میں ایسے انوار ہیں کہ

هُنَاكَ مِنْهَا كُلَّ يَوْمٍ تَجَدَّدَا
ہر روز ہم ان میں حسرت دیکھتے ہیں

وَاَرْسَلَنِیْ رَبِّیْ لِتَاْيِيْدِ دِيْنِهٖ
اور خدا نے مجھ کو اس کے دین کی تائید کیلئے بھیجا ہے

فَجِئْتُ لِهٰذَا الْقَرْنِ عِنْدَ الْمُجَدَّدَا
اور میں اس صدی کا مجدد بن کر آیا ہوں

فَوَاللّٰهِ لَوْلَا حُبُّ وَجْهِ مُحَمَّدٍ
خدا کی قسم اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہوتی

لَمَا كَانَ لِیْ حَوْلٌ لِاَمْدَحَ اَحْمَدَا
مجھے طاقت ہی نہ ہوتی کہ احمدؐ کی مدح کر سکتا

فَفِیْ ذٰلِكَ اٰيَاتٌ لِكُلِّ مُكَذِّبٍ
پس اس میں تکذیب کرنیوالے کیلئے نشان ہیں

حَرِيْصٍ عَلٰى سَبِّ الْمُوَالِیْ كَالْعِدٰى
جو بدگوئی پر حریص ہے اور دشمنوں کی طرح سخت جھگڑالو ہے

وَمَوْتِیْ بِسُبْلِ الْمُصْطَفٰى خَيْرُ مِيْتَةٍ
میری موت مصطفےٰ کے راستہ میں اچھی موت ہوگی

فَاِنْ فُزْتُهَا فَسَاُحْشَرَنْ بِالْمُقْتَدٰى
پس میں اگر اس سے مرا تو اپنے پیشوا کیساتھ اٹھوں گا

(کرامات الصادقین صفحہ ۱۲)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی دائمی زندگی

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا نام لے کر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ میں نے اس کی پیروی سے اور اس کی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اوپر اترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نور سے پر ہوتے ہوئے پایا۔ اور اس قدر نشان غیبی دیکھے کہ ان کھلے کھلے نوروں کے ذریعہ سے میں نے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے۔ ..... اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۲۰۵)

انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے نمونہ دکھلانے والا نبی

"مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دین اسلام ہی سچا ہے۔ مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(اربعین نمبر ۱ صفحہ ۳)

ہمنے خدا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے پایا ہے

"اس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے۔ اس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے اور نہ اس کے تصرف سے نہ اس کے خلق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے۔ اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھلاتا ہے سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا۔ اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا۔ اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی وہی ہمارا سچا خدا بیشمار برکتوں والا ہے اور بیشمار قدرتوں والا اور بیشمار حسن والا اور بیشمار احسان والا اس کے سوا کوئی اور خدا نہیں۔"

(نسیم دعوت صفحہ ۱)

اعلان دعا

مکرم نذیر احمد صاحب آسام سے زیارت کیلئے کچھ عرصہ سے قادیان تشریف لائے ہوئے ہیں انہوں نے جلسہ سالانہ سے قبل منارۃ المسیح کی الیکٹرک وائرنگ جو پرانی ہو جانیکی سے بوسیدہ ہوگئی تھی۔ نیز منارۃ المسیح کی زیادہ بلندی کے روشنی کے سامان میں جو اشیاء خراب ہوگئی تھیں یا ٹوٹ چکی تھیں انہیں اپنے خرچ پر اور اپنی نگرانی میں خاص دلچسپی لیکر درست کروایا۔ نیز اسی طرح منارۃ المسیح کے دروازہ پر رنگ کیا اور منارہ پر کندہ اسماء کو سنہری تختیوں پر رنگ ہو دیا ہے جزاہم اللہ تعالےٰ احسن الجزاء۔ مکرم نذیر احمد صاحب ایک عرصہ بیمار

فضائل قرآن شریف

وکل العلم فی القرآن لکن * تقاصر عنه افہام الرجال

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات سے اقتباسات

مرتبہ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل ہائیکورٹ یادگیر

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس عربی شعر میں جس کو میں نے عنوان مضمون کے نیچے درج کیا ہے فرماتے ہیں کہ دنیا کے سارے علوم قرآن پاک میں موجود ہیں مگر لوگوں کے فہم ان معانی کو جو قرآن پاک سے نکلتے ہیں قاصر ہیں۔ چنانچہ حضور نے اپنے متعلق اس امر کا دعویٰ کیا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق قرآنی علوم کے استخراج کا عرفان خود حضور کو عطا فرمایا ہے اور دیگر تعلقات سے اس بات کا جبری رنگ میں دعویٰ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے روحانی خزائن حضور پر منکشف فرمائے جو اس وقت دنیا کی نگاہوں سے مخفی تھے۔ اور وہ مذہب اسلام کی اصلی کتاب قرآن میں بکثرت موجود ہیں جیسے کہ حضور نے فرمایا ہے۔۔۔

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
میں نہیں دیتا ہوں گر کوئی ملے امیدوار

چنانچہ حضور کی مختلف تصانیف و ملفوظات و تقاریر و اشتہارات میں ایسے حقائق و معارف قرآنیہ کا ایک دریا بہتا ہوا محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اس کی چند ایک مثالیں ذیل میں بطور نمونہ درج کی جاتی ہیں:-

"اور خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے کہ میں اُن خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو اُن درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے اُس سے ان کو پاک صاف کروں۔ خدا تعالیٰ کی غیرت اس وقت بڑے جوش میں ہے کہ قرآن شریف کی عزت کو ہر ایک خبیث دشمن کے داغ اعتراض سے منزہ و مقدس کرے۔" (ملفوظات ص ۵۸)

(۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے کلام منظوم میں ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:-

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

اس شعر میں حضور نے قرآن پاک کے بیان میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ ہمارا چاند قرآن ہے گویا قرآن کا چاند ہونا تقابل طور پر فرمایا کہ ہمارے لئے دوسروں کی طرح قمر چاند نہیں بلکہ قرآن پاک چاند ہے۔ اب احباب اپنے اپنے ظرف کے مطابق اس عرفان پر غور فرمائیں کہ کس عشق و محبت قرآنی کا حضور نے اس میں ذکر فرمایا جس میں یہ کھلے طور پر فرما دیا کہ جس طرح چاند ظلمات میں انسان کے لئے مشعل ہدایت کا کام دیتا ہے۔ کیونکہ اس کے اندر نور ہے اسی طرح قرآن پاک انسانوں کے لئے روشن مینار ہے جس سے ایک طرف ساری ظلماتی کیفیت پاش پاش ہو جاتی ہے۔ اور دوسری طرف صراط مستقیم (جو روشنی میں ہی انسان کو میسر آسکتا ہے) وہ اس قرآن کی بدولت ہی مل سکتا ہے۔ پھر ظلمات (اندھیرے) بڑے سے بڑے مصائب کا پیش خیمہ ہوتے ہیں اور ہر طرح کے مصائب کی جڑیں ظلمات ہیں۔ ان کے دفعیہ کی صورت صرف اور صرف قرآن ہے۔ سو زمانہ نے تیرہ دور میں جس کا اقتدار زمانہ ۱۳ سو برس سے زیادہ ہے۔ اس بات کی شہادت دی کہ قرآن کی بات بالکل سچی اور حق ہے فی الواقعہ جس نے قرآن کو چاند سمجھا اندھیرا ہمیشہ اس سے دور رہا۔ خواہ وہ کسی قسم کا اندھیرا ہو جسمانی یا روحانی، دنیاوی یا دینی، زمینی یا آسمانی۔ اور جس نے قرآن کریم کو پس پشت ڈال دیا وہ ہمیشہ ظلمات میں رہا۔

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

۳- قرآن مجید کامل کتاب ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"قرآن کریم ہر ایک قسم کی تعلیم اپنے اندر رکھتا ہے ہر ایک غلط عقیدہ یا بُری تعلیم جو دنیا میں ممکن ہے اس کے استیصال کیلئے کامل تعلیم اس میں موجود ہے یہ اللہ تعالیٰ کی عمیق حکمت و تصرف ہے۔

چونکہ کامل کتاب نے آکر کامل اصلاح کرنی تھی ضرور تھا کہ اس کے نزول کے وقت اس کے بالمقابل بیماری بھی کامل طور پر ہو۔۔۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ قرآن شریف نے کل شریعت کی تکمیل کی۔ دوسری کتابوں کے نزول کے وقت نہ یہ ضرورت تھی نہ اُن میں ایسی کامل تعلیم ہے۔" (ملفوظات ص ۴۳)

۴- قرآن پاک میں سب سچائیاں ہیں

حضور فرماتے ہیں:-

"غرض قرآن مجید نے جس قدر تقوے کی راہیں بتلائیں اور ہر طرح کے انسانوں اور مختلف عقل والوں کی درستی کے طریق سکھلائے۔ ایک جاہل عالم اور فلسفی کے پرورش کے راستے ہر طبقے کے سوالات کا جواب غرضیکہ کوئی فرقہ نہ چھوڑا جس کی اصلاح کے طریق نہ بتائے۔ یہ ایک معجزہ قدرت تھا جیسے کہ فرمایا۔ فیھا کتب قیمۃ (۹۸/۴) یہ وہ صحیفے ہیں جن میں کل سچائیاں ہیں یہ کیسی مبارک کتاب ہے کہ اس میں سب سامان اعلیٰ درجہ تک پہنچنے کے موجود ہیں۔" (ملفوظات ص ۴۳)

۵- قرآن پاک کا ہر ایک حکم معلل باغراض و مصالح ہے

حضور فرماتے ہیں:-

"ہاں۔ یہ خوبی قرآنی تعلیم میں ہے کہ اس کا ہر ایک حکم معلل باغراض و مصالح ہے۔ اور اس لئے جابجا قرآن کریم میں تاکید ہے کہ عقل۔ فہم۔ تدبر۔ فقاہت اور ایمان سے کام لیا جائے اور قرآن مجید اور دوسری کتابوں میں یہی مابہ الامتیاز ہے اور کسی کتاب نے اپنی تعلیم کو عقل اور تدبر کی توفیق اور آزاد نکتہ چینی کے آگے ڈالنے کی جرأت ہی نہیں کی۔" (ملفوظات ص ۶۲)

۶- تعلیم قرآن کی شہادت قانون قدرت کی زبان سے ادا ہوتی ہے

حضور فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انه لقرآن کریم فی کتاب مکنون لا یمسه الا المطھرون بلکہ یہ سارا صحیفہ قدرت کے مضبوط صندوق میں ہے جس کا وجود کاغذوں تک ہی محدود نہیں بلکہ وہ ایک چھپی ہوئی کتاب میں ہے جس کو صحیفہ قدرت کہتے ہیں۔ یعنی قرآن کی ساری تعلیم کی شہادت قانون قدرت کے ذرہ ذرہ کی زبان سے ادا ہوتی ہے۔ اس کی تعلیم اور اُس کی برکات کتھا کہانی نہیں مٹ جاتیں۔" (ملفوظات ص ۴۲)

۷- سچا فلسفہ قرآن میں ہے

حضور فرماتے ہیں:-

"سچا فلسفہ اُن کو نہیں ملا جو الہام الٰہی سے پیدا ہوتا ہے جو قرآن کریم میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے وہ اُن کو اور صرف اُنہیں کو دیا جاتا ہے جو نہایت تذلل اور نیستی سے اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے دروازے پر پھینک دیتے ہیں جن کے دل اور دماغ سے متکبرانہ خیالات کا تعفن نکل جاتا ہے اور جو اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے گڑگڑا کر سچی عبودیت کا اقرار کرتے ہیں۔" (ملفوظات ص ۶۶)

۸- قرآن مجید کے اندر ہر ایک قسم کی ضرورتوں کا سامان موجود ہے۔

حضور فرماتے ہیں:-

"قرآن شریف حکمتوں اور معارف کا جامع ہے اور وہ رطب و یابس فضولیات کا کوئی ذخیرہ اپنے اندر نہیں رکھتا ہر ایک امر کی تفسیر وہ خود کرتا ہے اور ہر ایک قسم کی ضرورتوں کا سامان اس کے اندر موجود ہے وہ ہر ایک پہلو سے نشان اور آیت ہے اگر کوئی اس امر سے انکار کرے تو ہم ہر پہلو سے اس کا اعجاز ثابت کرنے اور دکھلانے کو تیار ہیں۔" (ملفوظات ص ۹۵)

۹- معارف و حقائق کا مجموعہ قرآن شریف ہے

حضور فرماتے ہیں:-

"ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ایک قسم کے خوارق اور معجزات حاصل تھے ہم آپ کی شان کیا بیان کریں جس طرف دیکھو بے شمار معجزات ملیں گے ہر ایک اقسام والے کے معجزات والا آپ مجموعہ تھے ظاہری خوارق مثل شق القمر وغیرہ ۲۴

۲۴- دیگر معجزات جن کی تعداد تین ہزار سے بھی زائد ہے معارف اور حقائق کے معجزات ہیں تو سارا قرآن شریف بھرا پڑا ہے جو ہر وقت تازہ اور نئے ہیں اور بلحاظ اخلاقی معجزات کے خود آپ کا وجود مقدس انک لعلیٰ خلق عظیم (پ ۲۹) کا مصداق ہے (ملفوظات ص ۵۸)۔ دوسری جگہ حضور فرماتے ہیں "الغرض قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس میں ہر ایک قسم کے معارف اور اسرار موجود ہیں۔" (ملفوظات ص ۵۸)

اسلامی فلسفہ

از جناب ڈاکٹر [illegible] احمد صاحب ادرینوی پروفیسر پٹنہ کالج پٹنہ

(۱)

عصر حاضر فلسفہ و فن اور حکمت و سائنس کا دور ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی تعبیر و تفسیر نو کے لئے اپنے ایک نبی کو اس زمانہ میں مبعوث فرمایا اور محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس بروز کامل کے ذریعہ اسلام کی ایسی شاندار تفسیر کرائی کہ وہ نئے زمانہ کے اعلےٰ اور صحت مندانہ ذہنی تقاضوں کو پورا کرنے والا محسوس ہونے لگا۔ اور ایک عالم نے الہام کی نئی روشنی میں عہد جدید کی خامکاریوں ۔ کجرویوں اور گمراہیوں کو بھی صاف طور پر دیکھ لیا۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت غالبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسلام کی روحانی خلافت کا سلسلہ بھی از سر نو جاری فرمایا۔ تاکہ یہ چشمۂ کوثر دوستوں کی سیرابی اور دشمنوں کی [illegible] کا باعث بنے اور سردار انبیاء خاتم رسل کے سدا بہار باغ میں ایسے پھول اور پھل لگیں کہ سارا جہان دیکھ کر عش عش کرنے لگے اور ان سے فیض یاب ہو کر ابدی جنت حاصل کرنے کی توفیق پائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے برکت حاصل کی۔ فرماتے ہیں سہ

این چشمۂ رواں کہ بہ خلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحر کمال محمد است

حضرت نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل اور حضرت مصلح موعود بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فیض حاصل کیا اور بقدر ظرف ساری جماعت احمدیہ اسلامیہ نے خصوصاً اور علمائے اسلام نے عموماً ان منبعوں سے سیرابی پائی۔ لہٰذا اسلامی فلسفہ کے متعلق میری گذارشات میں جو سامنے موجود ہیں آقا کی دی ہوئی ہیں۔ اور جو خامی ہو وہ میری نارسائی اور خطاکاری سمجھی جائے۔

میں نے گذشتہ سال اپنے مقالہ میں جو کچھ عرض کیا تھا اُس کی دوسری کڑی یہ مضمون ہے۔ ظاہر ہے کہ "اسلامی فلسفہ" کا موضوع ایک بے کراں مضمون ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے سارے بنیادی باتیں بتا دی ہیں۔

میں نے عرض کیا تھا کہ معروف معنوں میں اسلام کوئی مکتب فلسفہ نہیں۔ لیکن اس دین متین میں شریعت کی پیشکش نہایت حکیمانہ طور پر ہوئی ہے۔ قرآن حکیم میں تصوّرات، نصب العین حیات، عقیدے اور احکام ایسے فکری اور مدلل انداز میں پیش کئے گئے ہیں کہ فلسفہ بھی انگشت بدنداں معلوم ہوتا ہے۔ فلسفہ میں یہ نمایاں نقص پایا جاتا ہے کہ وہ زندگی کے کیف و رنگ، سوز و ساز، وجد و گداز سے یکسر خالی رہتا ہے۔ قرآن مجید میں خشک فلسفیت کہیں نہیں۔ ہاں اس میں فلسفیانہ گہرائی، بلندی اور وسعت ضرور ملتی ہے۔ اسلام نے ذہن و ادراک کے ساتھ ہمیشہ جذبات و احساسات انسانی کو بھی اپیل کیا ہے۔ لیکن دین اسلام میں غیر منطقی جذباتیت بھی کہیں نہیں ملتی۔ قرآن مجید کے سمجھانے کا طریقہ استدلالی ابھار فکری ہے اور آمادۂ عمل کرنے کا ڈھنگ جذبی اور احساسی ہے۔ اسلام فکر و عمل کی دنیاؤں کے لئے درس حکمت و بصیرت ہے۔

اسلام علم کے ساتھ عرفان، فکر کے ساتھ ذکر اور عقل کے ساتھ وجدان پر بھی زور دیتا ہے۔ مذہب اسلام میں عقلیت (Rationalism) بھی پائی جاتی ہے اور وجدانیت (Intuitionalism) بھی۔ حاضر زمانہ کے بڑے فلسفیوں نے بھی یہ سچائی مان لی ہے کہ انسانی منطق اور قوت تعقل ایک محدود کارفرمائی کا آلہ ہے۔ جہاں عقل آکر ٹھٹھک جاتی ہے۔ وہاں سے وجدان کا عمل شروع ہوتا ہے۔ ارتقائے انسانی کے لئے وجدان کا عمل لازمی ہے۔ اس سلسلہ میں برگسون (Bergson) کی کتاب "تخلیقی ارتقاء" (Creative Evolution) نہایت بصیرت افروز ہے۔ کائنات اور حیات کو سمجھنے کے لئے عقل و وجدان میں مفاہمت اور تعاون کی ضرورت ہے۔ ورنہ نوع بشر کی متوازن ترقی نہیں ہو سکتی جس طرح علم حیات کے لئے عقل کافی ہے مگر عرفان حیات کے لئے ناکافی۔ اسی طرح شعور زندگی کے لئے تو عقل و ذہن کار آمد ہیں مگر تعمیر و تخلیق زندگی کے لئے نری عقل بےکار ہے۔ یقین و عرفان کے لئے وجدان و الہام کی حاجت ہوتی ہے۔ اور عملی جد و جہد کے لئے جذبۂ دل کی سرمستی و سرشاری کی، خوف و رجا کی، ضرورت پڑتی ہے۔ غرض یہ کہ اسلام تصوراتی اور عملی زندگی کی تکمیل کے لئے عقل و ادراک کے ساتھ وجدان و الہام کے ذرائع پیش کرتا ہے اور عملی زندگی کے فروغ کے لئے تعقل، تدبر اور تفکر کے دوش بدوش تذکر اور گرمی جذبات کو ہم سفر بنا دیتا ہے تاکہ تفہیم و ترقی سہل ہو جائے۔ حجابات اُٹھتے جائیں۔ اور نئی نئی راہیں کھلیں۔ فلسفی نہ تو یقین اور معنوی تشنگی کو دور کر سکتے ہیں اور نہ انسانی زندگی میں عملی انقلاب لا سکتے ہیں۔ یہی حال شعراء اور دوسرے فنکاروں کا ہے۔ فن کار محض جذبہ و تخیل کی دنیا میں سرمست رہتے ہیں۔ ادراک اور عمل کی قوت اُن میں نہیں ہوتی۔ فلسفی خشک ریگستان عقل میں سفر کرتا ہے۔ سرد و منجمد فضاؤں میں سانس لیتا ہے۔ وہ گرمی جذبات، سوز یقین اور جذب و دروں سے محروم ہے۔ فنکار اس کے برخلاف کوہ آتش فشاں کا ہم ساز ہوتا ہے اور خوابناک وادیوں میں سرگشتہ و حیران قدم مارتا پھرتا ہے۔ وہ عبیر و متانت، دانش وری اور استدلال سے محروم رہتا ہے۔ اور فلسفی فن کار کا حال تو سب سے زیادہ زبوں ہوتا ہے۔ نہ تو وہ پکا فلسفی ہی بن پاتا ہے اور نہ سچا فن کار وہ اپنے فن میں فلسفے بگھارتا ہے۔ اور اُسے سوکھا وعظ و پند بنا دیتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ سخت ذہنی و نفسی کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اُس کے ہاں عقل و وجدان اور فکر و عمل کے ناکامیاب ازدواج کے بعد ان عناصر کے درمیان سکون شکن تصادم شروع ہو جاتا ہے۔ فلسفی فن کار کا عبرت ناک انجام بھی بے عملی میں ظاہر ہوتا ہے۔ وہ گفتار کا غازی تو بن جاتا ہے مگر کردار کا غازی نہیں بن سکتا۔ یہ معجزہ تو ایک کرشنؑ، ایک موسیٰؑ، ایک محمدؐ فداہ نفسی کے ذریعہ ہی رونما ہوتا ہے کہ اُن کی تعلیمات اور اُسوۂ حسنہ میں فکر و نظر، عقل و وجدان، ادراک و جذبات کی خوبصورت اور کامیاب ترکیب نظر آتی ہے۔ لہٰذا نوع بشر کی کامل رہبری نہ تو فلسفی کر سکتے ہیں نہ شاعر اور نہ فلسفی شاعر۔ یہ سعادت تو صرف انبیاء کو حاصل ہوتی ہے یا اُن کے اظلال و خلفاء کو بروزی رنگ میں بخشی جاتی ہے۔

(۲)

میں نے پہلی قسط میں عالم و آدم کے متعلق اسلامی فلسفہ کا خلاصہ پیش کرنا چاہا تھا مگر تنگ دامانی کے سبب ایسا نہیں ہو سکا تھا۔ میں اس دوسری قسط میں اس فرض کو انجام دینا چاہتا ہوں۔ اسلامی فلسفۂ عالم و آدم کو ہم تین حصوں میں بانٹ سکتے ہیں۔ خلق عالم و آدم کے سلسلہ میں الوہیت و ربوبیت کا مسئلہ۔ بنی نوع آدم کا اس کے رب سے تعلق کا مسئلہ، اور نوع بشر کے درمیان آپسی روابط، حقوق و اخلاق کا مسئلہ۔ اسلامی فلسفہ دراصل ہمہ جہتی فلسفہ ہے۔ یہ تینوں مسئلے حقیقت میں ایک کُلّی کائناتی و حیاتی مسئلہ کے تین رُخ ہیں۔ اسلام کا کُلّی کائناتی فلسفہ الحمد للہ کے گرد گھومتا ہے۔ قرآن حکیم طبیعیات، مابعد الطبیعیات اور الٰہیات کو ایک ساتھ سورۂ فاتحہ کے ابتدائی حصہ میں پیش کرتا ہے۔ اخلاقیات کی جڑ بھی یہیں ملتی ہے اور یہ جڑ برگ و بار کر ایک عظیم الشان سماجی، اقتصادی اور سیاسی درخت کی صورت میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ اسلامی عمرانیات، معاشیات اور سیاسیات کا خلاصہ بھی اسی سورہ میں موجود ہے۔ سورہ کے نصف حصہ میں غایتی (Teleological) اور تصوراتی اصول پیش کئے گئے ہیں۔ اور یہ پیشکش نہایت حکیمانہ انداز میں ہوتی ہے۔ سورہ کے دوسرے حصہ میں پیش کردہ نصب العین اور آدرش کے متعلق دعوت عمل دی گئی ہے۔ اس دعوت میں نفسیاتی طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ دعائیہ رنگ سے تعلیم کی گرہیں کھلتی ہیں۔ عمل کے لئے جذبات اُبھرتے ہیں۔ شوق و ولولہ پیدا ہوتا ہے اور منزلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ اس دعا میں اجتماعی پکار ہے جس کے نتیجہ میں پکارنے والے کے سامنے اللہ رہتا ہے اور اس کے پہلو میں ساری انسانیت ہوتی ہے۔ پکارتے وقت تاریخ عالم اور قوموں کے عروج و زوال کے فلسفہ پر بھی نگاہ ہے۔ رسم و راہ منزل بھی پیش نظر ہے اور مقصد، معیار و منہاج بھی۔ مختصر یہ کہ سورہ فاتحہ کے پہلے حصہ میں نظریاتی تشریح ہے۔ اور دوسرے حصہ میں عملی تحریک۔ یہی بلند فکری اور عملی تحریک کی تلقین و ترغیب قرآن حکیم میں ہر جگہ نظر آتی ہے۔

سورہ فاتحہ کا حرف اوّل ہی اسلام کے کائناتی فلسفہ اور اس کے معیار و منہاج کو پیش کر دیتا ہے۔ ساری اعلیٰ و ارفع قدریں اللہ تعالیٰ کی ذات سے وابستہ ہیں۔ حُسن و خیر کی تکمیل اللہ تعالیٰ میں ہوتی ہے۔ شرک کی فلسفیانہ تردید یہیں سے ہو جاتی ہے۔ مادہ محبوب و پرستش ہوتے تو خدا کا جمال و جلال غلبہ و اقتدار کامل نہ ہوتا۔ حُسن یکتا ہی حمد کامل کا مستحق ہے۔ کسی جہت سے کوئی وجود یا کوئی قدر اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ہو سکتا۔ یہی اسلام کا فلسفہ وحدانیت ہے۔ اس کی استقرائی اور مشاہداتی دلیل قرآن حکیم یہ دیتا ہے کہ کائنات و حیات ایک مربوط کل ہے اور یہ میکانکی جامد نظام نہیں بلکہ متحرک اور ارتقاء پذیر نظام ہے۔ اس نظام میں مرکزیت اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ زمان و مکان بے کراں ہیں۔ لیکن سب پر اللہ تعالیٰ حاوی ہے۔ عالم ایک نہیں بلکہ کثرت عالم کا انکشاف ہے۔ ایک عالم کے بعد دوسرا عالم اور مختلف جہتوں میں مختلف عالم کا تصور پیش کیا گیا ہے۔ ان عالمین کی مرکزی قوت و طاقت، ارادہ و حرکت اور مشیّت کُلّی اللہ ہی ہے جس نے تمام عالمین کو پیدا کیا، اُن میں تربیت و تنظیم کی [illegible] عطا فرمائے۔ اُن کی پرورش و پرداخت کرتا رہتا ہے۔ انہیں متحرک رکھتا ہے۔ اور تدریجی طور پر انہیں اور اُن کی کائنات کو ترقی کی منزلوں کی طرف لے جاتا ہے۔ غور کرنے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ربوبیت کا فیض جاری سائنس کے نت نئے انکشافات

زیادہ سے زیادہ اس حقیقت کو جلوہ گر کرتے جاتے ہیں۔ ربوبیت کا مشاہدہ، نظام کی ہم آہنگی اور عالمین کی حرکت وارتقاء کا کیف نا امر بوطہ تم اس امر کی دلیل ہے کہ نظام عالمین میں کامیاب اور خوبصورت مرکزیت پائی جاتی ہے۔ اور سنیت کا مرکزی حسین نقطہ اللہ ہی ہے لہذا سب سے بڑی حمد آنت اس حرف اول میں جلوہ بار ہوتی ہے۔ الحمد للہ! اور یہی حرف آخر ہے۔ ھو الاول وھو الآخر!

اسی سورۃ سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا اظہار بھی عالمین کی ضروریات اور حالات کے لحاظ سے ہوتا ہے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جہاں تک انسانوں کا تعلق ہے ہمارے اعمال کی جزا و سزا بھی ہے اور مجموعی رنگ میں ارتقاء کی منزلوں میں انجام، تکمیل، نتائج کے دو ثمرات ہونے اور فیصلے کے دن بھی آیا کرتے ہیں۔ اور یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ، رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت کے تحت رونما ہوتی ہیں۔ وہ رحم وکرم فرماتا ہے۔ بے کئے عطا و بخشش کرتا ہے۔ پھر کام کا نیک اجر فضل و رحم کے ساتھ دیتا ہے۔ اور کلی رنگ میں بڑے دبدبہ، شان، غلبہ و اقتدار کے ساتھ اسباب و اعمال کے نتائج نکالتا اور خود مختارانہ طور پر جزا و سزا دیتا ہے۔ اور ان تمام صفات کے اظہار میں اس کی شان ربوبیت نظر آتی ہے۔ اور اس کے حسن کا نور دمکتا ہے کیونکہ ساری صفات الٰہیہ کی تقویم حسن سے ہوتی ہے۔ اور حسن کامل ہی حمد کامل کا مستحق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صرف محمود نہیں بلکہ معیارِ حسن و حمد بھی ہے۔ دراصل حسن و حمد کامل اسی ذات سے وابستہ ہو بھی سکتا ہے۔ جو رب العالمین، رحمٰن، رحیم اور مالک یوم الدین ہو۔ الحمد کی یہ سب دلیلیں ہیں۔ جو عقل و دل و نگاہ کو مطمئن کر دیتی ہیں۔ "عالمین" اور "یوم الدین" کے الفاظ سے اسلام کا فلسفہ طبعیات[1] اور نظریہ مابعد الطبعیات[2] دونوں ظاہر ہوتے ہیں حشر و نشر کا اصل بھی نکلتا ہے کیونکہ اس عالم آب و گل میں سارے اعمال کے نتائج کی تکمیل ہوتی نظر نہیں آتی اور آخری فیصلہ سارے امور کا نہیں ہوتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اُس کی ربوبیت کی تکمیل اور عالموں سے بھی وابستہ ہے۔ اور مختلف عالموں میں درجہ بدرجہ ضرورت کے مطابق یوم الدین آتے رہتے ہیں۔ اس لئے اس دنیا کی ناتمامی کو دیکھ کر گھبرانا نہیں چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی کامل مصلحت ضرور سارے عالم کو منزل بہ منزل حسن انجام کی طرف لے جائیگی اور نوعِ بشر اس کی ربوبیت، رحمانیت اور رحیمیت کے نظارے یوم حشر میں واضح طور پر دیکھے گی اور یہ روشن ہو جائے گا کہ تمام حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

اخلاقیات اور جمالیات کی بنیادی بحث معیارِ اقدار کے بارے میں ہوتی ہے۔ بھلائی کیا ہے اور برائی کسے کہتے ہیں۔ نیکی اور بدی کی صحیح تعریف کیا ہے۔ فلسفۂ اخلاقیات (Ethics) کی جڑ ہے۔ اسی طرح حسن کیا ہے اور قبح کیا ہے۔ فلسفۂ جمالیات (Aesthetics) کی اصل ہے قرآن حکیم نے اسی لئے سب سے پہلے معیار منہاج کو ہی پیش کیا ہے اور اسی مقررہ قدر (Value) پر کائنات و حیات، اعمال و افعال کو ڈھالنے اور پرکھنے کی تلقین کی ہے۔ فلسفی نیکی اور بدی، حسن و قبح کا معیار مقرر کرنے میں ہمیشہ اختلافات میں پڑتے رہے ہیں۔ متضاد فلسفوں میں تسلی و تشفی کی کوئی راہ نظر نہیں آتی۔ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی صفات کو اخلاق اور حسن کے معیار کے طور پر پیش کرتا ہے۔ فرماتا ہے۔ الحمد للہ۔ خدا تعالیٰ کی صفات کے مطابق جو عمل ہوگا وہ نیکی ہے۔ اعلیٰ اخلاق ہے، روحانیت ہے، حسن کا پرتو ہے اور ان صفات الٰہیہ کے خلاف جو فعل ہوں گے وہ بدی ہے۔ اسلام نے صفات الٰہیہ کی جتنی تفصیل بیان کی ہے کسی مذہب نے نہیں پیش کی۔ دراصل اقدارِ اعلیٰ کی تشریح کے بغیر نہ نصب العین ہی درست ہو سکتا ہے اور نہ اعمال ہی ٹھیک طور پر ڈھالے جا سکتے ہیں۔ حسن کی اعلیٰ ترین تخلیق کی پہچان ذوقِ سلیم اور فطرتِ صالح پر منحصر کی گئی ہے۔ اس غرض کے لئے احساسات لطیفہ کو بھی رسیلی کیا گیا ہے اور نہ ... دلیلیں بھی دی گئی ہیں۔ حق تو یہی ہے کہ معیار اخلاق اور منہاج حسن وہی ذات ہو سکتی ہے۔ جس میں ربوبیت عامہ، رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت کے گن ہوں۔

سورہ فاتحہ میں اسلامی فلسفہ عمرانیات (Sociology) اقتصادیات (Economics) اور سیاسیات (Politics) کی روح بھی جلوہ فرما ہے انشاء اللہ میں اس مضمون کی تیسری قسط آئندہ پیش کروں گا۔

[1] فلسفہ طبعیات: Physics، Natural Philosophy

[2] مابعد الطبعیات۔ Meta-Physics.

اسلام کی امتیازی خصوصیت توحید کا قیام ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت و وفات کی ایک ہی تاریخ ہونے میں راز

از محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل ایڈیٹر ماہنامہ الفرقان ربوہ

اسلام کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ وہ خالص توحید پر قائم ہے۔ اسلام اپنی روح کے لحاظ سے کسی قسم کے شرک کو برداشت نہیں کر سکتا۔ یوں تو سب انبیاء تیام توحید کے لئے ہی مبعوث ہوئے تھے اور ساری زندگی انسانوں کو توحید کی ہی تعلیم دیتے رہے تھے۔ لیکن یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ گزشتہ انبیاء کی وفات کے بعد ان کی امتوں میں جلد ہی شرک نے راہ پالی اور وہ قومیں کسی نہ کسی رنگ میں شرک میں مبتلا ہو گئیں اور معنوی توحید سے محروم ہو گئیں بعض قوموں نے تو دیوی دیوتاؤں اور حجر و شجر کی عبادت شروع کر دی اور بعض اس حد تک تو نہ گریں البتہ انہوں نے اپنے مذاہب کے بانیوں کی عزت و عظمت میں غلو اختیار کر لیا اور خود ان کو ہی خدا یا خدا کے بیٹے قرار دے دیا جو خالص توحید کی طرف بلانے کے لئے آئے تھے۔ ہندو دھرم اور عیسائیت کے پیروؤں کا عمل ہمارے سامنے ہے۔

اسلام نے جس قدر واضح رنگ میں اور کھول کھول کر دلائل سے توحید الٰہی کو واضح فرمایا اور پھر ہمارے سید و آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جس عملی طریق سے توحید کو دلوں میں رچا دیا اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ صدہا برس گزرنے کے باوجود اور مسلمانوں میں متعدد عملی خامیوں کے پائے جانے کے باوجود ان کی بہت بڑی اکثریت شرک سے محفوظ ہے اور انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو الوہیت کے عرش پر نہیں بٹھایا بلکہ ہمیشہ آپ کو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور رسول قرار دیا

دوسری قوموں میں یہ عام رواج پایا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے بانی مذہب کے یوم پیدائش یا ولادت کی طرف مذہب کے سن کو منسوب کر دیتی ہیں اور ان کی ولادت کو ایسے انداز میں ذکر کرتی ہیں کہ بعد کی نسلیں ان کو الٰہ اور خدا قرار دے دیتی ہیں۔ اسلام میں یہ بات نہیں ہے اول تو اسلامی تاریخ جو ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش یا وفات سے وابستہ نہیں بلکہ اسلامی سال کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے ہے جب آپ کو مکہ والوں نے مکہ شریف سے نکال دیا تھا اور آپ مدینہ منورہ میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے تھے اور پھر یہ ایک پر لطف صداقت ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور وفات کی ایک ہی تاریخ یعنی ۱۲ ربیع الاول ہے۔ اسلئے اس تاریخ کو محض عظمت کا باعث بنا کر الوہیت کے لئے بنیاد قرار دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ گویا یہ حقیقت بھی مسلمانوں کو توحید الٰہی پر قائم رکھنے میں معاون ہی ہوئی ہے

خالق کی توحید انسانیت کی وحدت ... اور بنیاد ہے اسلام توحید خالق ... اور انسانوں کی مساوات کا منادی ہے۔ اور درحقیقت مذہب کی خصوصیت یہ دو باتیں ہیں۔ جو اسلام میں نمایاں طور پر موجود ہیں جس سے اسلام کا زندہ مذہب اور حضرت بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام کا زندہ رسول ہونا ثابت ہے وھو المراد

(بشکریہ الفرقان)

اشاعت لٹریچر کے سلسلہ میں

ایک اور دوست کا تعاون

نظارت ہذا کی طرف سے اشاعت لٹریچر کے سلسلہ میں تعاون کرنے والے احباب کے شکریہ پر مشتمل ایک مضمون جو کہ اسی پرچہ میں دوسری جگہ دیا گیا ہے۔ اس مضمون کی کتابت مکمل ہو کر کاپی چھپ چکی تھی کہ مکرم نذیر احمد صاحب آف جورہٹ Jorhat (آسام) نے اس تحریک کے تحت مخلصانہ تعاون کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لیکچر موسومہ "Why I believe in Islam" کو تین ہزار کی تعداد میں چھپوا دینے کی پیشکش کی۔ چنانچہ اس کے چھپوانے کا انتظام کر دیا گیا ہے اور جلسہ سے قبل ہی یہ ٹریکٹ چھپ جائیگا انشاء اللہ۔ نظارت ہذا ان کا شکریہ ادا کرتی ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواست دعا: ... عرصہ سے خاکسار کے ہاتھوں اور پاؤں پر پھوڑے نکلے ہوئے ہیں جو کہ باعث سخت تکلیف ہے۔ کئی علاج کرانے کے باوجود افاقہ نہیں ہوا احباب جماعت سے التجا ہے ... کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر زمین و آسمان کی شہادت

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار (المسیح الموعود)

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

معرفت الٰہی اور اسباب طبعیہ

انبیاء معرفت الٰہی کا دفتر ہوتے ہیں۔ خدا کے وہ افعال جو ایک صانع حقیقی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اور جن پر زبردست تفکر کرنے کے بعد ہستی باری تعالیٰ کا علم حاصل ہوتا ہے۔ بعثت انبیاء کے بعد وہ علم معرفت کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

خدا کی وہ تجلی جو اس کے مصنوعات کے پردہ میں پنہاں ہے۔ اور حسن ازل کی وہ روشنی جو اس کی تخلیقات کے حجاب میں پوشیدہ ہے۔ وہ اپنے پردہ سے نکل کر جب مادی شبیہ اختیار کرتی ہے تو انبیاء کی "مشابہت کاملہ" کا ظہور ہوتا ہے۔ یعنی انبیاء خدا کی "قولی و فعلی تجلیات" کا مظہر ہوتے ہیں۔

خدا کے اس ازلی و ابدی قانون کے مطابق اس عہد میں خدا کے خفی و جلی جلووں نے جو صورت اختیار کی۔ اسی کو ہم مسیح موعود اور مہدی مسعود کی شبیہ کہتے ہیں۔ اسباب ارضی کی تحقیقات اور عجائبات فلکی کے انکشافات اسی ایک وجود کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

آسمان کی کھال کیوں ادھیڑی گئی؟ زمین کے خزانے کیوں نکالے گئے؟ اور قدرت کے حسن و تنقیح کی لطیف سے لطیف تر تشریح کیوں کی گئی؟ محض اس لئے کہ اب معرفت الٰہی انہیں راہوں سے حاصل ہونے والی تھی۔ اب وقت حسن یوسف، ید بیضاء اور دم عیسےٰ ذریعہ معرفت نہیں۔ اب انسان چاند، مریخ و زہرہ پر جست لگانا اور زمین کے ساتوں طبقوں سے گذر جانا چاہتا ہے۔ اب اگر اسے معرفت الٰہی حاصل ہوگی تو انہیں راہوں سے۔ نہ حسن یوسف اور ید بیضاء سے

آج کا طبعی و فلکی محقق یہ نہیں پوچھتا کہ آپ کی "قوت نبوت" کون سی جادوگری یا شعبدہ بازی کا مقابلہ کر سکتی ہے؟ بلکہ اب وہ یہ سوال کرتا ہے کہ آپ کی روحانیت ہمارے انکشافات، ایجادات اور تخلیقات کا مقابلہ کر سکتی ہے یا نہیں؟ اگر زمین و آسمان کی طبعی قوتیں آپ کا ساتھ دینے لگیں تو ہم بھی آپ کا ساتھ دیں گے۔ ورنہ نہیں۔

جب ہم ماضی کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو کبھی پتہ نہیں لگتا کہ پہلے انبیاء سے اس قسم کا سوال ہوا ہوگا۔ اور زمین و آسمان کے طبعی حالات کی دریافت معرفت الٰہی کا ذریعہ بنائی گئی ہو۔ تاریخ سے یہ اسی زمانے کی خصوصیت ثابت ہوتی ہے اس لئے تجلیات الٰہیہ کا ضروری اقتضاء تھا کہ وہ اس عہد میں بھی ایک ایسا "تجسم" اختیار کرے۔ جس کی تائید و نصرت پر زمین و آسمان کی طبعی قوتیں کمربستہ ہوں۔ اور ان کی بعثت کے بعد آسمان کے "دریچوں" اور "زمین کے ایوانوں" میں خدا کا جلوہ نظر آنے لگے

حدیث کسوف و خسوف اور علم ہیئت

سید الکونین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جن پر لوح محفوظ کی تحریریں آشکارا کی گئی تھیں۔ انہوں نے اس عہد کے صحیفوں کو پڑھ کر جو یہ فرمایا کہ

ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السموٰت والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ (دارقطنی)

ہمارے مہدی کی صداقت کی دو علامات ہیں۔ یہ علامات آغاز تخلیق سے آج تک ظاہر نہیں ہوئے۔ چاند کو رمضان کی ابتدائی اور سورج کو درمیانی تاریخ کو گرہن لگے گا یعنی گرہن لگنے کی تاریخوں میں۔

سورج اور چاند گرہن کا دستور اس وقت سے برابر چلا آ رہا ہے جب انسان جامۂ ہستی میں بھی نہیں آیا تھا۔ مگر "دور قمریا دور مہدویت" میں شمس و قمر کا ایک نئی شان سے گرہن میں آنا دراصل مسیح پاک کی صداقت پر اجرام سماوی اور علم ہیئت کی ایک شہادت تھی۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بشارت اس حقیقت کے چہرے سے نقاب کشائی تھی۔ کہ مہدی لولاک علیہما الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اجرام سماوی پر بھی اثر انداز ہوگی۔ اور قیامت کی "انتشار روحانیت" سے مستفید ہو کر سورج اور چاند کی نامعلوم برکات سے خوشہ چینی کی جدوجہد شروع کر دے گا۔ خدا کی یہ حکمت آزمائی دیکھئے کہ زمانہ جوں جوں گردش کھاتا ہوا عہد مسیح کے قریب آتا گیا انسان کے "تعلقات" اجرام سماوی سے قریب ہوتے گئے۔ پہلے تو کوپرنکس، کیپلر اور بروتو نے نظری طور پر نظام شمسی کے بعض حیرت انگیز انکشافات کئے۔ اس کے بعد جب بعثت مسیح کا زمانہ زیادہ قریب آگیا تو زمین اور اجرام سماوی کی طبعی ہیئت زیادہ واضح ہوتی گئی۔ گلیلیو نے دوربین ایجاد کی۔ اور اب زمین کے باشندوں نے فضاء بسیط۔ سیارے اور ان کے توابع کا مشاہدہ شروع کر دیا۔ اب علم و نظر مشاہدے میں تبدیل ہو گئے۔ اس کے بعد نیوٹن پیدا ہوا اور اس نے ریاضی کے ذریعہ سیاروں کے مدار، گردش اور "قوت تجاذب" کا ثبوت بہم پہنچایا۔

کہکشاں اور اجرام سماوی اسی طرح حرکت کرتے ہوئے بعثت احمدی کے دور میں داخل ہوئے۔ اور اب دانشوروں کی جماعت فلسفہ، سائنس اور ریاضی کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر کچھ اس طرح اجرام سماوی پر حملہ آور ہوئی کہ سچ مچ آسمان کی کھال ادھیڑ لی گئی۔ سائنس دانوں نے جب اپنے علم و فن کے پندار میں یہ کہا کہ کب انسان کو ایسی تحقیقات کا واہمہ بھی ہوا ہوگا تو فوراً ہاتف غیبی نے آواز دی۔

واذا السماء کشطت (تکویر)

اور اس وقت کو یاد کرو جب آسمان کی کھال ادھیڑ دی جائیگی۔

یہ کیا تھا؟ یہ مسیح پاک کی صداقت پر آسمان کی فعلی شہادت تھی۔ اس آیت کے نیچے حقائق و معارف کا جو خزانہ پوشیدہ ہے۔ اس کی کمیت یا کیفیت کا حال ان ہیئت دانوں سے پوچھئے جو اس راہ کی مشکلات سے واقف ہیں۔ قرآن پاک نے جن جامع و مانع الفاظ اور بلیغانہ انداز میں علوم سماوی کا ذکر کیا ہے وہ اسی کا حصہ ہو سکتا ہے جو اجرام سماوی کے طبعی و مخفی حالات کا صحیح علم رکھتا ہو۔

قرآن کریم جسے اپنے حرف حرف کی صحت کا دعویٰ ہے۔ جو راستی و صداقت کا آخری صحیفہ ہے۔ آخر اس نے یہ کیسے کہا کہ ایک ایسا وقت آئے گا جب آسمان کی کھال ادھیڑ لی جائے گی۔

اگر اس کے سامنے علوم سماویہ کا دفتر نہیں تھا اور وہ ہیئت دانوں کے نظریات، مشاہدات و انکشافات سے باخبر نہیں تھا۔ تو آخر علوم سماویہ کا خلاصہ ان مختصر الفاظ میں کیسے بیان کر دیا۔

عجائبات فلکی

قرآن پاک کا "دور مسیح" کے ذکر میں اذا السماء کشطت کہنا۔ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ اب جتنی فلکی تحقیقات ہوں گی وہ مہدی پاک کی بعثت کی شہادت دیں گی۔ خواہ "اسپاسک رینہ" سپوتنک یا "کاروشماعوں" کی تحقیق ہو یا بین الاقوامی جغرافیائی سال کی فلکی کوشش ہو۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایجادات و انکشافات کے دیباچہ واذ المرسل اقتت اور شاہد و مشہود بھی فرمایا ہے وہ جہاں

۱۔ نہر سویز و نہر پانامہ سے مرج البحرین یلتقیان (رحمن)

۲۔ دخانی جہازوں سے لہ الجوار المنشئٰت فی البحر (رحمن)

۳۔ ریل موٹر ہوائی جہازوں سے واذ العشار عطلت (تکویر)

۴۔ ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم سے یوم تکون السماء کالمھل (معارج)

۵۔ بادشاہوں کی تباہی اور جمہوریتوں کے قیام سے واذ الجبال نسفت

۶۔ پریس اور کتابوں کی کثرت اشاعت سے واذا الصحف نشرت (تکویر)

۔ علم طبقات الارض سے والقت ما فیھا وتخلت (انشقاق)

۷۔ اور علم ہیئت کی ترقی سے واذا السماء کشطت (تکویر)

۸۔ اور بین الاقوامی جغرافیائی سال سے واذا الارض مدت (انشقاق)

کی پیشگوئی کرتا ہے وہیں اس زمانے میں ایک پیغمبر کے مبعوث ہونے کی بھی خبر دیتا ہے ـــ واذا المرسل اقتت (مرسلات)

فتنوں کا نزول

خبر یہ تو آسمان کی ایک فعلی شہادت تھی مگر خبر تو یہ دی گئی تھی کہ وہ زمانہ "فیج اعوج" کا ہوگا۔ اور فتنے بکثرت نازل ہوں گے اور یہ طبعی اسباب مہدی مسعود کی صداقت کی گواہی دینے کے لئے حاضر ہوں گے۔

دور حاضر کے انکشافات و ایجادات میں یہی حکمت کارفرما تھی۔ ہر ایجاد ایک نئے فتنہ کی خبر دے رہی تھی۔ اور جسے فرد کرنے

کے لئے زمانے کو مسیح محمدی کی بعثت کا انتظار تھا۔ اس کو مثال میں یوں سمجھ سکتے ہیں کہ جب کبھی ہم راہ بھٹک کر جنگل کی طرف چل پڑتے ہیں تو جنگل کے قریب آتے ہی پہلے حشرات الارض کی آواز سنائی دیتی ہے۔ جب جنگل میں داخل ہوتے ہیں تو چھوٹے چھوٹے جنگلی جانور نظر آتے ہیں۔ اور جب آگے بڑھتے ہیں تو شیر گرجتا اور ہاتھی دہاڑتا ہے۔ اور درختوں پر جا بجا اژدہوں کی جھلک نظر آنے لگتی ہے۔

بس یہی حالت دورِ فتن کی ہے۔ زمانہ جب حرکت کرتا ہوا اس دور کے قریب آیا تو پہلے اس کا چھوٹے چھوٹے فتنوں سے سابقہ پڑا . . . . . . پھر کچھ خطرناک فتنے ظاہر ہوئے۔ اور اس کے بعد خطرناک سے خطرناک . . . .

. . . .

. . . . فتنوں نے آ کر زمانے کو گھیر لیا۔ فتنۂ دہریت۔ فتنۂ قومیت۔ فتنۂ معاشرت۔ فتنۂ اقتصادیات اور فتنۂ اخلاق۔ غرض یہ تمام فتنے زمانے کی صالح سوسائٹی کو مجروح کرنے لگے۔ اور دنیا کے طبعی اسباب اس "دندان فتن" سے نجات پانے کے لئے مسیح پاک کی بعثت کی دہائی دینے لگے۔ اسی افتقار زمانہ کے ماتحت آپؑ کا ظہور ہوا۔ اور جب آپ نے یہ فرمایا کہ

> میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
> میں ہوں وہ نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

تو زمین و آسمان کے تمام "طبعی و وصفی حالات" نے آپ کی صداقت کی گواہی دی۔

غیر احمدی علماء ہمارے وہ علماء جنہیں خدا نے "دابۃ الارض" کے مخصوص خطاب سے نوازا ہے۔ وہ کبھی حدیث کسوف و خسوف کی صحت اور کبھی اس کے مصداق کو مجروح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان بیچاروں کو یہ معلوم نہیں کہ جو پیش گوئی خارج میں وقوع پذیر ہو گئی۔ اس کی صحت پر نہ اسماء رجال سے کوئی حرف آ سکتا ہے نہ ذاتیات پر حملہ سے۔

روایت ہے کہ جب آسمان پر یہ نشانیاں ظاہر ہوئیں تو کسی نے مولانا الطاف حسین حالی سے پوچھا کہ حضرت مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کے "دعویٰ مہدویت" کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم شہادت دیں یا نہ دیں۔ سورج اور چاند نے تو شہادت دیدی۔

نکتۂ ہیئت آپ کی صداقت پر ان دو "نیّروں" نے جو شہادت دی۔ ان میں سے ایک تو ایسا ہے جس کی تابع ہماری زمین ہے۔ یعنی سورج۔ اور دوسرا وہ ہے جو ہماری زمین کا تابع ہے یعنی چاند۔ سبھوں نے آپ کی بعثت کی گواہی دی۔

افسوس کہ وہ علماء جو کم سے کم ۵ سو برس سے نہایت میٹھے میٹھے انداز میں یہ بیان کرتے آ رہے تھے کہ وہ دن کتنا مبارک ہوگا جب مہدی موعود آئیں گے۔ اور آسمان و زمین آپ کی بعثت کی شہادت دیں گے۔ جب وہ دن آیا تو علماء نے ہی انکار میں سبقت کی۔ اور اس دن کو اپنی بد نصیبی و بد بختی کا آخری دن بنا لیا۔ خدا نے اپنے بندوں کے اس عبرتناک حال پر کتنا درست کہا ہے:

> یٰحسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسولٍ الا کانوا بہٖ یستھزءون۔

ہائے بندوں پر افسوس ہے کہ ان کے پاس کوئی ایسا رسول نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزاء نہ کیا ہو۔

شہبِ ثاقبہ اسی طرح آپؑ کی تصدیق کے لئے آسمان پر "شہب ثاقبہ" کا نشان بھی ظاہر ہوا۔ جس کا ذکر خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئینہ کمالات اسلام میں اس طرح فرماتے ہیں

> "۲۸ر نومبر ۱۸۸۵ء کی رات کو یعنی اس رات کو جو ۲۸ر نومبر سے پہلے آئی اس قدر شہب کا تماشا آسمان پر تھا جو میں نے اپنی عمر میں اس کی نظیر کبھی نہیں دیکھی . . . . وہ سلسلہ رمی شہب کا شام سے شروع ہو گیا تھا جس کو میں صرف الہامی بشارتوں کی وجہ سے بڑے سرور کے ساتھ دیکھتا رہا۔ کیونکہ میرے دل میں الہاماً یہ ڈالا گیا تھا کہ یہ تیرے لئے نشان ظاہر ہو رہا ہے۔"

بے شک یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک چمکتا ہوا نشان تھا۔ مگر مشاہدۂ حقیقت کے لئے چشم بینا درکار ہے۔

انذاری پیشگوئیاں جب ہم مسیح پاک علیہ السلام کی صداقت پر طبعی حوادث جیسے سیلاب زلزلہ۔ طاعون وغیرہ کا حوالہ دے کر آیت کریمہ ما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا کی تفسیر کرتے ہیں تو کوتاہ نظر علماء یہ طعنہ دیتے ہیں کہ وہ گویا "فرشتۂ عذاب" بن کر نازل ہوئے ہیں۔ اور صرف قہری نشان دکھا کر دنیا کو مرعوب کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ حضرت مہدی معہود علیہ السلام کی صداقت پر کائنات کا ذرہ ذرہ گواہی دے رہا ہے بشارتی

کی چمک اور پھولوں کی مسکراہٹ سب آپ کی صداقت کے گواہ ہیں۔

قرآن کریم اور عصر حاضر قرآن پاک نے جو جا بجا اس "ترقی یافتہ" دور کی نشاندہی کی ہے اور انسان کی علمی و اجتماعی کوششوں کو سراہا ہے۔ آخر وہ کس "مقدس سراپا" کی آمد آمد کی عزت افزائی ہے۔ انسان اگر اپنی ذہنی و علمی صلاحیتوں کو تعمیری مسائل پر اس جدوجہد اور بقاء باہمی کے زریں اصول پر لگاتا تو خدا کو ان ترقیات کا ذکر کرنے کے بعد سنفرغ لکم ایھا الثقلان کہنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ خدا کی رحمت و الطاف کی زیادتی دیکھئے کہ اس نے بنی نوع انسان کے دامن کو علم و ہنر کے موتیوں سے بھر دیا ہے۔ انسان کے کاروان حیات نے آج تک خداداد فہم و ذکا سے اتنا استفادہ نہیں کیا جتنا وہ عصر اولیٰ سے کر رہا ہے۔ زمانے کے علمی و اجتماعی نقوش میں یہ تبدیلی مشیت الٰہی کے اشارے سے ہو رہی ہے۔ خدا نے عصر حاضر کا جو نقشہ مرتب کیا ہے۔ اس کی تفصیلات اور اہم مرکزی نقطوں سے . . . . . . ۱۴ سو سال پہلے ہی بنی نوع انسان کو آگاہ کر دیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ مستقبل بعید میں ایک ہزار سال کے بعد وہ انسان کو قوانین قدرت کی تحقیقات۔ طبعی خزائن کی دریافت اور کتب و صحائف کی اشاعت پر قادر کر دے گا۔ اور یہ سب سامان ہوگا ایک "مظہر تجلیات الٰہیہ" کے مقصد کو کامیاب بنانے کا۔ انسانی قافلہ اس عہد زریں میں داخل ہو گیا۔ اب اس کا فرض تھا کہ اپنے مقصد وجود کو پیش نظر رکھتا۔ اور اس مسیح پاک و مہدی دوراں کے مقاصد کو کامیاب بنانے۔ اسے عالمگیر حیثیت دینے اور انسانی سوسائٹی کو اس سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتا۔ اور اب اسی کو زندہ رہنے کا حق بھی ہے۔ جو اپنی غرض زندگی کو سمجھتا اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے لیکن وہ جو اپنے مقصد وجود سے بے خبر ہے اسے موجود رہنے کا بھی حق نہیں۔ حضرت مسیح پاک کی بعثت کے بعد خدائی وعیدوں اور قہری نشانوں کے ظہور کی یہی قانونی وجہ ہے۔ جس کے لئے اس طرح دربار عالم سجایا گیا۔ اور "اسباب طبعیہ" سے مدد لے کر دنیا کی اتنی حسین محفل آراستہ کی گئی۔ اگر انہیں ہی اس دربار میں آنے اور اس محفل میں داخل ہونے سے روک دیا جائے۔ تو پھر اس دربار اور محفل کی ضرورت ہی کیا۔

شیخ سعدی نے کہا ہے کہ اگر اور یہ بھی کوئی نصیحت لکھی ہو تو اسے

قبول کرو۔ مگر آج کل کی فلسفی، سیاسی اور مذہبی ذہنیت یہ نہیں سوچتی کہ آخر زمانہ "ہجری و آہنی دور" سے نکل کر "ایٹمی دور" میں داخل ہو گیا؟ انسانیت کا وہ کونسا مقصد ہے جسے حاصل کرنے کے لئے زمانے نے یہ تیز گامی اختیار کی؟

مقصد وجود وہ مقصد یہ تھا کہ حضرت مسیح الزمان کی بعثت پر ہر طرف سے لبیک لبیک کہی جاتی اور ہر طرف اھلاً و سہلاً و مرحبا کا غلغلہ بلند ہوتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ چند منتخب روزگار ہستیوں کے علاوہ سبھوں نے انکار کیا اور منہ موڑا۔ اس لئے اب "اسباب طبعیہ" نے آپ کی تصدیق و نصرت کا ارادہ کیا۔ اور اس وقت تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام "اسباب" حالت غیظ و غضب میں ہے۔ یعنی اسباب طبعیہ کی تمام فوجیں منکرین مسیح موعود علیہ السلام پر حملہ آور ہو جانا چاہتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو یہ فرمایا کہ

> کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
> ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

آپ نے اس شعر میں اسی قانون قدرت کا ذکر کیا ہے۔

آفات ارضی آپ نے اپنی پیشگوئیوں میں بار بار ان طبعی اسباب کا ذکر کیا ہے جن کی تباہ کاریوں سے آج ساری دنیا پریشان ہے۔ سیلاب کی تباہی۔ زلزلے کی ہلاکت آفرینی اور وباؤں کی قیامت خیزی۔ ان مصائب سے ہمارا ملک بھی دوچار ہے۔ جس پر قابو پانے کے لئے ارکان حکومت توبہ و انابت کی بجائے بڑی بڑی اسکیمیں بنا رہے ہیں۔ جیسے ڈی۔ وی۔ سی اور بھاکڑہ ننگل ڈیم وغیرہ۔ اگر حکومت اپنی سکیم کے ساتھ توبہ و انابت کی طرف بھی مائل ہوتی تو یہ "نور علیٰ نور" ہوتا۔ مگر ایسا نہیں۔ اس لئے ہماری روشنی آسمانی روشنی کے بغیر بیکار ہو رہی ہے اور ہماری ترقی "ترقی معکوس" کہلانے لگی ہے۔

طاعون اللہ تعالیٰ نے جب اسباب طبعیہ کو بنی نوع انسان کی خدمت پر لگا دیا۔ تو حضرت شیخ سعدیؒ کے قول کے مطابق ہونا یہ چاہیئے تھا کہ:

> ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار
> شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرمان نبری

مگر انسان نے جب اس قول کو اپنا دستور العمل نہیں بنایا تو اب ہر ادراج نے انسان پر حملہ شروع کر دیا۔ یہ ادراج کا ایک ظہور طاعون کی شکل میں ہوا۔

جسے قرآن پاک میں "رجس" یعنی نجاست اور گندگی کہا گیا ہے۔ فارسلنا علیہم رجزا من السماء

ٹھیک اس وقت جب پنجاب اور ہندوستان میں طاعون کے کوئی آثار نہیں تھے۔ بنی نوع انسان کی شامت اعمال نے اس آسمانی فوج کو اپنی آبادی پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ اور اس نے ایسا زبردست حملہ کیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے کتنے خاندان۔ گاؤں اور شہر ویران ہو کر رہ گئے۔

جب ایک عالم سراسیمگی و دہشت اور خوف کے عالم میں مبتلا ہو گیا تو خدا نے اس وقت اس "مدعی مہدویت کاملہ" کو اپنی تجلیات کا مظہر اور ان کی بجائے سکونت کو امن و سلامتی کا حصار بنایا اور فرمایا۔

انی احافظ کل من فی الدار۔

یعنی میں دیار مسیح میں رہنے والوں کی حفاظت کروں گا۔

واقعات نے اس الہام کے حرف حرف کی تصدیق کر دی۔ بڑے بڑے ڈاکٹر پڑے ٹیکے لگانے لگ گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں کو خارق عادت طور پر بچایا۔ ظاہر ہے کہ اس وبا سے بچنے کے لئے حضرت مہدی مسعود علیہ السلام کی طرف سے توبہ و انابت کے سوا اور کوئی خاص انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ آپ نے تو یہاں تک اپنی خواہش اور توکل علی اللہ کا اظہار کیا تھا کہ آپ کے ارادتمندوں کو ٹیکہ بھی نہ لگایا جائے۔ تا خدائی اور انسانی تدبیروں کے درمیان حد فاصل رہے۔ مگر اس تقدیر کا کیا کیجئے کہ غیر احمدی مسلم و غیر مسلم اپنی ساری احتیاطی تدبیروں کے باوجود اکثر اس کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ اس "نہنگ اجل" کا لقمہ بنتے گئے۔ مگر احمدی محض مسیح پاک کے "حصار عافیت" میں آ کر ان بلاؤں سے محفوظ رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آفت کو "طوفان نوح" سے تشبیہہ دی۔ اور اس سے بچنے کے لئے ایک کتاب "کشتی نوح" لکھی۔ اور ایک عالم گواہ ہے کہ ایک انبوہ کثیر تو اس آفت کی نذر ہو گیا مگر جو حضرت مسیح پاک کی اس کشتی میں سوار ہوا وہ محفوظ رہا۔ یہ آپ کی صداقت پر زمین کی ایک بڑی شہادت تھی۔

حضرت مسیح پاک نے اس سے پہلے کہ ملک میں طاعون پھوٹے۔ یہ خواب دیکھا کہ کچھ فرشتے ایک کھیت میں کچھ بو رہے ہیں۔ جن کی شکل ہاتھیوں جیسی ہے۔ آپ نے دریافت کیا۔ تو فرشتوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے کیڑے ہیں جو تیرے انکار کی بدولت اس ملک میں بوئے جا رہے ہیں۔ اس خواب کے بعد ہی ملک میں طاعون پھوٹا۔ اور جب اس کے جراثیم کی تحقیقات کی گئی۔ تو معلوم ہوا کہ سچ مچ اس کی شکل ہاتھیوں جیسی ہوتی ہے۔

کیا اس کے بعد ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ زمین نے بھی آپ کی صداقت کی گواہی دی؟

زلزلہ اللہ تعالیٰ نے مسیح پاک کو اس بات کی خبر دی تھی کہ زمین کے بسنے والے جو تیرے انکار کے درپے ہیں۔ اس سے زمین بیقرار ہو رہی ہے۔ اور عنقریب اس پر بار غضب سے ایک کپکپی سی طاری ہونے والی ہے۔ خدائی خبر یہ ہے

عفت الدیار محلہا ومقامہا۔

چنانچہ زمین پر وہ کپکپی طاری ہوئی اور ۱۹۰۵ء میں ایک عظیم الشان زلزلہ آیا جس سے ایک قیامت کا سماں آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ یہ آپ کی صداقت پر زمین کی دوسری شہادت تھی۔ اور اس کے بعد تو آج تک دنیا میں ہلاکت خیز زلزلوں کا سلسلہ جاری ہے۔ ۱۴ مئی ۱۹۰۶ء کو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

ھل اتاک حدیث الزلزلۃ اذا زلزلت الارض زلزالھا و اخرجت الارض اثقالھا و قال الانسان مالھا یومئذ تحدث اخبارھا بان ربک اوحی لھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس الہام کا مفہوم بیان کیا کہ:۔

"انسانوں پر حسرت طاری ہو جائے گی کہ ان کے علوم اور تجارب کی حد سے باہر ظہور میں آئے گا۔ اس دن زمین اپنے قصے بیان کرے گی کہ اس پر کیا آفت آئی۔ کیونکہ خدا اپنے رسول کو اس کے مافی الضمیر کا ترجمان بنائے گا اور اس رسول کو وحی کرے گا کہ کس باعث سے یہ غیر معمولی آفت ظہور میں آئی۔ پھر خدا تعالیٰ مجھے فرماتا ہے کہ

یہ سب نشان تیرے لئے زمین پر ظاہر کئے جائیں گے تا زمین کے لوگ تجھے شناخت کر لیں" (تذکرہ)

اسی طرح آپ نے ان حوادث کی تشریح کرتے ہوئے الوصیت میں تحریر فرمایا ہے کہ

"حوادث کے بارہ میں جو مجھے علم دیا گیا ہے۔ وہ یہی ہے کہ ہر ایک طرف دنیا میں موت اپنا دامن پھیلائے گی۔ اور زلزلے آئیں گے اور شدت سے آئیں گے اور قیامت کا نمونہ ہوں گے۔ اور زمین کو تہ و بالا کر دیں گے۔ اور بہتوں کی زندگی تلخ ہو جائیگی پھر وہ جو توبہ کریں گے اور گناہوں سے دستکش ہو جائیں گے خدا ان پر رحم کریگا۔"

جنگ دنیا والوں کے نزدیک جنگ اسباب طبعیہ میں ہو یا نہ لیکن قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑی جنگیں "اسباب طبعیہ" کے ماتحت ظہور پذیر ہوئی ہیں۔ اسی لئے قرآن مجید اور الہام مسیح پاک علیہ السلام میں زلزلہ کہا گیا ہے۔ آپ نے اپنی مشہور نظم

اک نشاں ہے آنیوالا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائینگے دیہات و شہر و مرغزار

میں زلزلہ کا لفظ اس عام معنی میں استعمال کیا ہے۔ اور زلزلہ سے بڑی بڑی جنگیں مراد لی ہیں۔ چنانچہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم ہوئی۔ اور اپنی تمام تباہ کاریوں کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی تصدیق کر گئی۔

سیلاب ان ارضی آفات میں ایک آفت سیلاب کی بھی ہے۔ جس سے ہر سال ہمارا ملک دوچار ہوتا ہے۔ اور جس کی تباہ کاری کے باعث ملک کی غذائی حالت درست نہیں ہوتی۔ خصوصاً تقسیم ہند کے بعد سیلاب کی تباہ کاری کا جو زور ہے اسے دیکھ کر ایک مرتبہ شری جواہر لال نہرو نے بھی کہا کہ قدرت ہماری مخالف معلوم ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام میں بار بار اسی سیلاب کا ذکر آتا ہے۔ یوں تو زلزلہ اور سیلاب "توأم" ہیں۔ جب زلزلہ آئیگا تو سیلاب کا آنا یقینی ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام میں اس سیلاب کی طرف اشارہ ہے جس کا قوم کی معیشت و اقتصادیات پر بڑا اثر پڑتا ہے جیسے اہل سبا کے لئے "سیل العرم" تھا ابھی تک سیلاب میں پنج سالہ منصوبہ سے کچھ کمی آئی ہے نہ پنج سالہ منصوبہ سے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر سال ہمارے وزیر خوراک کو قوم کے سامنے معذرت کرنی پڑتی ہے اور ہر سال ۷۰ لاکھ ٹن غلہ باہر سے منگوانا پڑتا ہے۔ ماہرین موسمیات نے تقسیم ہند کے بعد بعض بارش اور سیلاب کا ایسا ریکارڈ کیا ہے کہ پچھلے ڈیڑھ سو سالوں میں بھی اس کی نظیر نہیں ملتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام میں جو بار بار سیلاب کا ذکر آتا ہے۔ اس سے یہی سیلاب مراد ہے۔ آپ نے اسی سیلاب کے متعلق فرمایا کہ

آیا کھڑا سیلاب ہے

یہ کتنی بلیغ اصطلاح ہے جو آپ نے استعمال کی۔ سچ مچ ایسا سیلاب آیا کہ بعض شہروں جیسے لاہور وغیرہ میں پانچ پانچ فٹ پانی کھڑا ہو گیا۔

جو قدرت کے مخفی اسرار سے واقف ہے۔ اور جس نے قوموں کی مذہبی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتا ہے کہ دنیا کئی بار اسی طرح کسی فرستادہ الٰہی کی تکذیب کے باعث سیلاب اور قحط کے آلام میں مبتلا ہو چکی ہے۔ زمانہ پھر اسی تاریخ کو دہرا رہا ہے۔ مبارک ہے۔ وہ جو اس اشارہ قدرت کو سمجھتا ہے۔

تباہی کے عام محرکات اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "حصار امن" اور "قلعہ عافیت" بنا کر بھیجا ہے۔ اور اگر دنیا اپنے علم و فہم جمعیت و اکثریت اور ایجادات و انکشافات پر مغرور ہو کے تکذیب و انکار پر کمربستہ نہ ہوتی۔ تو طبعی اسباب۔ سیاسی حالات۔ اور قومی مسائل ان کے خلاف نہ ہوتے۔ مگر وہ تکذیب و انکار کو اپنا شعار بنا کر تو اپنی قدرت کو اپنے خلاف صف آراء ہونے کی دعوت دے رہے ہیں۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے دنیا کی یہی روش اور بدی کے انہیں محرکات کو دیکھ کر فرمایا کہ

تباہی کے خاص محرکات "اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائیگا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا کہ

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

شرک کی ماہیت اور اس کے نقصانات

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم دہلی

مذہبی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا اہم مقصد شرک کی بیخ کنی اور توحید کا قیام تھا۔ یعنی خدا اپنی ذات میں ایک ہے۔ اور اسکی ذات۔ صفات اور عبادات وغیرہ میں کوئی دیگر ہستی اسکے شریک نہیں۔

سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ایک انقلابی نبی اور انسانیت کے لئے دائمی نبی کی حیثیت سے ہوا ہے۔ اور آپ نے ان تمام کمیوں کو جو پہلی تعلیمات میں نامکمل رہ گئی تھیں مکمل فرمایا۔

اللہ تعالےٰ پر ایمان کے متعلق پہلے تصور یہ تھا کہ ہر قوم اپنا جُدا جدا خدا یقین کرتی تھی مگر نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے ذریعہ رب العالمین کا تصور پیش کیا یعنی یہ کہ خدا کسی خاص قوم یا ملک کا رب نہیں۔ بلکہ کل کائنات کا رب ہے۔ اور اسی رب العالمین کی ہم سب کو عبادت کرنی چاہیئے۔ قرآن مجید نے سب سے مقدم حکم توحید کے قیام اور شرک سے منع کا دیا ہے۔ کیونکہ توحید کا مسئلہ ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کے گرد جملہ مذاہب کی تعلیم چکر لگاتی ہے۔ توحید کو چھوڑنے اور شرک کو اختیار کرنے سے قانون قدرت اور قانون شریعت دونوں کی بنیادیں ہل جاتی ہیں۔ اس لئے شرک کے خلاف اور توحید کے حق میں قرآن مجید نے نہایت ہی مفصل اور مدلل تعلیم دی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ حقیقی توحید اور کامل توحید جو خدا تعالےٰ کی کامل معرفت پر موقوف ہے۔ وہ آج صرف اسلام ایسے مقدس اور کامل مذہب کی تعلیم سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی کامل۔ بے عیب اور بے نقص ہستی کو کامل شان الوہیت کے ساتھ پیش کرنیوالا مذہب آج دنیا کے پردہ پر اسلام کے سوا اور کوئی نہیں چنانچہ قرآن مجید کی کوئی بھی سورۃ اور رکوع نہیں جس میں توحید کا دعویٰ یا اس کے دلائل کا ذکر نہ ہو اور آج دنیا میں صرف قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جس نے دہریت اور شرک کے پرظلمت اور باطل عقائد کو پامال کرتے ہوئے توحید کی نورانی شعاعوں سے دنیا کا کونہ کونہ منور کیا۔

اختصار کے ساتھ قرآن مجید میں توحید کا دعویٰ ایسے الفاظ میں حسب ذیل ہے:-

۱- الحکم للّٰہ واحد۔ ۲۔ اللّٰہ لا الٰہ الا هو۔ ۳۔ قل ھو اللّٰہ احد۔ ۴۔ ذرنی ومن خلقت وحیدا۔ ۵۔ لیس کمثلہ شیٔ ۶۔ لہ الاسماء الحسنیٰ۔

یعنی ہمارا اللہ (خدا۔ رب) جو قابل پرستش ہستی ہے وہ ایک ہے اور اللہ ہی وہ بے مثل اور بے نظیر ہستی ہے جس کے سوا اور کوئی بھی الٰہ نہیں نیز فرمایا دنیا میں اعلان کردے کہ اللہ ہی وہ ہستی ہے جو اپنی ذات۔ اپنی صفات اپنے افعال اور اپنی شان الوہیت کے ہر مرتبہ میں احد اور احدیت کے وصف خاص سے متصف ہے۔ یعنی ہر حیثیت سے ایک اور بے مثل اور یگانہ ہے

پھر فرمایا تو میرا اور اس شخص کا معاملہ مجھ پر ہی چھوڑ دے جسے میں نے اکیلا پیدا کیا یعنی صفت خلق حقیقی کے لئے میری ذات ہی مختص ہے

نیز فرمایا خدا کی ہستی وہ ہے جس کی مثل کوئی شئے نہیں اور سب کی سب صفات حسنہ اس سے متصف ہیں۔

دعویٰ کے ساتھ ساتھ توحید کے دلائل بھی قرآن مجید خود پیش کرتا ہے۔ نمونۃً ایک دلیل کا تذکرہ کرتا ہوں اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

قل ھو اللّٰہ احد۔ اللّٰہ الصمد۔ لم یلد۔ ولم یولد۔ ولم یکن لہٗ کفوًا احد۔

یعنی اے رسول اعلان کر دے کہ وہ ذات پاک جو اللہ کے نام سے موسوم ہے وہ احد ہے یعنی اپنی ذات میں ہر حیثیت سے ایک ہے۔ اس حیثیت سے بھی کہ وہ صمد ہے اور اس حیثیت سے بھی کہ وہ لم یلد ولم یولد ہے اور اس حیثیت سے بھی کہ وہ لم یکن لہ کفوًا احد ہے

اور یہ سب حیثیتیں جن کو جامع ومانع تعریف کی حیثیت ہی ثبوتی اور سلبی صفات کے طور پر سورہ اخلاص میں پیش کیا گیا ہے یہ سب اللہ ہی کے لئے مختص ہیں گویا قل ھو اللّٰہ احد میں دعویٰ پیش کیا ہے اور بعد میں اس دعویٰ کے ثبوت میں دلائل دیئے ہیں۔ چنانچہ صمد کی حیثیت سے اس طرح احد ہے کہ وہ بے نیاز ہے۔ یعنی اس کی ہستی وجود پذیر ہونے کے لحاظ سے اپنی ذات میں محتاج الی الغیر نہیں بلکہ بشان الوہیت بے نیازی کی صفت سے متصف ہے۔ اور لم یلد کی حیثیت سے اس طرح ہے کہ وہ کسی کا باپ نہیں اور جو امور باپ ہونے کے لازم حال ہوتے ہیں خدا کی ذات ان سے پاک ہے۔ مثلاً باپ اپنی نسل سے اپنی جنس کا بقا چاہتا ہے۔ جو اس کے فانی ہونے پر دال ہے۔ پھر نسل سے جو اس کی جنس ہے اس سے مشارکت فی المثل ظاہر ہوتی ہے جس سے شرک لازم آتا ہے پھر اولاد سے باپ کا وجود محل ترکیب اور محل تقسیم ہو جاتا ہے جس سے حدوث اور احتیاج الی الغیر کا نقص لازم آتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ ان سب نقصوں سے پاک ہے۔

لم یولد کی حیثیت سے خدا اس طرح احد ہے کہ وہ کسی کا بیٹا نہیں اور بیٹا اسلئے کہ بیٹا ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ وہ اپنے وجود پذیر ہونے میں کسی اور وجود کا جو اس کی جنس سے ہو محتاج ہو۔ پھر اس دوسرے وجود کے اجزاء وجود میں سے کوئی جزو ہو۔ جو ترکیب اور تقسیم کے لحاظ سے محل حدوث اور محتاج الی الغیر ثابت ہو باپ اور بیٹے کی نسبت بلحاظ تقدم اور تأخر زمانی کے باپ کے بعد وجود پذیر ہو سو ان باتوں سے لم یولد فرما کر خدا کی پاک ہستی کو منزہ عن العیوب کر کے پیش کیا۔ لم یکن لہ کفوًا کی حیثیت سے اس طرح احد ہے کہ اس کا کوئی بھی کفو نہیں یہ اسلئے کہ کفو کا ہونا اس بات کو چاہتا ہے کہ اس میں بوجہ ہم جنسی اور ہم کنبہ ہونے کے مثلیت کے لحاظ سے شرک اور اشتراک کی حقیقت پائی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان اور احدیت کے منافی اور مخالف ہے اسلئے لم یکن لہ کفوًا فرما کر کفو کی نفی فرما دی۔

قرآن مجید کی مندرجہ بالا وضاحت سے شرک کا مفہوم بھی واضح ہو جاتا ہے گویا شرک کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات اسکے صفات اور اعمال وعبادات میں مخلوق میں سے کسی کو اللہ تعالےٰ جیسا سمجھنا یا ان اعمال وعبادات کو جو اللہ تعالےٰ کے لئے مخصوص ہیں کسی دوسرے کیلئے جائز سمجھنا یا ان پر عمل کرنا یہ شرک ہے۔ خدا کا بیٹا بنانا۔ کسی وجود کو مقدس سمجھ کر اسکے آگے سرجھکانا یہ سب شرک میں داخل ہے

قرآن مجید نے جگہ بجگہ وضاحت کے ساتھ شرک کی ان جملہ اقسام کو بیان فرما دیا ہے۔ خدا کی ذات اسکی صفت وعبودیت میں شرک کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔

یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للّٰہ اندادا وانتم تعلمون

ترجمہ: اے لوگو اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں بھی اور انہیں بھی جو تم سے پہلے گذرے ہیں پیدا کیا تاکہ تم متقی بنو۔ وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت کے طور پر بنایا اور بادلوں سے پانی اتارا۔ پھر اس پانی کے ذریعہ میوؤں کی قسم کا رزق تمہارے لئے نکالا ہے پس تم سمجھتے بوجھتے ہوئے اللہ کا ند (ہمسر) نہ بناؤ۔

اس آیت میں دو امور بیان کئے ہیں۔ اول یہ کہ اپنے خدا کی عبادت کرو۔ دوسرے یہ کہ اس کا ند یعنی ہمسر نہ بناؤ۔ قرآن پاک نے انداد کا لفظ استعمال کیا ہے جو ند کی جمع ہے۔ اور ند اس کو کہتے ہیں جو شریک فی الاصل ہو قرآن مجید کی ہدایت شرک فی الذات۔ شرک فی الصفات شرک فی العبادات تینوں پر حاوی ہے۔

شرک فی الصفات کا ذکر فرماتے ہوئے قرآن مجید نے ایک فطری دلیل از دنیا کے سامنے پیش کی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

واذا مسّ الانسان ضرٌ دعا ربہ منیبا الیہ ثم اذا خولہ نعمۃ منہ نسی ما کان یدعوا الیہ من قبل وجعل للّٰہ اندادا لیضل عن سبیلہ قل تمتع بکفرک قلیلا انک من اصحاب النار (سورہ زمر)

ترجمہ۔ جب کبھی انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے اسے پکارتا ہے پھر جب خدا تعالےٰ انسان کو نعمت عطا کر دیتا ہے۔ تو انسان اس غرض کو بھول جاتا ہے جس کے لئے وہ خدا تعالےٰ کو پکارتا تھا اور خدا کے شریک مقرر کر دیتا ہے تاکہ اس کے راستہ سے لوگوں کو گمراہ کر دے۔ تو کہدے اے انسان کچھ دیر اپنے کفر کی وجہ سے فائدہ اٹھا لے آخر کار تو دوزخ میں پڑنے والا ہے

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے انسان کی اصل فطرت بتائی ہے کہ جب بھی وہ کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو سوائے خدا کے اسکو کسی کی یاد نہیں رہتی۔ اور یہ ایک فطرتی تقاضا ہے کہ مصیبت میں گھرا ہوا انسان خدا کی چوکھٹ پر سر رکھتا ہے اور تمام دیوی دیوتاؤں کو بھول جاتا ہے لیکن جب اللہ کے فضل کو اپنی دعاؤں اور تضرعات کے ذریعہ حاصل کر لیتا ہے اور وہ مصیبت کی گھڑی ختم ہو جاتی ہے تو پھر حصول نعمت کے بعد اپنی کامیابی کے سلسلہ میں بعض دوسرے اسباب کو اللہ تعالےٰ کے ساتھ شریک کرتا ہے۔ گویا شرک فی الصفات کرنے لگتا ہے۔

قرآن مجید کی پیش کردہ اس فطری دلیل سے واضح ہوتا ہے کہ فطرتِ انسانی توحید کی طرف مائل ہے اور خدا تعالےٰ کے ساتھ کسی رنگ میں کسی کو شریک ٹھہرانا انسانی فطرت کے خلاف ہے۔

شرک فی العبادت کی تردید کرتے ہوئے قرآن مجید فرماتا ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ انما الٰھکم الٰہ واحد فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔ (سورہ کہف رکوع آخر)

ترجمہ۔ اے رسول تو انہیں کہہ دے کہ میں صرف تمہاری طرح ایک بشر ہوں فرق صرف یہ ہے کہ میری طرف یہ وحی نازل کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی حقیقی معبود ہے پس جو شخص اپنے رب سے ملنے کی امید رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ نیک اور مناسب حال کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

یہ سورۃ کہف کی آخری آیت ہے۔ اسکے باوجود سیدنا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ

(باقی [illegible])

بھارت کی تعمیرِ نو

اور

بھارت واسیوں کی ذمہ داریاں

از جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز بی۔ اے ناظر بیت المال قادیان

بھارت کی جنگ آزادی اور سیاسی خود مختاری کے بعد ہمارے ملکی لیڈروں اور سیاسی راہ نماؤں کے سامنے ملک کی حقیقی ترقی اور خوشحالی کا تعمیری پروگرام جن مشکلات و مصائب کے ہجوم اور گوناگوں مسائل کے ساتھ سامنے آیا۔ اور جن غیر معمولی اشتعال انگیز اور صبر آزما حالات میں سے گذر کر آج ہمیں ترقی کی راہیں دیکھنی نصیب ہوتی ہیں، تاریخ عالم میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔

قوموں اور ملکوں کی زندگی میں ۱۰ سال کا عرصہ کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ اگر ہم آزادی کے معاً بعد ابتدائی چند سالوں کی ہنگامی پریشانیوں کو فراموش نہ کریں۔ اور اپنے محدود ذرائع اور بے شمار مسائل کا تصور اپنے ذہن میں لاتے ہوئے بھارت کے مختلف تعمیری کاموں کا جائزہ لیں۔ تو باوجود اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کے ہم اپنے سروں کو فخر کے ساتھ اونچا کر کے رکھ سکتے ہیں۔ کہ بھارت کی تعمیرِ نو میں ہماری حکومت اور ہمارے خواص و عوام برابر کے شریک ہیں۔ اور ہم سب نے اس کی ترقی میں حصہ لے کر اپنی ذمہ داری اور زندگی کا ثبوت دیا ہے۔ اور جو کمی ابھی باقی ہیں اگر ہم نے ان کے ازالہ کی طرف بھی پوری سنجیدگی اور فکر مندی کے احساس کے ساتھ توجہ کی۔ تو ہم بھارت کی شان کو تمام دنیا میں اس طور پر اونچا کرنے والے بنیں گے۔ کہ دنیا کی تمام قومیں اور آئندہ آنے والی نسلیں ہمیں عزت و احترام کے ساتھ یاد کریں گی۔ ملک کی آزادی اور تقسیم کے اعلان کے ساتھ جس وسیع پیمانے پر قتل و غارت کا بازار گرم ہوا۔ اس کے نتیجہ میں لاکھوں افراد کو بے سر و سامانی کی حالت میں نقل مکانی کرنی پڑی۔ ان اُجڑے ہوئے مہاجرین کو دوبارہ بسانے کا مسئلہ کس قدر نازک اور بھیانک صورت اختیار کر چکا تھا۔ اس کا صحیح اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جن کو اس آفات کے دور سے گذرنا پڑا۔ اور جنہوں نے جوانمردی۔ صبر و استقلال اور ہمت کے ساتھ اس امتحان کا مقابلہ کیا۔ مرکزی اور صوبائی حکومتوں نے ملک کے اس غیر معمولی تکلیف دہ مسئلہ کو حل کرنے اور زخم خوردہ پبلک کو ہر ممکن سہولت بہم پہنچانے کے لئے محکمہ آبادکاری کو جاری فرمایا۔ اور مصیبت زدہ بھارت واسیوں کے لئے سہارے کا سامان پیدا کیا۔ لیکن لاکھوں انسانوں کی خاطر خواہ امداد کس طرح ممکن ہو سکتی تھی تاہم معمولی تنکوں کا سہارا لے کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لئے ان مہاجرین کی اپنی ہمت اور کوشش قابلِ داد ہے۔ ایک نئے ملک کے لئے لاکھوں مہاجرین کی آبادکاری کا معاملہ بہت بڑا امتحان اور امتحان تھا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ حکومت اور پبلک کے تعاون سے آج یہ مسئلہ قریباً پورے طور پر کامیابی کے ساتھ حل ہو چکا ہے۔ گو واقعات کی بعض تلخ یادیں اور ماضی کے کچھ مٹتے ہوئے نقوش ابھی باقی ہیں۔

ملک کا آئین اور انتخابات

آزادی حاصل کرنے کے باوجود اس کی پوزیشن برطانوی سامراج سے ملحقہ ایک ڈومینین کی تھی۔ لیکن ۲۶؍ نومبر ۱۹۴۹ء کو بھارت واسیوں نے آئین ساز اسمبلی کے ذریعہ سے اپنے سیاسی شعور کی پختہ کاری کا ثبوت دیتے ہوئے تکمیل آزادی کا ایک اور عملی قدم یہ اٹھایا۔ کہ ہندوستان کو آزاد جمہوریت کا نام دیا گیا۔ اور برطانیہ کے ساتھ مجبوری الحاق کی صورت ختم کر کے پورے وقار اور عزت کے ساتھ آزاد ملکوں کی صفِ اول میں کھڑا کیا۔ اور ملک کے لئے ایک جامع اور قابلِ عمل آئین بنایا جس میں اس کے ہر شہری کو با عزت اور مساوی بنیادی حقوق کی ضمانت دی گئی۔ یعنی ہر ایک کے لئے انصاف تمدنی۔ اقتصادی اور سیاسی اعتبار سے برابر کے حقوق۔ ہر شہری کو آزادیٔ خیال اظہارِ خیال۔ آزادیٔ مذہب اور اپنے اپنے ڈھنگ میں آزادانہ عبادت کا حق دار سمجھا گیا۔ ہر شہری کے لئے ترقی کرنے اور ملکی ذرائع سے برابر کا فائدہ اٹھانے کے لئے آئین میں ضمانت دی گئی۔ اسی طرح ملکی انتخابات میں ہر قسم کے امتیاز اور خصوصیت کو ختم کر کے بھارت کے ہر بالغ مرد و عورت کو ایک آزاد شہری کی حیثیت سے حق رائے دہندگی دیا گیا۔ بھارت کی ترقی اور تعمیر نو میں Constitution کا وجود ایک بہت اہم۔ مبارک اور خوشکن قدم تھا اور اسی آئین کی برکت سے اور اس پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ۱۹۵۲ء اور ۱۹۵۷ء میں اب تک دو عام انتخابات ہو چکے ہیں۔ جن میں ۱۹۰ ملین ووٹروں نے حصہ لیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں تمام صوبوں اور سنٹر میں ہمارے قابلِ قدر وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کی زیر قیادت مستحکم اور جمہوری نظامِ حکومت جاری ہے۔

بعض تعمیری اختلافات

آل انڈیا کانگریس سیشن امرتسر اور آوادی سیشن میں ہماری حکومت کے تمام نمائندے اور کانگریس (جو ہندوستان کے عوام کی سب سے بڑی نمائندہ جماعت ہے) یہ عزم کر چکی ہے کہ وہ سماج وادی نظام کو ہندوستان میں جلد از جلد قائم کرنے کی کوشش کریں گے۔ جس کی غرض یہ ہے۔ کہ تحریک و ترغیب سے بھارت کو Welfare State بنایا جا سکے۔ اور عوام کا تعاون اور اعتماد حاصل کرتے ہوئے امارت و غربت کے غیر معمولی امتیاز کو کم از کم عرصہ میں ختم کیا جا سکے۔ تا دولت کی بہتر تقسیم ہو کر عوام الناس اور بھارت واسیوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہونچے۔ چنانچہ اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ملک میں مختلف اصلاحی اور تعمیری تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش جاری ہے۔ اور عملی طور پر بعض مفید باتوں کا نفاذ کیا جا چکا ہے۔

چھوت چھات کا خاتمہ

بھارت واسیوں میں ذات پات کی قیود اور چھوت چھات کا صدیوں کا پرانا مرض ہمیشہ ملکی ترقی کے راستہ میں روک اور نقصان دہ ثابت ہوتا رہا ہے۔ پیدائش کی بناء پر تقسیم کار کی پابندیاں اور بعض قوموں کو نیچ سمجھ کر انسانی حقوق سے محروم رکھنا بہت بڑا ظلم تھا اور گاندھی جی کا عمر بھر کا ایک اہم ترین مشن ملک سے اس لعنت کو دور کرنا تھا۔ چنانچہ آزادیٔ بھارت کے بعد ہندوستان قانونی طور پر چھوت چھات کو جرم قرار دیا جا چکا ہے۔ اور بعض پسماندہ قوموں کو ابھار کر دوسروں کے برابر لانے کے لئے انہیں عارضی طور پر خاص مراعات بھی دی جا رہی ہیں۔ بلکہ یہ امر امید افزا ہے۔ کہ اب ہمارے ملک کی پبلک نے بھی کافی حد تک یہ محسوس کرنا شروع کر دیا ہے۔ کہ انسانی مساوات ہر شخص کا پیدائشی حق ہے۔ جس سے اسے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ اور ذات پات کا غیر فطری تصور جلد از جلد ختم ہو جانا چاہیئے۔ خدا کرے کہ یہ احساس وسیع ہو۔ اور عملی طور پر ایسا ہو کہ تمام بھارت واسی بلا تمیز فرقہ و مذہب اور بلا استثناء ذات و قوم مجموعی طور پر ترقی کر کے ملک کی تعمیر اور خوشحالی میں مدد دے سکیں۔

خاتمہ زمینداری ایکٹ اور بھودان یگیہ تحریک

چونکہ ہمارے ملک کی بیشتر فی صدی آبادی کا دار و مدار زراعت پر ہے۔ اسلئے ملکیت زمین اور اس کی صحیح تقسیم کا معاملہ خاص توجہ اور احتیاط سے فیصلہ کا محتاج تھا۔ تاکہ ملک کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے نہ صرف غیر آباد و حصہ زمین کو زیر کاشت لایا جا سکتا۔ بلکہ جہاں غیر مالک کاشتکار اور پسماندہ طبقہ کو اس کی کم از کم ضرورت کے مطابق زمین مہیا ہو سکتی ہے۔ وہاں ضرورت سے زیادہ مالکان زمین سے زائد زمین واپس لی جا سکتی۔ بھارت کا آئین چونکہ ذاتی اور شخصی حق ملکیت کو تسلیم کرتا ہے۔ اسلئے کمیونزم (Communism) کا جبری استحصال کا طریق کار تو اپنایا جانا ناممکن تھا۔ کیونکہ ایک ڈیموکریٹک (Democratic) اور سوشلسٹک پیٹرن سسٹم (Socialistic pattern System) یعنے جمہوری سماج وادی نظام میں لوگوں کو سمجھا کر اور ہم خیال بنا کر ان کا تعاون حاصل کیا جانا ضروری ہوتا ہے تاکہ وہ محسوس کریں۔ کہ وہ خود اپنے نظامِ حکومت کو چلانے والے ہیں۔ پس اس مقصد کو حل کرنے کے لئے تحریک و ترغیب دے کر اور ضرورت سے زائد الکان زمین کو ایک حد تک معاوضہ ادا کر کے ان سے زمین لے کر دوسرے ضرورت مند لوگوں کو فائدہ پہنچانے کا طریق اختیار کیا گیا۔ چنانچہ بعض صوبوں میں خاتمہ اور معاوضہ زمینداری کا ایکٹ لاگو کیا جا چکا ہے۔ اور بعض صوبوں میں انفرادی حق ملکیت کی تحدید کی جا رہی ہے۔ اور یہ اصلاحی سکیم ایک عبوری دور میں سے گذر رہی ہے۔

علاوہ ازیں شری ونوبا بھاوے جی کی بھودان یگیہ تحریک کے مطابق مختلف علاقوں کے پسماندہ اور ضرورت مند لوگوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لئے مفت زمین دی جا رہی ہے چنانچہ اس تحریک کی کامیابی دیکھئے کہ ۱۹۵۱ء سے ۱۹۵۵ء تک کے کوائف دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عرصہ میں ساڑھے دس لاکھ ایکڑ زمین بڑے بڑے زمینداروں سے طوعی طور پر مفت حاصل کر کے ضرورت مندوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ اور آئندہ پانچ سالہ ملکی پلان میں حکومت نے تیرہ لاکھ روپے کی رقم صرف بھودان یگیہ تحریک کے ماتحت زمین حاصل کرنے والوں کی وقتی امداد کے لئے ریزرو کی ہے۔ اور پسماندہ اقوام کی زرعی ترقی کے لئے منظور کردہ امدادی بجٹ ۵.۱ کروڑ میں شامل ہے۔

ونوبا جی کی یہ قابلِ قدر تحریک عوام میں روز بروز زیادہ ہر دلعزیز اور مقبول ہو رہی ہے۔ اور چند سال قبل جو لوگ اس تحریک کے مخالف تھے۔ یا اسے قابلِ عمل نہ سمجھتے ہوئے کوئی اہمیت نہیں دے رہے تھے۔ آج وہ بھی اس کی اخلاقی اور عملی قوت کا اعتراف کر رہے ہیں۔ کیونکہ یہ تحریک عدم تشدد، تعاون، محبت اور قربانی کے اصولوں پر سرمایہ داری نظام کا ایک لحاظ سے ردِ عمل ہے۔ اور اس

حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کہ جسقدر اس تحریک کو ترقی اور وسعت حاصل ہوگی۔ اس قدر ہی ملک کا غریب اور بے سہارا طبقہ اپنی غربت اور بھوک کو دور کر کے آرام کا سانس لے سکیگا۔

ونوبا بھاوے کا ارادہ ہے کہ وہ اس بھودان یگیہ کی تحریک میں کم از کم پانچ کروڑ ایکڑ زمین کا انتظام کر کے تقسیم کر سکیں۔ اس تحریک کے ساتھ ساتھ انکی طرف سے بعض مفید ضمنی تحریکات بھی جاری کی جارہی ہیں مثلاً گرام دان ۔ شرم دان اور پریم دان وغیرہ ۔ اور ان سب کا مقصد اخلاقی بنیادوں پر بھارت کی سماجی اور اقتصادی اور معاشرتی مشکلات کو دور کرنے کے لئے بھارت نواسیوں میں قربانی ۔ ایثار اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔ ان تمام تحریکات کی تفصیل ایک علیحدہ مضمون کی محتاج ہے۔ اس لئے طوالت کے خوف سے تفصیلات کو نظر انداز کرنا پڑا ہے۔

ہندو کوڈ بل

قانون تقسیم وراثت

بھارت کے تعمیری پروگرام کے سلسلہ میں ہندو کوڈ بل (Hindu Code Bill) کی منظوری بھی کچھ کم اہمیت نہیں رکھتی۔ پرانے رسم و رواج کے ماتحت ہندو فیملیز میں عموماً سب سے بڑا لڑکا اپنے ماں باپ کی دولت اور جائداد کا وارث سمجھا جاتا تھا۔ گو مشترکہ فیملی سسٹم میں اس پر بعض رواجی ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی تھیں لیکن موجودہ مادیت اور نفسا نفسی کے دور میں اس طریق کار میں کئی ایک قباحتیں پیدا ہو گئی تھیں اور اکثر افراد خاندان اپنے جائز اور مترتع حقوق سے محروم ہو جاتے تھے۔ اقتصادی نقطۂ نظر سے بھی چونکہ دولت مختلف ہاتھوں میں سرکولیٹ نہیں ہوتی تھی۔ اسلئے بعض اوقات سرمایہ داری نظام کے جملہ نقائص بھیانک صورت میں سامنے آتے تھے۔ ہندو کوڈ بل کے ذریعہ جملہ رشتہ داروں میں ورثہ کی مساویانہ تقسیم کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ اور اس بل پر عملدرآمد کرنے کے نتائج انفرادی اور اجتماعی ہر دو لحاظ سے مفید اور دور رس ہونگے

ملکی اور بین الاقوامی سیاست

سیاسی اعتبار سے جہاں تک داخلی انتظام کا تعلق ہے۔ جس حسن تدبر سے مختلف مسائل کو سلجھایا گیا ہے اور سلجھایا جا رہا ہے وہ سب اپنی اپنی جگہ ملک کے تعمیری پروگرام کا اہم جز ہیں۔ میں یہاں صرف ایک بات کی طرف اشارہ کرنے پر اکتفا کرتا ہوں اور وہ متعدد ریاستوں کو بھارت کے وسیع مفاد کے پیش نظر ایک لڑی میں منسلک کرنے کا معاملہ ہے۔ کسی جبر و تشدد اور طاقت کا استعمال کئے بغیر اس کی تکمیل بھارت کی تاریخ میں ہمیشہ ایک سنہری یادگار رہے گی۔

بین الاقوامی میدان میں بھارت کے محب لیڈر پنڈت جواہر لال نہرو کی شاندار قیادت ملک کی شان کو چار چاند لگا رہی ہے۔ آپ نے گاندھی جی کے عدم تشدد کے اصولوں کی روشنی میں پنچ شیل کے ذریعہ سے تمام دنیا کو محبت اور پریم کا پیغام دیا ہے۔ جو "خود زندہ رہو اور دوسروں کے زندہ رہنے میں خوشی محسوس کرو" کے اصول پر مبنی ہے۔ آج دنیا کے تمام چھوٹے بڑے ممالک کی نظریں بھارت کی طرف ہیں، خصوصاً ایشیا کے پسماندہ ملکوں کو بھارت کی سیاسی راہ نمائی میں ایک امید کی کرن نظر آرہی ہے۔ گذشتہ گیارہ سال کے عرصہ میں بین الاقوامی سیاست میں کئی نشیب و فراز کے دور آئے ۔ اور کئی بار بھارت کی آزادانہ اور انصاف پسند سیاسی پالیسی کو کڑے امتحان کا منہ کرنا پڑا ۔ بعض ایسے بھی نازک مرحلوں سے دوچار ہونا پڑا ۔ جبکہ کچھ کہنا یا نہ کہنا بہت بڑی ذمہ واری اور خطرات کی آلائشیں لئے ہوئے تھا۔ لیکن بھارت کے سیاسی لیڈر اپنے موقف اور اصول پر قائم رہ کر ہر موقعہ پر امتحان میں کامیاب ثابت ہوئے۔

کئی بار بعض ممالک سرد جنگ کی حدود سے گذر کر حقیقی جنگ کی لپیٹ میں آنے لگے ۔ تو ہندوستان کے امن اور شانتی کے پیغام نے ان کو سہارا دے کر اس آگ میں کودنے سے بچا لیا بعض دفعہ بھارت کے مخلصانہ مشوروں کو صدا بصحرا سمجھ کر وقتی طور پر بڑی بڑی طاقتوں نے نظر انداز بھی کیا ۔ لیکن واقعات نے بھارت کے آزادانہ موقف اور اصولی پالیسی میں تنزل اور لغزش نہیں آنے دی اور بالآخر تمام ممالک بھارت کے نظریہ کی قدر کرنے پر مجبور ہوئے۔ چنانچہ کوریا مصر اور ہنگری کے معاملات میں ہمارے ملک نے جو پارٹ ادا کیا۔ وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ اور ابھی ابھی فارموسا اور چین کی سرحدوں پر جو لڑائی کی صورت پیدا ہو رہی ہے۔ اس کو رد کنے کے لئے بھارت کی واضح پالیسی کا اعلان دنیا کے اکثر ممالک کی تائید حاصل کر چکا ہے۔

ملکی ترقی کے پلان پر ایک نظر

ملک کی اقتصادی ترقی اور خود کفالت کے لئے بنیادی طور پر تمام قدرتی ذرائع ہندوستان کی وسیع سرزمین میں موجود ہیں ضرورت تھی۔ کہ ان وسائل کو استعمال میں لاکر ایک منظم پروگرام اور تعمیری سکیم کے ماتحت عملی جدوجہد شروع کی جاتی۔ اس غرض کے لئے سب سے اول پلاننگ کمیشن (Planning Commission) کی سفارشات مئی ۱۹۵۰ء میں ملک کے سامنے آئیں۔ جن پر غور کرنے کے بعد ملکی ترقی کے لئے پہلے پانچ سالہ پلان کو آخری شکل دی گئی ۔ اور اپریل ۱۹۵۱ء سے اس پر عملدرآمد شروع کیا گیا۔ اس پلان کا ایک حصہ شارٹ ٹرم پالیسی سکیمز (Short term Policy Schemes) یعنے ملک کی مستقل ضروریات کا حل کرنے کے لئے مختصر عرصہ کی ترقی کی تجاویز پر مشتمل تھا ۔ اور دوسرے حصہ میں لونگ ٹرم پالیسی سکیمز (Long term Policy Schemes) یعنی ملک کی مستقل ضروریات کے لئے لمبے عرصہ کے لئے ترقی کی تجاویز شامل تھیں۔

گھریلو صنعت اور ہر قسم کی انڈسٹری اور مشینری کے کاموں کو فروغ دینے کے علاوہ اس پلان میں ملک کی زراعت اور آبپاشی کے وسائل کو زیادہ سے زیادہ وسیع کرنے پر زیادہ زور دیا گیا۔ تاکہ ملک کی فوری اور مستقل غذائی مشکلات کا حل ممکن ہو سکے۔ چنانچہ زیادہ خوراک اگاؤ Grow more food کی تحریک اور زرعی پیداوار کو وسعت دینے کے لئے جہاں لاکھوں ایکڑ بے آباد زمین کو زیر کاشت لایا گیا۔ اور اور اس کے لئے کاشتکاروں کو تقاوی کی امداد۔ لمبے عرصہ کے لئے بیج۔ آلات زراعت اور ٹیوب ویل وغیرہ کے لئے قرضوں کی سہولیت کا انتظام کیا گیا وہاں پر ذرائع آبپاشی کو بہتر بنانے کے لئے ملک کے مختلف حصوں میں نہروں کا ایک جال بچھا دیا گیا۔ مستقل طور پر اضافہ پیداوار خوراک کے لئے لمبے عرصہ کی سکیم کے ماتحت بھاکرا ننگل ڈیم ۔ دمودر ویلی اور ہیرا کنڈ پروجیکٹ کی تعمیرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اسی پلان میں دیہات کے لوگوں کو انکے فارغ اوقات میں کام پر لگانے اور زائد آمد پیدا کرنے کی غرض سے مختلف گھریلو دستکاریوں کی تجاویز بنائی گئیں مثلاً پولٹری فارم ۔ ڈیری فارم ۔ کھڈیوں کا کام کپڑے اور چمڑے کی رنگائی کا کام۔ کوہو کا کام ۔ شہد کی مکھیوں کو پالنے اور اسی قسم کے دیگر کئی ایک کاموں کو جاری کیا گیا۔ ان کاموں کو سکھانے کے لئے ٹریننگ سنٹر کھولے گئے۔ اور مختلف کوآپریٹو سوسائٹیوں اور افراد کو ایسے کام جاری کرنے کے لئے معقول مالی ترضے اور گرانٹ کی شکل میں مالی امدادیں منظور کی گئیں۔ دیہاتوں کی زندگی کے معیار کو بلند اور بہتر بنانے کے لئے مکانوں کو نئی طرز پر روشن اور ہوا دار۔ سڑکوں کو کشادہ اور صاف اور جگہ جگہ ابتدائی سکولوں کا اجراء ۔ پبلک استعمال کے لئے مفت ریڈیو اور دور افتادہ بستیوں میں بجلی کے انتظامات اور ذرائع رسل و رسائل کو آسان بنانے کیلئے نئی پختہ سڑکوں اور متعدد نئی ریلوے لائنوں کی تعمیر کی گئی۔ چنانچہ کمیونٹی پراجیکٹ سکیم کے دائرہ عمل میں ابتک ۱۸۱۹۰۰ ایکڑ زمین کا ایریا لایا جاچکا ہے۔ اور ملک میں اب تک ۹۰۰۰ نئی کوآپریٹو سوسائٹیاں جاری کی جاچکی ہیں۔ گھریلو انڈسٹری کو ترقی دینے کے لئے پہلے پلان میں ۱۰۸۹۷۰۰۰ روپے گرانٹ اور ۳۲۱۷۰۰۰ روپے قرض دیا گیا۔ اور دوسری پانچ سالہ پلان میں ۱۳۵۰۰۰۰۰ روپے گرانٹ اور ۲۷۰۲۱۰۰۰ روپے قرضہ منظور ہوا ہے۔ دیہاتوں میں پنچایت سسٹم کو رواج دے کر اپنے تنازعات کو خود آپس میں نپٹانے کا سلسلہ جاری کیا جا رہا ہے۔ اور ان اصلاحی اور تعمیری کاموں کی ترقی اور نگرانی کے لئے ہر محدود علاقے میں ایک بلاک آفیسر مقرر کیا گیا ہے۔ یہ تمام کام اس غرض کے لئے جاری کئے گئے ہیں۔ تاکہ ہمارے ملک کی عام پبلک جس کا ۷۵ فیصدی حصہ دیہاتوں میں آباد ہے میں بیداری اور خود اعتمادی پیدا ہو سکے۔ اور وہ پورے طور پر محسوس کریں۔ کہ ملک کی حکومت اور اسکے انتظام میں وہ ایک آزاد شہری کی حیثیت سے برابر کے شریک ہیں

پہلی پانچ سالہ پلان کے رفاہ عامہ کی سکیم (Public Welfare Sector) کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انتالیس ۲۹ کروڑ روپے کا خرچ کیا گیا۔ جس میں سے بیس کروڑ کی رقم صوبائی حکومتوں کی طرف سے صرف کی گئی۔ اور بقیہ انیس ۱۹ کروڑ روپے کا انتظام مرکزی حکومت کی طرف سے کیا گیا۔ اور مجموعی طور پر رفاہ عام کی پہلی پانچ سالہ پلان میں حکومت نے آٹھ سو اکاسی کروڑ روپے کے اخراجات کئے۔ اور موجودہ دوسری پانچ سالہ پلان میں ایک ہزار چھ سو چھتر کروڑ روپے کے اخراجات کئے۔ اور موجودہ دوسری پانچ سالہ پلان میں ایک ہزار چھ سو چھتر کروڑ روپے کی گنجائش رفاہ عامہ کے کاموں کے لئے رکھی گئی ہے۔

شہروں اور قصبوں میں پیشہ ور لیبر طبقہ کی سہولت کے لئے تحفظ حقوق ملازمین کا ایکٹ پاس کیا گیا۔ تاکہ ایسے

پیشہ ور ملازمین کی اتفاقی بیماری، حادثہ یا کسی اور مجبوری اور غیر معمولی تکلیف یا ضرورت کے موقعہ پر امداد ممکن ہوسکے۔ اسی طرح سنہ ۱۹۵۲ء میں پیشہ ور ملازمین کے لئے پراویڈنٹ فنڈ کا ایکٹ منظور ہو چکا ہے جس کے مطابق اس وقت تیس لاکھ ملازمین فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ اور ہر ماہ ڈھائی کروڑ روپیہ اس فنڈ میں جمع ہو رہا ہے

عوام کو مختلف صنعتی پیشے سکھانے کا کام بھی اداروں (Training Centres) تربیتی مراکز کے ذریعہ سے جاری کیا گیا۔ جن میں بجلی۔ انجینئرنگ۔ خیاطی۔ نجاری۔ نکل۔ فوٹو۔ بیڑی سازی۔ فولادی۔ دریوں۔ برتن اور چمڑے کے کاموں اور دیگر کئی ایک کاموں کی تربیت دے کر بھارت واسیوں کو صنعتی کاموں کے قابل بنایا جارہا ہے۔

انڈسٹریل ترقی کی کیفیت

آزادی کے وقت انڈسٹری کے میدان میں ہمارا ملک بہت پیچھے تھا۔ اور نہ ہی کوئی قابلِ ذکر مشینری یہاں پیدا ہوتی تھی۔ اور ایسی ضروریات کی قریباً تمام اشیاء بیرونی ملکوں سے درآمد ہوتی تھیں۔ لیکن اب کم و بیش چھتیس کروڑ روپے کی مالیت کی مشینری بھارت میں تیار ہو رہی ہے۔ بھاری مشینری کی تیاری کے لئے چار سو کروڑ روپے کی رقم کی گنجائش موجودہ پلان میں رکھی گئی ہے۔

مسئلہ خوراک اور زراعتی ترقی

زراعتی ترقی اور غذا کے معاملہ کو حل کرنے کے متعلق بھی پہلی اور دوسری پانچ سالہ پلان میں کافی کچھ کیا جا چکا ہے۔ گو ابھی تک اسمیں پوری کامیابی نہیں ہوسکی۔ سنہ ۱۹۵۱ء کے مقابل پر سنہ ۱۹۵۶ء میں ہندوستان کی آبادی میں ڈھائی کروڑ کا اضافہ ہوا ہے۔ اس کے باوجود خوراک کی تنگی کی جو پریشان کن حالت سنہ ۱۹۵۱ء میں تھی سنہ ۱۹۵۶ء میں وہ کافی حد تک درست ہو چکی تھی سنہ ۱۹۵۴ء میں حکومت ہند اس معاملہ میں خود کفیل ہوگئی تھی۔ اور مکمل طور پر غلہ پر سے کنٹرول ختم کر دیا گیا تھا۔ چونکہ دوسری پانچ سالہ پلان میں انڈسٹری کی طرف زراعت کی نسبت زیادہ توجہ اور زور دیا گیا۔ اسلئے سنہ ۱۹۵۷ء میں دوبارہ غلہ کی دقت محسوس ہوئی۔ لیکن اگر پوری طرح سے غور کیا جائے تو غلہ کی مشکل اور کمی میں کافی حد تک دیگر مصنوعی اور غیر قدرتی وجوہات بھی اثر انداز ہوئی ہیں جس کے لئے بھارت کے تجارتی طبقہ کا ایک حصہ ذمہ وار ہے۔ کیونکہ جب اجناس کاشتکاروں کے ہاتھ سے نکل کر منڈی میں جاتی ہیں۔ تو باوجود موجود ہونے کے اگر ان کو کھلی منڈی (OPEN MARKET) میں فروخت ہونے سے روک رکھا جائے۔ تو قدرتی طور پر سپلائی اور مانگ کا غیر متوازی ہونا غذائی مشکلات میں اضافہ کا باعث ہوگا۔ بہرحال خوراک کی دقت ہمارے عوام کے لئے فوری حل طلب مسئلہ ہے اور بھارت واسیوں کے لئے زندگی اور موت کی کشمکش کا معاملہ ہے۔ اس پر جہاں ہماری سرکار کو جلد از جلد زیادہ مؤثر اور فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے وہاں ہمارے ملک کے تاجر پیشہ افراد کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ اصلاحی تجاویز پر سنجیدگی سے غور کریں۔ تا باہمی تعاون اور ذمہ داری کے پورے احساس کے ساتھ یہ اہم قومی مسئلہ حل ہوسکے۔

جس حد تک گذشتہ چند سالوں میں زراعتی ترقی کا تعلق ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ سنہ ۱۹۵۰-۵۱ء میں کل زمین زیر کاشت غلہ ۲۴-۷۸۹ ہزار ایکڑ تھی۔ اور اس کی کل پیداوار ۵۰۰۲۲ ہزار ٹن ہوئی لیکن سنہ ۱۹۵۵-۵۶ء میں یہ زیر کاشت رقبہ بڑھ کر ۲۷۳۵۸۸ ہزار ایکڑ تک جا پہنچا اور اسکی پیداوار ۶۳۳۹۷ ہزار ٹن ہوئی۔ اس عرصہ میں صرف چاول کی پیداوار میں قریباً ۵ کروڑ ٹن کا اضافہ ہوا۔ اور گندم کی پیداوار میں اضافہ کی مقدار ۲۴ لاکھ ٹن بنتی ہے۔

ترقی محکمہ جات رفاہ عامہ

ملک کی صنعتی اور زراعتی ترقی کے علاوہ پبلک سے تعلق رکھنے والے حکومت کے محکمہ جات رفاہ عامہ کو بھی ہر سال کافی وسعت دی جاتی رہی ہے۔ تاکہ بھارت واسی ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھا سکیں۔ مثال کے طور پر سنہ ۱۹۴۷-۴۸ء میں حکومت کے منظور شدہ تعلیمی اداروں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ تھی۔ لیکن سنہ ۱۹۵۵-۵۶ء کے آخر تک یہ تعداد بڑھ کر ۴ لاکھ تک جا پہنچی۔ اور ان درسگاہوں پر سالانہ اخراجات بجائے ۵۰۰ ملین کے ۱۷۰۰ ملین روپے ہونے لگے۔

ڈاکخانہ جات کی تعداد مارچ سنہ ۱۹۴۹ء میں ۲۴۰۵۵ تھی۔ لیکن اس کے مقابل پر آخر مارچ سنہ ۱۹۵۷ء کو ملک میں ۵۸۸۷۱ ڈاکخانہ جات ہوگئے۔ نیز اس عرصہ میں ٹیلیفون ایکسچینج کی تعداد میں ۴۰۰۰ کا اضافہ ہوا۔ اور ۱۰۰۰ کے قریب نئے ٹیلیفون کے دفاتر قائم کئے گئے۔ اس محکمہ کی سالانہ آمد ۲۰ء۷۴ کروڑ روپے سے بڑھ کر ۵۰ء۰۰ کروڑ روپے تک جا پہنچی۔ ڈاک کے انتظامات میں ہوائی ڈاک کا اضافہ ہوا۔ اور اس سال سے روزانہ ہوائی ڈاک کے ذریعے ۱۴ و ۱۱ پاؤنڈ وزنی ڈاک آتی جاتی ہے اسی طرح گذشتہ چند سالوں میں پبلک شفاخانوں کی تعداد میں بھی خاصہ اضافہ ہوا ہے اور نیز عورتوں کی ضروریات اور سہولتوں کے لئے کئی ہزاروں مراکز جاری کئے جا چکے ہیں۔

رفاہِ عامہ کی ایسی جملہ تجاویز اور ان کا عمل نفاذ یہ بتا رہا ہے۔ کہ بھارت کی جمہوری سیکولر حکومت کو ایک سماج وادی نظام (SOCIALISTIC PATTREN SYSTEM) کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش شروع ہو چکی ہے۔ لیکن اس کوشش میں پورے طور پر کامیابی اور ترقی تب ہی ممکن ہوسکتی ہے جبکہ بھارت واسیوں کی اکثریت اپنی قومی اور ملکی ذمہ داریوں کو مستحضر کر کے اور ملک کے وسیع مفاد کو سامنے رکھ کر اخلاقی بنیادوں پر پورا تعاون اور قربانی کرنے کو تیار ہو۔

بعض بنیادی نقائص

ابھی بھارت میں بہت سے ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔ جو آزادی ملنے کے ساتھ ہی اپنے آپ کو ہر قسم کی شہری اخلاقی اور تمدنی ذمہ داریوں اور فرائض سے آزاد سمجھنے لگ گئے ہیں۔ خود غرض غیر ذمہ دار اور تخریب پسند عنصر کی اصلاح کرنے کی فکر بہت کم لوگوں کو ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ جرائم بدستور ہو رہے ہیں اور جرائم کرنے والے اپنے جتھے، اثر و رسوخ اور مال و دولت کے بل بوتے پہ دلیر ہیں۔ کہ وہ سزا کی گرفت سے بچ نکلیں گے۔ ایک مظلوم اور مصیبت زدہ کے لئے انصاف اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ ابتدائی کچہریوں اور دفاتر میں رشوت اور سفارشوں کی شکایات بدستور سننے میں آتی ہیں۔ اور ان نقائص کو دور کرنے کے لئے مؤثر کارروائی کا فقدان ہمارے تعمیری کاموں اور ترقی میں ایک بہت بڑی روک ثابت ہو رہا ہے۔ خاندانی۔ سماجی۔ سیاسی اور مذہبی دھڑے بندیوں کی بنا پر آئے دن ایسے اتہامات اور شکایتیں سننے میں آتی رہتی ہیں۔ کہ مختلف اور صوبوں کے سیاسی لیڈر اور ذمہ دار عہدیدار یہاں تک کہ ایم۔ ایل۔ اے (M-L-A) صاحبان بھی گروپ بندی کی مجبوریوں اور جمہوری نظام کی کمزور احتیاطوں کے ماتحت، جائز ناجائز سفارشات کرنے میں دریغ نہیں کرتے کانگریس جو اب بھی ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے۔ اور جس کے بڑا سنے اور مخلص لیڈروں کی جدوجہد اور قربانیوں کا ملک کی آزادی میں بہت بڑا حصہ ہے۔ آزادی کے بعد اس میں بھی ایسا عنصر داخل ہوگیا ہے جو اپنے ذاتی اور خاندانی مفاد کے لئے ملک اور قوم کے مفاد کو قربان کرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ اور جن کا کانگریس جیسی برسر اقتدار پارٹی میں داخل ہونا ہی ذاتی فائدہ کے لئے ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ سیاسی پارٹی کے اعلیٰ عہدیدار بھی اپنے کام کے اور تمام کے ممبروں میں اتحاد کر کے کانگریس کے وقار کو بلند کرنے کی طرف توجہ دیں۔

یہ شکایات بھی سننے میں آتی ہیں۔ اور یقیناً ان میں ایک حد تک حقیقت بھی ہوگی۔ کہ حکومت کی طرف سے جو مختلف تعمیری سکیموں کے لئے امدادی گرانٹس اور قرضہ جات کی منظوریاں ہوتی ہیں۔ ان کا اکثر حصہ متعلقہ عہدیداروں اور علاقہ کے سیاسی لیڈروں کے خویش و اقارب میں نامناسب طور پر تقسیم ہو جاتا ہے۔ اور حقیقی طور پر ضرورت مند افراد کو امداد کم ملتی ہے۔ ایسے معاملات کی خواہ کتنی قدر بھی کم مثالیں کیوں نہ ہوں انکو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیئے۔

حرفِ آخر

بھارت کی ترقی اور مشکلات کی مختصر بحث کے بعد اب بھی غور کرنا ہے۔ کہ وہ کونسا ذریعہ ہے جس سے کہ

۱۔ ہماری عدالتوں میں ہر کمزور و ضعیف کو برابر کا انصاف مل سکے۔ اور انصاف کے فیصلہ اور نفاذ میں تاخیر نہ ہو۔

۲۔ سرکاری اور نیم سرکاری محکموں سے سفارش اور خویش پروری کے امراض دور ہوسکیں۔

۳۔ ملک کی ترقی کے کاموں میں عوام الناس کو زیادہ سے زیادہ دلچسپی پیدا ہو۔ اور ایسی تحریکات کا چلانا صرف حکومت کے افسران کی ذمہ داری نہ سمجھی جائے۔

۴۔ جو مختلف قرضے۔ امداد۔ ٹریننگ تعلیم اور کام کی سہولتیں دی جاتی ہیں۔ ان سے حقیقی ضرورت مندوں کو فائدہ پہنچے۔

۵۔ فرقہ بندی اور سیاسی پارٹی بازی کی سطح سے بالا ہو کر ہم ایک دوسرے کے ساتھ پورا تعاون کرنا سیکھیں۔ اور ہماری مخالفت محض مخالف گروپ کو بدنام کرنے کے لئے نہ ہو۔

۶۔ ہم میں قومی غیرت اور محبت اس قدر ہو۔ کہ ہم اپنے دیس کی مصنوعات کو ہر حالت میں بدیشی چیزوں پر ترجیح دیں۔

۷۔ ہر خامی اور نقص کو ہم حکومت کی طرف منسوب کر کے حکومت کو بدنام کرنے کی کوشش نہ کریں۔ بلکہ خود پوری محنت

اور ہمت کی عادت ڈالیں۔ اور اپنی کوتاہی اور ناکامی کی ذمہ داری خود لینے کو تیار رہیں۔

۸۔ ہم اپنے ہر قسم کے کاروبار اور لین دین میں امانت و دیانت کو ہمیشہ مقدم رکھیں۔ اور حقوق طلبی سے زیادہ اپنے فرائض کو ادا کرنے کی طرف توجہ دیں۔

۹۔ فرقہ بندی۔ ذات پات کی قیود۔ زبان کے جھگڑوں اور صوبائی یا مذہبی تعصب کی آلائشوں سے پاک ہو کر ہم ملک کی ہر خدمت میں حقیقی خوشی محسوس کریں۔ اور معمولی معمولی باتوں پر غیر آئینی پروٹسٹ اور سٹرائیکوں اور ہنگاموں کی عادت کو چھوڑ دیں کیونکہ اس سے ملک کو فائدہ کی نسبت نقصان زیادہ ہوتا ہے۔

ذرائع اصلاح پر غور کرتے وقت یہ سوال ہمارے سامنے آتا ہے کہ ہر جرم کے لئے حکومت کا قانون موجود ہے۔ لیکن تجربہ سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ صرف خشک قانون اپنی تمام حکمتوں اور پابندیوں کے باوجود اخلاق اور تمدنی نقائص کو دور کرنے کے لئے کافی نہیں ہوتا۔ کیونکہ جب ملک کے عوام اور حکومت کے عہدیدار دونوں اخلاقی اور روحانی پستی کا شکار ہوں گے۔ تو اصلاحِ عمل کی توقع بعید از قیاس ہو جائیگی۔

دوسرے یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بسبب اخلاقی اقدار کا فقدان ہوگا۔ تو قانون کی زد سے بچنے کے لئے قانونی توجیہات اور موشگافیاں استعمال میں لائی جائیں گی۔ اور ہماری عدالتوں میں روزمرہ کے ایسے واقعات حقیقتِ حال کا انکشاف کرنے کے لئے کافی ہیں۔

پس جہاں مادی طور پر مادی اسباب و ذرائع سے ملک کی ترقی کو منزل کی طرف لے جانا ضروری ہے۔ وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم پرانے رشیوں۔ اوتاروں اور بزرگوں کی اس سرزمین میں اخلاقی اور روحانی بنیادوں پر موجود نقائص اور برائیوں کو دور کرنے کی سعی کریں۔ جس طرح بدعملی۔ گناہ اور روحانی گراوٹ کے دور میں انسانوں کی راہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً ملکوں اور قوموں میں روحانی مصلح اور ریفارمر مبعوث کرتا ہے۔ اسی طرح اخلاقی پستی کے موجودہ دور میں بھی بھارت واسیوں کو روحانی دولت سے مالامال کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے قادیان کی مقدس بستی میں اپنے ایک برگزیدہ مصلح کو مبعوث فرمایا۔ تا اس ملک کے بسنے والے جہاں اس نور سے خود روشنی حاصل کریں۔ وہاں دنیا کی روحانی تاریکی کو دور کرنے کا سہرا بھی ان کے سر ہو۔ پس جہاں بھارت واسیوں کی یہ خوش قسمتی ہے کہ موجودہ زمانہ کا ریفارمر ان میں سے پیدا ہوا۔ وہاں ان کی ذمہ داریوں میں بھی کئی لحاظ سے اضافہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر انہوں نے اس روحانیت کے سورج سے آنکھیں بند کرکے اور امن و آشتی کے شہزادہ کی باتوں سے منہ موڑتے ہوئے ان نقائص کی اصلاح نہ کی تو اس دنیا میں بھی ان کو خسارہ رہے گا۔ اور اس زندگی کے بعد بھی وہ خدا تعالیٰ کے سامنے شرمسار ہوں گے۔

آج ہندوستان کی اس پاک بستی سے طلوع ہونے والے آفتاب کی شعاعیں دنیا کے کونے کونے میں پھیل چکی ہیں۔ اور جہاں جہاں بھی احمدیت پھیلتی ہے وہاں ساتھ ہی قادیان کے ابدی روحانی مرکز اور ہندوستان کا نام عزت و تعظیم سے لیا جاتا ہے۔ لیکن کس قدر بدقسمت ہیں وہ لوگ جو اس ملک میں بستے ہوئے اس مصلح کے روحانی فیض سے فائدہ نہیں اٹھا رہے سہ

تشنہ بیٹھے ہو کنارِ جُوئے شیریں حیف ہے
سرزمینِ ہند میں چلتی ہے نہرِ خوشگوار

کوئی ظاہر پرست انسان اس امر کو تسلیم کرے یا نہ کرے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ بھارت اور دنیا کے دیگر مختلف ممالک اپنے پرانے سماجی رسم و رواج اور غیر فطرتی نظام کی مجبوریوں اور مشکلات سے مجبور ہو کر آجکل جو اصلاحات نافذ کر رہے ہیں۔ ان میں اسلام و احمدیت کا تذکرہ اور نام خواہ نہ ہو۔ لیکن ان اصلاحات کا اسلامی اصولوں اور نظریات سے قریب تر ہونا موجودہ زمانے کے مصلح کے روحانی فیض و برکت کا نتیجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ بھارت کی حقیقی ترقی اور تعمیر میں ہم سب کو وافر حصہ پانے کی توفیق میسر آئے۔ اور نہ صرف ہم ظاہری اور مادی ترقی حاصل کرکے بھارت کے نام کو بلند کرنے والے ہوں بلکہ دنیا کی نجات اور ابدی فلاح و بہبودی کے لئے موجودہ زمانے کے روحانی مصلح نے جو پیغام دیا ہے۔ ہم اسے کو بھی سنکر اور سمجھ کر تمام اقوامِ عالم میں پھیلانے والے بنیں تا دنیا کی روحانی راہنمائی اور ترقی کا شرف بھی بھارت واسیوں کو نصیب ہو۔ آمین۔

ہر۔ اعمال اور تقدس یا پیدائش کے لحاظ سے کتنا ہی بزرگ کیوں نہ ہو اسے اپنا رب نہ ٹھہرایا جائے تو جید کے مسئلہ پر جملہ مذاہب متحد ہو جائیں گے۔

پس توحید اتحاد بین المذاہب کا ایک ذریعہ ہے لیکن اسکے برعکس شرک افتراق بین المذاہب کا ذریعہ ہے جسکے ہوتے ہوئے دنیا میں کبھی بھی اتحاد و اتفاق نہیں ہو سکتا۔ (باقی)

قادیان کے درویش

(از مکرم لطف الرحمٰن صاحب نازؔ۔ ربوہ)

در پہ مولیٰ کے ہی ان کا جبہہ سائی کام ہے ۔۔۔ پوچھتے ہو ان کی کیا درویش ان کا نام ہے
چاہتے صبح و مسا ہیں یہ فقط اس کی رضا ۔۔۔ بندگی کرتے ہیں اس کی شیوہ ہے اُن کا وفا
زندگی ان کی عبادت ہے عبادت ہے فقط ۔۔۔ ان کو لذت ملتی ہے حق کی اطاعت سے فقط
عُسر ہے یا یُسر ہے آلام یا آرام ہے ۔۔۔ سر جھکانا اس کے آگے ان کا ہر دم کام ہے
درحقیقت دیں میں انکا ہے بہت عالی مقام ۔۔۔ رحمت و فضلِ خدا ان کے گھروں پہ صبح و شام
دین لیکر سب نے یہ ناپاک دُنیا چھوڑ دی ۔۔۔ باگ اپنی سب نے ہے عقبیٰ کی جانب موڑ دی
باغِ احمد کی ہے اے درویش! تجھ سے ہی بہار ۔۔۔ عندلیبِ دین بنکر تو ہے ہر دم نغمہ بار
خدمتِ اسلام کی جو تم نے باندھی ہے کمر ۔۔۔ تم اپنی دھن میں رہو اے دوستو شام و سحر

نازؔ کو رکھنا دعاؤں میں ہمیشہ یاد تم
ہو مسیحِ پاک کی بستی میں اب آباد تم

شرک کی ماہیت اور اس کے نقصانات

(بقیہ صفحہ نمبر ۱۰)

وسلم کے کمالات کے آپ کی بشریت کا اعلان کرکے بتایا کہ ان کمالات کا مالک بھی بالآخر انسان ہے۔ اور وہ ان کمالات کے باوجود عبادت کئے جانے کے لائق نہیں۔

قرآن مجید نے ابنیت مسیح کے عقیدہ کو بھی اسی وجہ سے خطرناک بتایا کہ اس عقیدہ کو ماننے سے شرک لازم آتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ میں کئی نقائص ماننے پڑتے ہیں۔ اور ایک مخلوق کو بشریت کے مقام سے بلند و بالا تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے فرمایا:۔

تکاد السموات یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا۔ ان دعوا للرحمٰن ولدا۔

ترجمہ:۔ قریب ہے کہ آسمان پھٹ کر گر جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر زمین پر جا پڑیں اس لئے کہ ان لوگوں نے خدائے رحمٰن کا بیٹا قرار دیا ہے۔ اور اس کی شان کے یہ بالکل خلاف ہے کہ وہ کوئی بیٹا بنائے۔ کیونکہ خدا نے ان تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے اور اگر یہ مانا جائے کہ خدا کا بیٹا ہے تو خدا بھی قابلِ تقسیم اور حادث ٹھہرتا اور جو حادث ہوتا ہے وہ مخلوق ہوتا ہے۔

اس صورت میں خدا کو بھی فانی ماننا پڑتا ہے اور جو فانی ہے وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے فرمایا کہ ان کا یہ کہنا غلط ہے کیونکہ خدا ان سب کا خالق ہے۔ اسی بنا پر قرآن مجید نے جملہ اہل کتاب کو جن میں عیسائی بھی شامل ہیں۔ توحید کی طرف دعوت دیتے ہوئے فرمایا:۔

قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا الله ولا نشرک به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون (آل عمران)

ترجمہ: تو کہہ اے اہل کتاب تم سب ایک ایسی بات کی طرف آجاؤ جو ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان برابر ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہم اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو رب بنایا کریں پھر اگر وہ پھر جائیں تو ان سے کہدو کہ تم گواہ رہو کہ ہم خدا کے فرمانبردار ہیں۔

اس آیت میں شرک کی تردید کے ساتھ ہی مذہبی منافرت کو دور کرنیکا ایک عظیم الشان اصل بھی بیان فرمایا اور وہ یہ کہ — اللہ کے سوا کسی کو معبود قرار نہ دیا جائے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ گویا توحید کا قیام اور شرک کے استیصال سے جملہ مذاہب کی باہمی منافرت ختم ہو سکتی ہے کیونکہ جب جملہ مذاہب کے ماننے والے اس اصل کو تسلیم کر لیں گے کہ کوئی انسان اپنے حسن

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک درخشندہ باب

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب معاون ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

(۱)

امرتسر کے مقام پر اسلام اور عیسائیت کے درمیان جو فیصلہ کن جنگ ہوئی تھی اور جس میں اسلام کے جری پہلوان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائیت کے دیو کو چاروں شانے چت گرا کر اور اس کے سینے پر بیٹھ کر فتح کا نعرہ بلند کیا تھا۔ اس کی روئداد "جنگ مقدس" کے نام سے شائع اور مشہور ہے۔ اور یہ دعویٰ واقعات کے عین مطابق ہے کہ نصرانیت کا جو طوفان ایک لمبے عرصہ سے اسلام کے خلاف اُمڈ رہا تھا۔ اور کمزور مسلمانوں کو اپنے تیز بہاؤ کی لپیٹ میں لئے سرعت کے ساتھ بڑھتا چلا آ رہا تھا اور جس کی تیزی اور تندی میں برطانیہ کی بین الآفاق شہنشاہیت بھی کارفرما تھی وہ امرتسر کے مقام پر نہ صرف رک گیا بلکہ اپنے منبع کی طرف لوٹ گیا تھا۔ یہ جنگ جو متواتر پندرہ روز تک لڑی جاتی رہی اسے سینکڑوں ہزاروں لوگوں نے دیکھا اور آخر فتح کا ڈنکا اسلام کے حق میں بجایا گیا۔ اس لئے کہ یہ ازل سے مقدر ہو چکا تھا کہ صلیب کے چیمپئن کو مسیح محمدی ہی کاسر صلیب بن کر توڑے گا!

یہی ایام تھے۔ تین چار روز مناظرہ ہو چکا تھا۔ حضور علیہ السلام اس روز مناظرہ کا وقت ختم ہونے کے بعد اپنی جائے قیام پر تشریف فرما تھے۔ بہت سے خدام بھی صحن اور دوسرے کمروں میں حاضر تھے۔ حضور اگلے روز کے مناظرہ کے لئے دلائل و براہین کی تلواروں کو صیقل فرما رہے تھے کہ ایک انگریزی وضع قطع کا آدمی سوٹ پہنے۔ گلے میں نکٹائی لگائے اور سر پر ہیٹ رکھے وہاں پہنچا۔ اس کی ہیئت کذائی صاف ظاہر کر رہی تھی کہ وہ یا تو عیسائی ہے اور یا عیسائیت زدہ ہے۔ حضور علیہ السلام کے بعض خدام نے جو مقام مناظرہ میں حضور کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اسے پہچان لیا کہ یہ وہی شخص ہے جو عیسائیوں کے نمائندہ کے طور پر ان کے مناظروں کے ساتھ رہتا ہے اور مناظرہ کے گزشتہ ایام میں متواتر وہاں موجود رہا۔ اس نے کہا کہ میں حضرت صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ حضور کے ایک خادم صحابی نے دریافت کیا کہ آپ کس غرض سے ملنا چاہتے ہیں۔ تو اس نے بتایا کہ میں حضور کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اسے اندر کمرے میں حضور کے پاس بھجوا دیا گیا۔

وہ اپنی اسی آن و شان کے ساتھ کمرہ میں داخل ہوا۔ وہ قریباً دس منٹ اندر ٹھیرا اور جب باہر نکلا تو صحابہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس کی آنکھوں سے ایک چشمہ رواں تھا اور اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ سخت رقت کی حالت میں ہے۔ گویا اس کے دل کو ایک تیز بھٹی میں ڈال کر کسی نے ایک نئے رانچے میں ڈھال دیا ہے۔ اس کی یہ قلب ماہیت واقعی حیران کن تھی۔ بالخصوص اس لئے کہ صحابہ میں سے حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی اسے پہچانتے تھے۔ کیونکہ وہ کپورتھلہ کا ہی رہنے والا تھا۔ انہیں بھی سخت تعجب ہو رہا تھا کہ یہ شخص جو دنیوی عیش و نشاط کا دلدادہ ہے اور جس کے دل پر غفلت اور گناہ کے زنگ کی دبیز تہیں جمی ہوئی ہیں۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا رواں ہونا قطعاً خلاف توقع تھا۔ چنانچہ صحابہ نے اس سے ملاقات کی تفاصیل دریافت کیں۔

اس نے بتایا کہ میں کپورتھلہ کا رہنے والا ہوں۔ میرا نام الطاف علی ہے اور میں ملٹری میں کرنل ہوں۔ میں طبعی طور پر آزاد منش تھا۔ اور ملٹری میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہونے کی وجہ سے جب بھی دیکھتا تھا کہ میرے سامنے انگریز افسران شراب پیتے اور رنگ رلیاں مناتے تھے تو میں اسلام کی عائد کردہ پابندیوں سے گھبرا اٹھتا تھا اور بسا اوقات میرا دل چاہتا تھا کہ میں بھی ان حدود کو توڑ کر ان کی عیش و نشاط میں حصہ دار بن جاؤں۔ میرا یہ جذبہ روز بروز بڑھتا گیا اور جب اتفاقات مجھے ایک کام کے سلسلہ میں انگلینڈ لے گئے تو میرے لئے اسلام کی قیود کو توڑنا آسان ہو گیا۔ چنانچہ میں دریا کے اس زبردست بہاؤ میں ایک بے بس تنکے کی طرح بہہ کر اسلام سے منحرف ہو گیا۔ اور ایک گرجا میں جا کر بپتسمہ لے لیا۔ اور پھر عیسائی بن کر میں ان تمام قباحتوں میں پوری طرح ملوث ہو گیا۔ جن میں اس وقت تمام عیسائی بحیثیت قوم ملوث ہیں۔ چنانچہ گناہوں کی اس دلدل میں کافی عرصہ رہنے کے بعد جب میں نے اس مناظرہ کی گذشتہ تین چار روزہ کارروائی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا تو میرے دل میں اس شدید جذبے نے انگڑائی لی کہ میں اسلام کے اس عظیم پہلوان کو قریب سے دیکھوں جس کے زبردست دلائل نے عیسائی مناظروں کو بغلیں جھانکنے پر مجبور کر دیا ہے۔ چنانچہ یہی جذبہ آج میرے لئے اشتیاق ملاقات کا باعث بنا اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس ملاقات نے میرے اندر وہ تغیر پیدا کر دیا ہے۔ جو سالہا سال کی جدوجہد کے بعد بھی ممکن نہیں اور میں جو دس منٹ قبل اس کمرہ میں داخل ہوتے وقت ایک راسخ العقیدہ عیسائی تھا۔ اب پھر اسلام کی طرف لوٹ آیا ہوں۔

صحابہ کرام جو اسے دروازے سے باہر آتے وقت روتے دیکھ کر سخت متعجب ہو رہے تھے اور صرف اس کے رونے کا سبب معلوم کرنے کے لئے متجسس تھے اب اس کی روئداد ملاقات سننے کے لئے ہمہ تن اشتیاق بن کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور وہ بدستور اپنی نمناک آنکھوں کے ساتھ بیان کر رہا تھا۔

اس نے کہا میں نے جب گذشتہ چار روز کے مناظرہ کی روئداد سنی اور دیکھی تو میں صرف یہ شوق دل میں لے کر آیا تھا کہ میں اسلام کے مناظر کو قریب سے دیکھوں اور میں اپنی طرف سے اپنا سب سے اچھا سوٹ پہن کر اپنی پوری سج دھج کے ساتھ آیا تھا اس لئے کہ میرا یہ خیال تھا کہ جو شخص اسلام کا اتنا بڑا مناظر اور زبردست عالم ہے اس کی ملاقات کے لئے ایسے ہی کرّ و فر کی ضرورت ہو گی۔ اور میں سمجھتا تھا کہ یہ زبردست شخصیت کا مالک اور مُسکت دلائل کا خالق انسان خود بھی ایک امیرانہ ٹھاٹھ میں ہو گا۔ مگر میرے تعجب کی انتہا نہ رہی جب میں نے دروازے سے اندر جا کر دیکھا کہ اسلام کا یہ عظیم الشان پہلوان ایک عجیب جذب کامل اور وجد در وجد آفرین بن کر بیٹھا ہے۔ میرے لئے یہی جلوہ روحانی کافی تھا کہ میری ساری سج دھج اس وقت خاک میں مل کر رہ گئی جب میں نے دیکھا کہ وہ پاک انسان فرش زمین پر بیٹھا ہے۔ اور اس حالت میں کہ جو بوریہ بچھا ہوا ہے وہ اس پر بھی نہیں بلکہ اینٹوں کے فرش پر بیٹھا ہے اور بوریئے پر صرف اس کا ایک گھٹنا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اس فنا فی اللہ کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ وہ بوریئے پر ہے یا فرش پر ہے۔ میں اسی نظارہ میں گم ہو کر رہ گیا کہ جو شخص اتنا بڑا زبردست متبحر عالم ہے کہ عیسائیوں کے بڑے بڑے پادری اس کے سامنے طفل مکتب سے کمتر حیثیت کے ثابت ہو رہے ہیں وہ اپنی پرائیویٹ زندگی میں اتنا سادہ ہے کہ وہ چٹائی پر بھی نہیں بلکہ فرش زمین پر بیٹھا ہے۔ استغراق کے اس مسحور کن نظارے نے میرے پاؤں بوجھل کر دیئے اور میں آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔

وہ رومال سے آنسو پونچھتا جا رہا تھا اور کہتا جا رہا تھا کہ میں جب حضور کے قریب پہنچا اور اس حالت میں کہ میں حضور کی سادگی کا گرویدہ ہو چکا تھا تو مجھے ایک اور حیرت انگیز شکست ہوئی۔ اور وہ یہ کہ حضور نے مجھے دیکھ کر جھٹ اپنا صافہ سر سے اتار کر بچھا دیا اور مجھے فرمایا کہ آپ اس پر بیٹھ جائیں۔ اب گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل والا معاملہ تھا۔ میرے دل میں اس زبردست روحانی شخصیت اور اس کی سادگی کا اتنا اثر ہو چکا تھا کہ میں تو بنظر احترام چاہتا تھا کہ کسی ایسی جگہ پر بیٹھوں جو حضور کی جائے نشست سے نچلی سطح پر ہو۔ کجا یہ کہ میں اس محترم کے صافے پر بیٹھ جاؤں۔ چنانچہ میں سخت گھبرا گیا عرق انفعال کے قطرات میری پیشانی پر اور ندامت کے آنسو میری آنکھوں میں امنڈ آئے۔

میں نے عرض کیا حضور! میں اس قابل نہیں ہوں میں تو سخت گنہگار انسان ہوں مگر حضور نے فرمایا کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے میں نے عرض کیا کہ حضور! میں تو شراب بھی پیتا ہوں اور بہت سے دوسرے برے کام بھی کرتا ہوں۔ مگر حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور! میں تو عیسائی ہوں اور باقاعدہ بپتسمہ لے چکا ہوں اور میں ہرگز اس قابل نہیں کہ اس رفیع القیمت صافے پر بیٹھ سکوں۔ مگر حضور نے فرمایا کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ رحم کرنے والا ہے۔ اور حضور نے پھر مجھے صافے پر بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ میں پاس ادب کی وجہ سے وہ صافہ ہٹا کر بوریئے پر بیٹھ گیا چند لمحے وہاں سخت احساس ندامت اور اضطرار کی حالت میں بیٹھا رہا۔ اور کوئی دوسری بات بھی نہ کر سکا بلکہ میں ایک بت بنا حضور کے پرنور چہرے کو دیکھتا رہا۔ اس سادگی شرافت مجسم نے مجھے گویا مسحور کر دیا تھا۔ اور میں صرف یہ سوچتا رہا کہ جو شخص بڑے بڑے مستند عیسائی علماء کو اسلامی دلائل کے ساتھ پچھاڑ سکتا ہے وہ کوئی معمولی انسان نہیں بلکہ اسے خدا تعالیٰ کی زبردست تائید حاصل ہے۔ میں اسی ورطۂ حیرت میں گم تھا کہ حضور نے خود مجھ سے مخاطب ہو کر میرے آنے کی غرض دریافت فرمائی اور میں جو اپنے اندر کوئی اور بات کرنے کی تاب نہ رکھتا تھا صرف اتنا کہہ سکا کہ حضرت! مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ میں عیسائیت کو چھوڑ کر مسلمان ہوتا ہوں۔ حضور نے یہ سن کر خوشنودی کا اظہار فرمایا اور نصیحت فرمائی کہ نماز باقاعدگی کے ساتھ پڑھا کرو۔ چنانچہ حضور کی اس نصیحت کو پلے باندھ کر میں اندر سے نکلا ہوں اس حالت میں کہ جب میں اب سے دس منٹ پہلے اندر گیا تھا تو ایک راسخ العقیدہ عیسائی تھا۔ اور اب دس منٹ کے بعد میں کمرے سے باہر نکلا ہوں تو پختہ مسلمان ہوں۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ شخص جب تک زندہ رہا اس سے کوئی اور کمزوری سرزد ہو گئی ہو تو ممکن ہے لیکن اس نے ہمیشہ نماز باقاعدگی کے ساتھ پڑھی۔

یہ واقعہ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سادگی، شرافت، چشم پوشی اور

دوں میں بیٹھ جانے والی قوتِ قدسی پر شاہد ہے۔ وہاں آپؑ کے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلِ کامل ہونے کی بھی ایک زبردست دلیل ہے۔ اور ضرور تھا کہ یہ واقعہ پیش آتا اور آپؑ کی صداقت پر دال ہوتا، کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی عیسائیوں کا ایک وفد آیا تھا۔ جب تو آپ ایک مسجد میں تشریف فرما تھے تو آپؐ نے اپنی چادر مبارک اتار کر ان کے نیچے بچھا دی تھی۔ اور وہ وفد بھی آپؐ کے اس خلق سے بہت متاثر ہوا تھا۔ اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وعلیٰ عبدک المسیح الموعود۔

(۳)

انبیاء علیہم السلام کی پاکیزہ زندگیوں میں اس قسم کے واقعات اکثر پائے جاتے ہیں۔ جن میں چشم پوشی، درگذر اور ہمدردیٔ خلق کے جذبات جھلکتے رہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تبلیغ کے لئے طائف تشریف لے گئے تو وہاں کے کفار نے نہ صرف آپؐ کو گالیاں دیں۔ بلکہ بازاری غنڈوں اور شہدوں کو آپؐ کے پیچھے لگا دیا۔ جنہوں نے پتھر مار مار کر آپؐ کو لہولہان کر دیا۔ اور کئی میل تک پتھر مارتے ہوئے آپؐ کا تعاقب کیا۔ مگر اس رحمتِ مجسم کو دیکھئے کہ وہ زخموں سے چور ہو کر اور سفر کی کوفت سے نڈھال ہو کر بر لب سڑک ایک باغ کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھا ہے۔ اور ان پتھر مارنے والوں کے لئے دعا کر رہا ہے کہ

رب اھد قومی فانھم لا یعلمون

اے میرے رب میری اس نادان قوم کی اور نادان قوم کی ہدایت اور رہنمائی فرما، میری یہ قوم مجھے دکھ دیتی ہے۔ ایذائیں پہنچاتی ہے۔ مگر اس لئے کہ اسے میرے مقام اور مرتبہ کا علم نہیں۔ یہ لوگ محض ناواقفیت کی وجہ سے مجھے دکھ دے رہے ہیں۔ اے میرے رب! تو انہیں صحیح رستہ کی طرف ہدایت دے۔ اللہ اللہ! ہمدردیٔ خلق کا یہ کتنا عظیم الشان جذبہ ہے کہ اپنے خون کے پیاسوں کی ہدایت کے لئے دعائیں ہو رہی ہیں۔ آپؐ کی زبان پر ان پتھر مارنے والوں کے لئے کوئی برا لفظ نہیں آتا۔ آپؐ کے لبوں پہ بددعا نہیں آتی۔ بلکہ دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی اور ہمدردی کے جذبات میں ڈوبی ہوئی یہ دعا فرمائی جاتی ہے کہ رب اھد قومی فانھم لا یعلمون۔

بعینہٖ اسی قسم کے کئی واقعات ہمیں آنحضرت صلعم کے ظلِ کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس زندگی میں بھی ملتے ہیں۔ جن میں سے ایک واقعہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی روایت سے بیان ہوا ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے ابتدائی زمانہ میں امرتسر سے ایک مولوی تحقیق کی غرض سے قادیان آیا اور اس نے حیات و وفاتِ مسیح کے مسئلہ پر حضور علیہ السلام سے گفتگو شروع کر دی۔ بحث کا انداز ایسا تھا کہ حضور علیہ السلام نے کاسرِ صلیب ہونے کی حیثیت سے اس کو اس طریق سے حل فرما دیا ہے کہ اب کوئی ذی عقل انسان حیاتِ مسیح کو باور کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اور حضور نے اپنی قریباً تمام کتابوں میں اس مسئلہ کو زبردست دلائل کے ساتھ حل فرمایا ہے۔

قارئین اندازہ فرما سکتے ہیں کہ حیات و ممات مسیح کا مسئلہ ہو۔ اور دلائل دینے والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بہ نفسِ نفیس ہوں تو مخاطب بھلا بولنے کی جرأت کیونکر کر سکتا ہے چنانچہ یہی ہوا۔ اور وہ مولوی خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔ آپؑ نے اس کو خاموش پا کر دریافت فرمایا کہ کیا آپ اس مسئلہ کو سمجھ گئے ہیں؟ مگر جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا والے معجزہ کو دیکھ کر فرعونی جادوگروں نے آپؑ کو "ساحرِ عظیم" کہہ دیا تھا اسی طرح اس شقی القلب مولوی نے کہا "ہاں میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ دجال ہیں۔ کیونکہ دجال کی صفت بھی یہی آیا ہے کہ وہ بحث میں دوسروں کو ساکت کر دیا کرے گا"۔ یہ ایک بڑا تکلیف دہ لفظ تھا۔ جو حضور علیہ السلام کے صحابہ کو سخت گراں گذرا مگر حضور نے اسے قطعاً کچھ نہ فرمایا۔

وہ مولوی قادیان سے واپس امرتسر چلا گیا اور وہاں جا کر اس نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں مسیح ناصری کی حیات و وفات کے بارہ میں حضور علیہ السلام سے اپنی گفتگو کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی لکھا کہ میں نے اُن کو دجال کہا تھا۔ لیکن اس کے آگے اس مولوی نے ایک حیرت انگیز انکشاف کیا اور وہ یہ کہ جب وہ مولوی امرتسر واپس روانہ ہونے لگا تو اس نے حضور کی خدمت میں ایک رقعہ بھجوایا جس میں لکھا کہ میں ضرورت مند ہوں میری مدد کریں۔ چنانچہ حضورؑ نے اس "دجال" کہنے والے کو فوراً پندرہ روپے بھجوا دیے مولوی نے اشتہار میں لکھا کہ مرزا صاحب کے منہ پر اگر کوئی سخت بات بھی کہہ دی جائے تو آپ رنج نہیں کرتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چشم پوشی اور درگذر کو دیکھئے کہ وہ شقی القلب آپؑ کو دجال کے نام سے یاد کرتا ہے اور آپ کے سامنے آپ کو ایسا نام دیتا ہے مگر آپؑ نہ صرف یہ کہ اس کے دجال کہنے پر اسے کچھ نہیں فرماتے بلکہ یہ کہ جب وہ واپس روانہ ہوتا ہے تو اس کی درخواست پر اس کی مدد فرماتے ہیں۔ آجکل کے زمانہ میں تو پندرہ روپے کوئی چیز نہیں۔ مگر اس زمانہ کے پندرہ روپے آجکل کے تین سو روپیہ سے بھی زیادہ قیمت رکھتے تھے۔ پھر سوال روپیہ کا نہیں بلکہ یہ ہے کہ آپ ایک ایسے شخص کی مدد فرماتے ہیں جو آپ سے سخت گستاخی کے ساتھ پیش آتا ہے اور کوئی پرانا واقعہ بھی نہیں بلکہ اسی روز کا واقعہ ہے۔ اس مولوی کا شائع کردہ اشتہار یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کے دل میں شقاوت تھی ورنہ یہ واقعہ اتنا ایمان افروز تھا کہ اسے خود حضور علیہ السلام کی صداقت پر ایمان لے آنا چاہیئے تھا جنہوں نے اتنا رحم و کرم اور عفو و درگذر کا سلوک اس کے ساتھ کر کے اسے یہ زبردست دلیل بہم پہنچا دی تھی کہ آپ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں۔

اس واقعہ کا ایک اور پہلو نہایت ایمان افروز ہے۔ اگر کوئی اور شخص ہوتا تو وہ دجّال کا لفظ سنکر ہی برافروختہ ہو جاتا اور مخاطب کو سخت سست الفاظ سے یاد کرتا۔ لیکن اگر وہ دجال کہنے والے کو پندرہ روپے دیتا تو وہ کئی مجالس میں اور دوستوں کے ساتھ اس کا ذکر کرتا مگر حضور علیہ السلام کی پردہ پوشی اور سیر چشمی دیکھئے کہ آپؑ نے ان پندرہ روپوں کا قطعاً کسی صحابی سے ذکر تک نہ فرمایا۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب اپنی روایت میں فرماتے ہیں کہ ہمیں ان پندرہ روپوں کا اس مولوی کے اشتہار سے علم ہوا۔

علیہ الصّلوٰۃ والسّلام وعلیٰ مطاعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام صداقت پر زمین و آسمان کی شہادت

(بقیہ صفحہ ۹)

تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا اور لوطؑ کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے"۔

دوسری جنگ عظیم اس پیشگوئی کی صداقت پر شاہد ہے۔ یورپ اور جزائر کے رہنے والوں نے (یعنی جاپان نے) اس تباہی کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اور اس پیشگوئی سے معلوم ہوتا ہے کہ اب ایشیا اور ہماری ملک کی باری ہے۔ یعنی ہمارے ملک کی معاشی۔ اقتصادی اور سیاسی ابتری بھی صداقت مسیح موعود کی گواہی دے رہی ہے۔

والی ہے کیا اچھا ہوتا کہ ہم جلدی معبود کی سچائی کی شہادت دیں اور سارا ملک ہماری راستبازی و نکوکاری کی شہادت دیتا۔

انفلوائنزا یہی حال انفلوائنزا کا بھی ہے۔ اس کی پہلی لہر ۱۹-۱۹۱۸ء میں ہندوستان میں اور چند ہی دنوں میں ۷۸ لاکھ انسانوں کو ملک الموت کے حوالہ کر کے چلی گئی۔

حدیث شریف اور انجیل میں بھی مسیح کی آمد ثانی کے وقت ایک ایسی ہی وبا کے پھیلنے کا ذکر آتا ہے۔ غرض یہ بیماری بھی اپنی تمام قہر سامانیوں کے ساتھ بعثت مسیح کی شہادت دیگی۔

زمین و آسمان کی شہادت غرض قانون قدرت اسباب طبعیہ اور صحف سماویہ کے مطالعہ سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اس دور میں جو خارق عادت واقعات ظہور میں آئے اور انسان کے ذہن و دماغ نے جو حیرت انگیز نشوونما پائی۔ اس میں خدا کی کوئی مصلحت کار فرما ہے۔ قرآن پاک پر تدبر کرنے سے تو دل میں یہ یقین جڑ پکڑ لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنی آخری کتاب میں بار بار ایک ایسے زمانے کا ذکر کرنا جب انسان علم ہیئت اور علم طبقات الارض میں "ید طولیٰ" حاصل کرے گا۔ ضرور کسی "مقصد عظیم" کی طرف اشارہ ہے

لیکن جب ہم اس "دور قمر یا دور مسیحؑ" کو دیکھتے ہیں۔ جس کے عجائبات نے کم سے کم دنیا کا چھ ہزار سالہ ریکارڈ توڑ دیا ہے تو یہ ظنِ غالب یقین کی صورت میں بدل جاتا ہے۔ کہ در اصل قدرت نے اس طرح زمانہ کو اپنے "ایک ناموس" کے استقبال کا ادب سکھایا تھا۔ ان کے ظہور سے پہلے فرشتوں نے سورہ تکویر وغیرہ کے مطابق محفل عالم آراستہ کی۔ اور جب اس وجود اقدس کا نزول ہوا۔ تو زمین و آسمان نے بڑھ بڑھ کے ان کا استقبال کیا۔ اور ان کی صداقت پر گواہی دی۔

اس بزم عالم کو دیکھکر اس فرستادۂ خدا نے کتنا درست کہا

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمیں
این دو شاہد از پئے من نعرہ زن چون بیقرار

رپورٹ کارگزاری لجنات اماء اللہ بھارت

از اکتوبر ۱۹۵۷ء لغایت ستمبر ۱۹۵۸ء

از محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

اسی وقت بھارت میں ۲۳ جگہ لجنات قائم ہیں۔ اکتوبر ۵۷ء تا ستمبر ۵۸ء تک جن لجنات کی طرف سے رپورٹیں موصول ہوئی ہیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

مختصر رپورٹ اجلاسات لجنات اماء اللہ بھارت

۱- قادیان - لجنہ اماء اللہ قادیان کے کل ۱۲۰ اجلاس ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم پونے تین سیپارے - حدیث چالیس جواہر پارے رسالہ الوصیت۔ خلافت اسلامیہ سوَد حصہ بہنوں کو پڑھ کر سنائی گئی۔ اس کے علاوہ اصلاحی اور تربیتی مضامین اور تقاریر بھی ہوئیں۔ جلسہ یوم خلافت جلسہ مصلح موعود اور جلسہ سالانہ منایا گیا۔ اسی طرح حضرت ام ناصر احمد صاحبہؓ کی وفات حسرت آیات پر تعزیتی جلسہ کیا گیا۔

۲- بنگلور - گیارہ اجلاس ہوئے تربیتی اور اصلاحی مضامین اور تقاریر خود بہنیں تیار کرکے پڑھتی رہیں۔ جلسہ سیرۃ النبی کیا گیا۔ جس میں غیر مسلم خواتین شامل ہوئیں۔

۳- لجنہ سکندرآباد دکن - تعداد ممبرات ۱۹۔ کل گیارہ اجلاس ہوئے تین خصوصی اجلاس ہوئے۔ پہلا حضرت امیر المومنین کے لئے جماعت نے حلف وفاداری اٹھایا۔ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی کی وفات پر اور حضرت سیدہ ام ناصر احمد صاحبہؓ کی وفات پر قرار داد تعزیت پاس ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور حضرت امیر المومنین کی تقریریں مصباح میں سے اخلاقی مضامین پڑھ کر سنائے گئے۔

۴- بھاگلپور - ماہوار اجلاس ہوتا ہے بدر اور مصباح میں سے مضامین پڑھے گئے کشتی نوح اور دعوت الامیر نصف تک سنائی گئی۔ اپنے تیار کئے ہوئے مضامین اور تقاریر بھی کی گئیں۔

۵- حیدرآباد دکن - ماہوار اجلاس ہوتا ہے۔ حضور کی تقریریں پڑھ کر سنائی گئیں خود تیار کرکے مضامین اور تقاریر بھی ہوئیں۔ جلسہ سیرۃ النبی - جلسہ مصلح موعود اور یوم خلافت منایا گیا

۶- یادگیر دکن - ہر ماہ اجلاس ہوتا ہے چہل حدیث کی چند حدیثیں سنائی گئیں مضامین تقاریر اور بدر میں سے تازہ خطبات سنائے گئے۔

۷- بنارس - ہر ماہ اجلاس ہوتا ہے مضامین اور تقاریر کے علاوہ حقیقتی اسلام بدر بھی۔ نیز خطبات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں سے کچھ حصہ سنایا گیا۔ جلسہ سیرۃ النبی کیا گیا۔

۸- سونگھڑہ حلقہ نمبر۱ کل ۲۸ اجلاس ہوئے "ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام" "فقہ احمدیہ" "خطبات جمعہ اور مضامین پڑھے گئے۔ تقریر کی مشق کرائی گئی۔ جلسہ مصلح موعود جلسہ سیرت النبی۔ چندہ مسجد ہالینڈ کے لئے سنگالی جلسہ اور حضرت سیدہ ام ناصر احمد صاحبہؓ کی وفات پر تعزیتی جلسہ کیا گیا۔

۹- سونگھڑہ حلقہ نمبر۲ - ۸۰ اجلاس ہوئے۔ تلاوت، قرآن کریم زبانی یاد کرنے کی جاتی ہے چہل حدیث تازہ خطبات کشتی نوح اور تربیتی اور اصلاحی مضامین ہوئے جلسہ سیرۃ النبی - جلسہ مصلح موعود منایا گیا۔

۱۰- پینگانی (اڑیسہ) - ہفتہ واری اجلاس ہوتا ہے - حدیث شریف، مصباح اور سلسلے کی کتب پڑھ کر سنائی گئیں۔ حلقہ کے مبلغ سید فضل عمر صاحب اور جماعت کے صدر لجنہ کی نگرانی کرتے رہتے ہیں۔ رپورٹ بہت دیر بعد ملتی ہے۔

۱۱- لجنہ کیرنگ (اڑیسہ) صرف ایک ماہ کی رپورٹ ملی۔ تلاوت و نظم کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب پڑھ کر سنائی گئی۔ حضور کی صحت کے لئے دعا کی گئی۔

۱۲- کرڈاپلی (اڑیسہ) کل ۴۰ اجلاس ہوئے۔ تلاوت کے لئے قرآن مجید کی سورۃ اور کلام محمود کی نظمیں زبانی یاد کرائی گئیں۔ مکرم صدر جماعت کرڈاپلی مولوی سید غلام ہادی صاحب معلم اور مولوی محمد صدیق صاحب قائم نے اجلاسوں میں تقریریں کرکے مستورات کو ضروری ہدایات نیز سلسلہ کے متعلق مسائل سمجھائے۔ مولوی فضل عمر صاحب نے بھی دورہ کے وقت لجنہ کے بارے میں مفید مشورے دیئے

۱۳- چک (امرچ کشمیر) کل تین اجلاس ہوئے۔ مولوی عبدالواحد صاحب نے عورتوں کو تربیت اولاد [illegible] کی طرف توجہ دلائی۔

۱۴- مدراس - کل ۹ اجلاس ہوئے تبلیغی وفد کی آمد پر مردوں کے جلسہ کے ساتھ عورتوں کے جلسہ کا بھی انتظام کیا گیا۔ جلسہ سیرۃ النبی - یوم خلافت - یوم مصلح موعود منایا گیا۔ غیر احمدی مستورات کو کثرت سے بلایا گیا۔

۱۵- کوڈالی پہلے لجنہ قائم تھی لیکن بند ہوگئی تھی لیکن اب پھر لجنہ کا قیام کرکے انتخاب ہوا ہے۔

۱۶- شاہجہانپور - ہر ماہ اجلاس ہوتا ہے۔ خلافت حقہ اسلامیہ۔ حقیقی اسلام سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ کشتی نوح۔ رسالہ الوصیت کا کچھ حصہ سنایا گیا۔ تربیتی اور اصلاحی مضامین اور تقریریں ہوئیں۔ جلسہ سیرۃ النبی۔ یوم مصلح موعود اور یوم خلافت منایا گیا۔

۱۷- جمشید پور حلقہ نمبر۱ و نمبر۲ جمشید پور میں دو حلقے بنا کر گذشتہ ماہ لجنہ کا قیام ہوا۔ ماہوار اجلاس ہوتا ہے۔

شعبہ تعلیم و تربیت

شعبہ تعلیم کی رپورٹیں صرف مندرجہ ذیل لجنات سے موصول ہوئیں۔

۱- قادیان - سیکرٹری تعلیم و تربیت ہر اجلاس میں حاصل کرنے کے متعلق تقاریر کرتی ہیں۔ نیز بہنوں کو قرآن کریم باترجمہ۔ نماز جمعہ کے آداب وغیرہ کی طرف توجہ دلائی۔ تین لڑکیوں ایک قرآن کریم [illegible] انتظام کیا گیا۔ دو لڑکیوں نے پہلا سیپارہ باترجمہ ختم کیا۔

۲- بنگلور - ۱۴ بچے اور سات عورتیں قرآن کریم پڑھ رہی ہیں۔ ۲ عورتوں کو اردو پڑھنا لکھنا سکھایا گیا۔ نماز باترجمہ سکھائی گئی۔ بد رسومات سے روکا گیا۔ اولاد کی تربیت اور پردے کے متعلق ہدایتیں کی گئیں۔ نیز عورتوں کو آپس میں لڑنے جھگڑنے سے روکا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا درس دیا جاتا ہے۔

۳- بھاگلپور - دو غیر احمدی عورتوں کو قرآن کریم پڑھایا گیا۔ تبلیغ ہدایت پڑھائی جاتی ہے۔ عورتوں کو فضول گوئی شکوہ شکایات سے بچنے کے لئے روکا گیا۔ اور ذکر الٰہی کی تلقین کی گئی۔

۴- حیدرآباد (دکن) قرآن کریم کے ڈھائی پاروں کا امتحان ہوا۔ ہفتہ واری کلاس میں حکیم محمد دین صاحب قرآن کریم باترجمہ پڑھا رہے ہیں۔ سیکرٹری تربیت و اصلاح نے ہر گھر جاکر قرآن مجید باترجمہ پڑھنے اور چندوں میں بڑھ کر حصہ لینے اور اولاد کی صحیح رنگ میں تربیت کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

۵- یادگیر - محلے کے بچوں کو قاعدہ یسرنا القرآن پڑھایا جاتا ہے۔ نماز کی پابندی سچ بولنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ فجر کی نماز کے بعد قرآن کریم کا درس دیا جاتا ہے۔

۶- بنارس - سورۃ رحمٰن اور سورۃ یٰسین زبانی یاد کرائی گئی۔ سورۃ بقرہ کی کچھ آیتیں باترجمہ یاد کرائی گئیں۔ خلافت حقہ اسلامیہ کا درس دیا جاتا ہے

۷- سونگھڑہ حلقہ نمبر۱ پانچ بچوں کو نماز باترجمہ تین بچوں کو قرآن کریم باترجمہ تین بچوں کو قرآن کریم ناظرہ تین بچوں کو اردو لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا ہے۔ غیر احمدی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے آتے ہیں۔ تمام ممبرات جمعے پڑھتی اور چند ممبرات نماز فجر اور مغرب کی نماز باجماعت میں شرکت کرتی ہیں۔ نیز قرآن کریم و حدیث کا درس بھی سنتی ہیں۔

۸- سونگھڑہ حلقہ نمبر۲ اردو لکھنا پڑھنا سیکھنے کی تاکید کی گئی ۸ بچے یسرنا القرآن اور قرآن کریم پڑھ رہے ہیں تفسیر کا درس

خواتین کا جلسہ سالانہ آیا

از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

خواتین کا جلسہ سالانہ آیا	خداوند عالم نے یہ دن دکھایا
ترا شکر مولیٰ۔ کہ ہم تیرے بندے	کہ جن کو بہت سے ہیں دُنیا کے دھندے
تری پاک بستی میں پھر جمع ہوں گے	لئے ہاتھوں میں نورؐ کی شمع ہوں گے
اندھیرا جہاں سے اُجالا کریں گے	ترے دین کا بول بالا کریں گے
ترا نام پھیلانے کی آرزو ہے	اسی واسطے گردشِ کُو بکُو ہے
پھر اسلام کی شان ہم کو دکھا دے	ہدایت اشاعت کی راہیں بتادے
زمانے میں شورش ہے یہ پامٹا دے	مٹا کر۔ وہی امن و راحت بڑھا دے
ترا ذکر ہو شغل ہر دم ہمارا	کہ تُو نے ہی ہر کام مشکل سنوارا
ترقی ہمیں دین و دُنیا کی دیجو	کسی جا کسی وقت رُسوا نہ کیجو
مسیحِ محمد کے ہیں ہم سلامی	جسے تُو نے دی نعمتِ ہم کلامی
درود و سلام ان پہ نازل دوامی	ہمیں ان کی حاصل ہو سچی غلامی
خلافت رہے آپ کی یونہی قائم	ملے حصۂ برکات کا ہم کو دائم
خلیفہ ہمارے جو فضلِ عمرؓ ہیں	وہ جنت کا بے مثل میٹھا ثمر ہیں

پھلے پھولیں دُنیا و اُخریٰ میں مولیٰ

رہے نام کام ان کا اعلیٰ و اولیٰ

دیا جاتا ہے۔

۹۔ پینگال۔ پیارے رسول کی پیاری باتیں۔ نماز کا ترجمہ اور دینی مسائل سے واقف کرایا گیا۔ سیرت خاتم النبیین پڑھائی جا رہی ہے۔ تہجد با قاعدہ پڑھنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔

۱۰۔ کیرنگ۔ عورتیں اردو سیکھنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ وقت پر نماز پڑھنے اور بچوں کی تربیت کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

۱۱۔ کرڈاپلی۔ درس قرآن کریم دیا جاتا ہے۔ تربیتی جلسہ کیا گیا۔ تہجد کا پابند کیا گیا۔

۱۲۔ مدراس۔ پہلا سیپارہ باترجمہ ثلث تک۔ ۸ حدیثیں باترجمہ کشتی نوح نصف پڑھائی گئیں۔ بچوں کو نماز کا پابند بنانے کے لئے کہا گیا۔

۱۳۔ شاہجہانپور۔ ایک ۵۰ سال کی عمر کی عورت کو قاعدہ یسرنا القرآن ختم کرانے کے بعد قرآن کریم ختم کرایا گیا۔ نماز تفسیر، درود شریف پڑھنے اور چندہ جات کی طرف توجہ دلائی گئی۔

شعبہ خدمت خلق

۱۔ قادیان۔ سیکرٹری خدمت خلق ہر ماہ سب گھروں کا چکر لگا کر حالات معلوم کرتی رہتی ہیں۔ لجنہ مرکزیہ کی طرف سے ۵۰ روپے کے لحاف اور ۵۰ روپے نقد سے امداد کی گئی۔ بیماروں کی بیمار پرسی کی گئی۔ ناخواندہ بہنوں کو خط لکھ کر دیئے گئے۔

۲۔ بنگلور۔ ایک غیر احمدی عورت کی بیمار پرسی کی گئی۔ مفت کپڑے سی کر دیئے۔ ایک بچے کو کتابیں لے کر دیں۔ قرض دیا گیا۔ ایک ضرورت مند کو دو سیر چاول لے کر دیئے گئے۔

۳۔ سکندر آباد۔ ایک بیوہ کے بچے کا وظیفہ لگوایا گیا۔ ایک بڑھیا کے مرنے پر اس کے کفن دفن کا انتظام کیا گیا۔ ایک بیمار کی بیمار پرسی کی گئی۔

۴۔ بھاگلپور۔ ضرورت مندوں کی مناسب مالی مدد کی گئی۔

۵۔ حیدر آباد۔ بیمار اور حاجتمند بہنوں کی امداد کی گئی ہر بہن اپنے اپنے جذبے کے مطابق خدمت خلق میں حصہ لیتی ہے۔

۶۔ یادگیر۔ بیواؤں، یتیموں غریبوں کی امداد پیسے، غلے اور کپڑے سے کی گئی۔

۷۔ بنارس۔ محلے میں انفلوئنزا کے بیمار بچوں کی خبرگیری کی گئی۔

۸۔ سونگھڑہ حلقہ ۱ ناخواندہ کے خطوط لکھ کر بیمار پرسی کر کے حسب ضرورت امداد کی گئی۔ خوشی اور رنج میں شریک ہوتے ہیں۔ غریب بچوں کی تعلیم کا خاص خیال رکھا جاتا۔

۹۔ سونگھڑہ حلقہ ۲ کپڑے سی کر نقدی دے کر کھانا کھلا کر خط لکھ کر مدد کی گئی۔ دوائی لا کر دی گئی۔

۱۰۔ پینگال۔ ضرورت مندوں کی امداد کی گئی۔ بیماروں کی بیمار پرسی کی گئی۔

۱۱۔ کیرنگ۔ ایک بیکس عورت کے مرنے پر اس کے کفن دفن کا انتظام کیا گیا۔

۱۲۔ کرڈاپلی۔ غرباء کو کھانا کھلا کر چاول اور پیسے دے کر مدد کی گئی۔ بیماروں کی بیمار پرسی کی گئی۔

۱۳۔ مدراس۔ اپنے اپنے محلوں میں بہنوں نے کپڑے اور نقدی سے مدد کی گئی۔ بیمار کی بیمار پرسی کی گئی۔ ناخواندہ کو خط لکھ کر دیئے گئے۔

۱۴۔ شاہجہانپور۔ غریبوں اور یتیموں کی امداد غلے اور کپڑے اور کھانا کھلا کر کی گئی۔ بیمار پرسی کی گئی۔ خدا کے فضل سے لجنہ شاہجہانپور خدمت خلق میں بڑھ کر حصہ لے رہی ہیں۔

شعبہ تبلیغ

۱۔ قادیان۔ جلسہ سالانہ اور جلسہ مصلح موعود پر غیر مسلم خواتین کو بلایا گیا۔ جلسے کی وجوہات بتائی گئیں۔ نیز سلسلہ کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

۲۔ بنگلور۔ پورے سال میں ۴۰۰ کے قریب غیر احمدیوں نے اجلاسوں میں شرکت کی۔ سلسلے کے اخبار اور رسالے بہنوں کو پڑھنے کے لئے دیئے گئے۔ ۳۵ غیر احمدی مستورات زیر تبلیغ ہیں۔

۳۔ سکندر آباد۔ دو عورتیں زیر تبلیغ ہیں۔ اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھنے کے لئے دی گئی۔

۴۔ بھاگلپور۔ صرف ایک ہندو بنگالی کو اسلام کی روشنی میں اس کے چھ سوالوں کے جواب دیئے گئے۔

۵۔ حیدر آباد۔ تبلیغی جلسے کئے گئے۔ جس میں غیر احمدی عورتیں شامل ہوئیں۔ یوم تبلیغ کے موقعہ پر لٹریچر شائع کئے گئے۔

۶۔ بنارس۔ شدید مخالفت کے باوجود سلسلے کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

۷۔ سونگھڑہ حلقہ ۱ غیر احمدی اور غیر مسلم عورتوں کو اجلاسوں میں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے اور وقتاً فوقتاً تبلیغ کی جاتی ہے۔

۸۔ سونگھڑہ حلقہ ۲ تبلیغ کی گئی۔ لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

۹۔ پینگال وار لیسہ۔ غیر احمدی مستورات کو وقتاً فوقتاً تبلیغ کی جاتی ہے۔

۱۰۔ کیرنگ۔ ساتھ کے گاؤں میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

۱۱۔ کرڈاپلی۔ ہندو عورتوں کو تبلیغ کی جاتی۔

۱۲۔ مدراس۔ تبلیغی وفد کی آمد پر بہت سی غیر احمدی مستورات کو دعوت دے کر جلسے میں شریک کیا۔ تبلیغ ہدایت، مسیح ہندوستان میں، شہادت القرآن مختلف گھرانوں میں پڑھنے کو دیں۔ ایک بہن نے قادیان سے مدراس تک لٹریچر تقسیم کیا۔

۱۳۔ شاہجہانپور۔ ایک عورت زیر تبلیغ ہے۔

شعبہ ناصرات الاحمدیہ

۱۔ قادیان۔ ہر اتوار کو اجلاس ہوتا ہے مضمون اور تقریر کی پریکٹس کروائی جاتی ہے اسلام کی پہلی کتاب ختم کروائی گئی۔ اور اس کا امتحان لیا گیا۔ اول، دوئم آنے والی بچیوں کو یوم مصلح موعود پر انعام دیا گیا۔ چھبیس حدیثیں چہل حدیث کی باترجمہ یاد کرائی گئیں۔ بچیاں رسالہ تشحیذ الاذہان باقاعدہ پڑھتی ہیں۔ چندہ سالانہ ناصرات الاحمدیہ ۱۴-۶ روپے جمع ہوا۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تقریری مقابلہ ہوا۔ اول دوئم کو انعام دیا گیا

۲۔ بنگلور۔ پارہ عم بچوں کو زبانی یاد کروایا گیا۔ نماز باترجمہ لفظی بچیوں کو آپس میں بحث مباحثہ کرنا اور مضمون پڑھنا سکھایا گیا۔ اسلام کی پہلی کتاب ختم کرائی گئی۔

۳۔ بھاگلپور۔ تعداد ممبرات چھ۔ چھوٹے چھوٹے دینی مسائل یاد کروا دیئے۔ کلمہ یاد کروایا۔

۴۔ حیدر آباد۔ باقاعدہ اجلاس ہوتے ہیں۔ تلاوت و نظم کے بعد حدیثیں سنی جاتی ہیں۔ نماز کا ترجمہ یاد کرایا جا رہا ہے۔ اسلام کی پہلی کتاب پڑھائی جا رہی ہیں۔ مرکز میں امتحان دینے والی بچیوں کے نام بھجوا دیئے گئے۔

۵۔ یادگیر۔ دینی تعلیم دی جا رہی ہے چندہ ناصرات لجنہ کے ساتھ ہی بھجوا دیا جاتا ہے۔

۶۔ بنارس۔ تعداد ممبرات دو۔ اسلام کی پہلی کتاب پڑھائی جا رہی ہے۔

۷۔ سونگھڑہ حلقہ ۱ نماز باترجمہ تلاوت و نظم زبانی۔ چہل حدیث زبانی یاد کرائی جا رہی ہے۔ کشیدہ کاری سکھائی جاتی ہے

۸۔ سونگھڑہ حلقہ ۲ تعداد ممبرات دو۔ اردو لکھنا پڑھنا سکھایا جا رہا ہے۔ چندہ بھی دیتی ہیں۔

۹۔ پینگال۔ ہفتہ واری اجلاس ہوتا ہے۔ نماز کی پابندی کی طرف توجہ اور سورتیں اور نظمیں زبانی یاد کرائی جا رہی ہیں۔

۱۰۔ کیرنگ۔ بچیوں کو قاعدہ یسرنا القرآن اور قرآن مجید پڑھایا جا رہا ہے۔

۱۱۔ کرڈاپلی۔ بچیوں کو دینی تعلیم دی جا رہی ہے۔

۱۲۔ مدراس۔ بڑی لڑکیوں کو آخری پارے کی چھوٹی چھوٹی سورتیں۔ اربعین اطفال میں سے ۲۰ احادیث۔ کھانے کے بعد کی دعا۔ سو کر اٹھنے کی دعا یاد کرائی گئی۔ چھوٹی لڑکیوں کو چھ سورتیں آخری ربع کی یاد کرائیں۔ اسلام کی پہلی کتاب پڑھائی گئی۔ امتحان دینے والیوں کے دس نام مرکز میں بھجوا دیئے گئے۔ رسالہ تشحیذ پڑھایا جاتا ہے

۱۳۔ شاہجہانپور۔ اجلاس باقاعدہ ہوتے ہیں۔ اسلام کی پہلی کتاب پڑھائی گئی چھوٹے چھوٹے مضامین پڑھتی ہیں۔ چندہ بھی دیتی ہیں۔ چندہ ناصرات ۵/- روپے جمع ہوا۔

شعبہ مال

چندہ ممبری وصول شدہ لجنات اماء اللہ بھارت ماہ اکتوبر ۵۷ء تا ماہ ستمبر ۵۸ء بہنوں کی خدمت میں پیش ہے۔

لجنہ اماء اللہ	شاہجہانپور	۲۶-۹۹
"	چارکوٹ	۱۱-۸۷
"	بنارس	۲۳-۹۹
"	حیدر آباد	۳۴-۹۸
"	بھاگلپور	۵-۷۵
"	سونگھڑہ	۱۸-۰۰
"	قادیان	۱۳۶-۹۳
"	سکندر آباد	۸۲-۰۰
"	مدراس	۴۲-۰۰
"	کرڈاپلی	۱۰-۰۰
"	بنگلور	۱۴-۰۰
"	بھرت پور	۰۰-۱۲
"	کیرنگ	۲۴-۰۰
"	پینگال	۳۰-۰۰
"	محمد شید پور	۱۱-۵۰
"	کالیکٹ	۱۰-۰۰
"	بڈھانوں	۲-۰۴
	کل میزان	۲۸۴-۱۹

چندہ مسجد ہالینڈ

چندہ مسجد ہالینڈ بابت یکم اکتوبر ۵۷ء تا ستمبر ۵۸ء بتفصیل ذیل مختلف لجنات کی طرف سے موصول ہوا۔

شاہجہانپور	۱۸۲-۵۰
حیدر آباد	۶۴-۴۷
کنانور	۱-۴۷
سونگھڑہ	۴۱-۶۹
قادیان	۴۲۴-۶۷
بجے پور	۵۱-۰۰
بھاگلپور	۳۷-۹۲
کرڈاپلی	۳۹-۳۷
چک منگلا	۱۰-۰۰
چارکوٹ	۳۲-۵۰
راٹھ	۰۰-۵۰
مظفر پور بہار	۱۵-۰۰
یادگیر دکن	۱۳۴-۲۵
کشن گڑھ	۲-۰۰
رائے پور لبنہ	۲۰-۰۰
سنوہ بہاری	۴۰-۰۰
پینکاڈی	۸-۰۰
چک ایریچ	۲۶-۶۲
موگرال	۱۵۰-۰۰
چینتہ کنٹہ	۲۷۴-۵۰
جموں	۵-۵۰
یاڑی پورہ	۷-۰۰
مانڈوجین	۳-۰۰
ننوزت	۱۰-۰۰
کوڈالی	۱۰-۰۰
بجھپورہ	۵-۰۰

(باقی صفحہ ۲۵ پر)

جماعت احمدیہ کے ذریعہ قرآن شریف کی وسیع اشاعت

از مکرم مولوی محمد شریف صاحب فاضل سابق مبلغ بلاد عربیہ

جماعت احمدیہ کی بنیاد خدا تعالیٰ کے حکم سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے ذریعہ اس (چودہویں) صدی کے سر پر رکھی گئی۔ اور اس کا مقصد یہ قرار دیا گیا۔ کہ دین اسلام کو زندہ کیا جائے۔ اور شریعت محمدیہ کو از سر نو دنیا میں قائم کیا جائے۔ اور خدا تعالیٰ کی وہ پیشگوئی جو قرآن شریف کی سورۃ صف میں (ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ) کے الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ یعنی قرآن شریف کو تمام ادیان کے مقابلہ میں بزرگ و برتر کر کے دکھلایا جائے۔ اس کے ذریعہ پوری کی جائے۔

میرے خیال میں اسباب کے ذکر کرنے کی شاید بہت کم ضرورت ہو۔ کہ جب ہم اسلام کا لفظ بولتے ہیں۔ تو اس کا صحیح اطلاق قرآن شریف پر ہوتا ہے۔ کیونکہ حقیقی اسلام وہی ہے۔ جو قرآن شریف کے اندر بیان ہوا ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے۔ خواہ وہ احادیث ہوں۔ یا فقہ یا تصوف یا کوئی اور علم و معرفت وہ سب قرآن شریف کے مؤید و خادم ہوں گے ان کی مستقل حیثیت قرآن شریف کے بغیر کچھ بھی نہیں۔ اور اگر خدا تعالیٰ کی کتاب قرآن کے مخالف یا مقابلہ میں کوئی کتاب اس کی نظیر اور شریک کے طور پر خیال کی جائے۔ تو وہ سراسر باطل ہوگا۔

اسلامی تاریخ اسبات کی گواہی دے سکتی ہے کہ گیارھویں صدی ہجری سے تیرھویں صدی کے آخر تک گو تصوف و حدیث و فقہ و منطق و فلسفہ و طب اور علوم عربی زبان (صرف و نحو و لغات) خاص طور پر تمام اسلامی ممالک میں بڑے زور و شور سے پڑھے اور پڑھائے گئے اور ان پر بہت سی کتابیں لکھی جاتی رہی ہیں۔ اور حلقہ ہائے درس گرم ہوتے رہے ہیں۔ مگر ان کے مقابل پر قرآن شریف کی غیر مسلموں میں اشاعت اور اس کے آیات بینات کا غیر قوموں پر اظہار یا بالفاظ دیگر غیر قوموں کو قرآن مجید کے ذریعہ اسلام کی طرف دعوت بالکل مفقود تھی

"بیتم کہ ہر یکے بہ غم نفس مبتلا است
کس را غمے اشاعت فرقاں نماند"

اور ہم یہ بات بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں۔ کہ گذشتہ تین سو سالہ بلکہ گذشتہ ایک ہزار سال کے مسلمان اور موجودہ زمانہ کے غیر احمدی مسلمان بھی قرآن شریف کے ذریعہ اشاعت اسلام کر بھی نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ ان میں بعض ایسے اعتقادات راسخ ہو چکے تھے۔ کہ وہ ان عقائد پر ثابت رہتے ہوئے قرآن شریف کو غیر مسلم اقوام کے سامنے پیش نہیں کر سکتے تھے مثلاً جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے۔ کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے۔ اور قرآن شریف اپنی حقیقت و صداقت خود اپنے دلائل سے منوا نہیں سکتا۔ بلکہ مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر شخص کو جو مسلمان نہیں یہ کہیں۔ کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ اور اگر وہ مسلمان نہ ہو۔ تو اس کی گردن تلوار سے اڑا دیں۔ یا یہ عقیدہ رکھتا ہے۔ کہ قرآن مجید خدا تعالیٰ کی کتاب تو بیشک ہے۔ مگر وہ اپنا مفہوم اور مدعا خود بیان نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ احادیث کی کتب کا محتاج ہو۔ یا یہ عقیدہ رکھتا ہے۔ کہ قرآن شریف میں پانچ سو یا ڈیڑھ سو یا بیس یا پانچ آیات منسوخ ہیں۔ جن پر عمل واجب نہیں۔ یا یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ قرآن مجید کا عربی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرنا منع ہے۔ یا قرآن مجید کا ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یا خود قرآن شریف کے ماننے والا اپنی زندگی ایسی پاک و صاف و مطہر نہ رکھتا ہو جسے بطور قرآن شریف کے اعجاز اور تزکیہ نفس کے ایک نمونہ کے مخالفوں کے سامنے پیش کر سکتا ہو۔ وہ ہرگز ہرگز قرآن شریف کی اشاعت غیر مسلم اقوام میں کر نہیں سکتا۔

لیکن جب خدا تعالیٰ کی یہ مشیت ہوئی کہ وہ اپنی پاک کتاب قرآن شریف کا مرتبہ دنیا میں ظاہر کرے۔ اور تمام وہ عقائد فاسدہ اور اوہام باطلہ جو اکاس بیل کی طرح قرآن شریف پر چڑھا دیئے گئے تھے اور اس کی طرف منسوب کر دیئے گئے تھے ان کو دور کر دے تو اس نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا اور آپ کو خود قرآن شریف سکھلایا۔ اور آپ کو کہا:۔

اَلرَّحْمٰنُ۔ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ
لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ
اٰبَآؤُھُمْ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ
الْمُجْرِمِیْنَ۔

یعنی رحمٰن خدا نے تجھے قرآن سکھلایا ہے۔ تا تو اس قوم کو جس کے باپ دادوں میں خدا کا کوئی نذیر نہیں آیا۔ خدا کے عذاب سے ڈرائے اور تا تیرے ذریعہ مجرموں کو معلوم ہو جائے۔ کہ وہ غلط راستہ پر چل رہے ہیں! لہٰذا آپ نے سب سے پہلے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں قرآن شریف کی حقیقت اور سچائی اور اس کا اعلیٰ و افضل و اکمل ہونا اور اس کی شان کا تمام کتب سماویہ سابقہ سے بزرگ و برتر ہونا نظم و نثر اردو اور فارسی میں بیان فرمایا۔ جس کا ایک نمونہ یہ ہے:۔

از نور پاک قرآں صبح صفا دمیدہ
بر غنچہ ہائے دلہا باد صبا وزیدہ
ایں روشنی و لمعاں شمس الضحیٰ ندارد
ویں دلبری و خوبی کس در قمر ندیدہ
یوسف بقعر چاہے محبوس ماند تنہا
ویں یوسفے کہ تنہا از چاہ بر کشیدہ
از مشرق معانی صدہا دقائق آورد
قد ہلال نازک زاں ناز کی خمیدہ
کیفیت علومش دانی چہ شان دارد
شہدیست آسمانی از وحی حق چکیدہ
آں نیر صداقت چوں رو بعالم آورد
ہر بوم شب پرستی در کنج خود خزیدہ
روئے یقیں نہ بیند ہرگز کسے بدنیا
الا کسے کہ باشد بار و یش آرمیدہ
آنکس کہ عالمش شد شد مخزن معارف
واں بے خبر ز عالم کیں عالمے ندیدہ
باران فضل رحماں آمد بمقدم او
بدقسمت آنکہ از وے سوئے دگر دویدہ
میل بدی نباشد الا رگے ز شیطاں
آں را بشر بدانم کز ہر شرے رمیدہ
اے کان دلربائی دانم کہ از کجائی
تو نور آں خدائی کیں خلق آفریدہ
میلم نماند باکس محبوب من توئی بس
زیرا کہ زاں فغاں رس نورت بما رسیدہ"

اور قرآن پاک کی محبت دلوں میں ڈالدی اور اس کے حسن کا جلوہ ایسے طور پر لوگوں کو دکھلایا کہ ہر صادق الایمان آپ کی اقتدار میں یہ کہنے پر مجبور ہوا اس جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

براہین احمدیہ کے عالم وجود میں آنے پر لوگوں کو علم ہوا۔ کہ قرآن شریف ایسی اعلیٰ اور بے نظیر کتاب وبے مثل کتاب ہے۔ کہ اس کی موجودگی میں ہم کسی دوسری کتاب کے محتاج نہیں۔ اور "حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ" ہمارے لئے خدا کی کتاب ہی بس ہے۔ سو فیصدی صحیح عقیدہ ہے اور ہم لوگوں کو اسلام میں اس کے ذریعہ داخل کر سکتے ہیں۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی تلوار و بندوق یا کسی جنگ و جہاد ولڑائی کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ اور یہی وہ حقیقت بارہ از سر بستہ تھا۔ جو جماعت احمدیہ کے ہر فرد کے دل میں منقوش ہو گیا۔

لہٰذا جماعت احمدیہ نے اپنی تمام تر توجہ قرآن شریف کی طرف مبذول کی۔ اور اس کے جیزوں سے اپنا دل چھڑا لیا۔ اور سیف و سنان کا انتظار یا ان کو استعمال کرنے کی بجائے

جَاھِدْھُمْ بِہٖ جِھَادًا کَبِیْرًا

قرآن شریف کے ذریعہ جہاد کبیر شروع کیا۔

جماعت احمدیہ کی بنیاد خدا تعالیٰ کے حکم سے قادیان میں رکھی گئی۔ جو ہندوستان میں واقع ہے۔ ہندوستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترکہ زبان اردو تھی۔ اسلئے سب سے پہلے قرآن شریف کی اشاعت اردو زبان میں شروع ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور آپ کے ملفوظات جو قرآن شریف کے علوم کے خزائن ہیں ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں شائع ہوئے۔ اور مسلمانوں، ہندوؤں، عیسائیوں، یہودیوں اور دہریوں پر قرآن شریف کی شان کو ظاہر کیا گیا۔

پھر حضرت مولانا شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی مرتبہ تفسیر اور اردو ترجمۃ القرآن شائع ہوئے۔

رسالہ تفسیر القرآن کا اجراء ہوا۔ جو حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب تحریر فرماتے تھے۔ اور ایک سال تک یہ تفسیر شائع ہوتی رہی۔

شیخ محمد یوسف صاحب، ایڈیٹر نور نے قرآن مجید کا گورمکھی اور ہندی میں ترجمہ کر کے شائع کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تفسیر کبیر ۱۹۳۹ء سے ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر ہندوستان و پاکستان کے گوشہ گوشہ میں پھیل رہی ہے اور ایک عالم کو قرآن شریف کا عاشق بنا رہی ہے گذشتہ سال آپ کی تفسیر صغیر بھی اردو دانوں کے لئے بطور نعمت غیر مترقبہ منصۂ شہود پر آگئی ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

گو عالم صغیر ہندوستان و پاکستان میں قرآن شریف کی اشاعت ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اور چالیس کروڑ بندگان خدا کو خدا تعالیٰ کی کتاب کے حسن و احسان اور جمال و کمال سے روشناس کرانا خاص مردان خدا کا ہی کام ہے۔ مگر بندگان خدا صرف آریہ ورت میں ہی محدود نہیں بلکہ اس کے مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں بھی کروڑوں کروڑ موجود ہیں۔ اور ان کی زبانیں بہ مصلحت الٰہی مختلف ہیں۔ اور وہ عربی زبان سے زیجنہ اہل ملکہ عربیہ آشنا نہیں۔ اور وہ بھی خدا تعالیٰ کی رحمت کے اسی طرح محتاج ہیں۔ جیسے اہل ہند اسلئے ضروری تھا۔ کہ سب سے پہلے ان میں یہ نعمت پھیل جاتی۔ اور ان کی زبانوں میں ان کو قرآن شریف کے مطالب سے

بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

از مکرم کریم الدین صاحب حیدرآبادی متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

آج سے قریباً پونے چودہ سو سال قبل روحانیت کا ایک عظیم الشان آفتاب اپنی طلائی کرنوں کے ساتھ اُفق عرب پر نمودار ہوا تھا۔ جس نے اپنی تابناک شعاعوں سے سرزمین عرب کو منور کیا تھا۔ جس کے داہنے ہاتھ میں آتشیں شریعت اس کی شان کو دوبالا کر رہی تھی۔ جس نے ایک مردہ، وحشی اور خونخوار قوم کو قعرِ مذلت سے نکال کر بام عروج تک پہنچایا۔ اور جس کی عالمگیر روشنی نے ایک دُنیا کو منور کیا۔ اور وہ ہیں بانی اسلام سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے اسلام جیسا بیش بہا جوہر اہلِ عالم کی نذر کیا۔ جو اپنی مثال آپ ہے۔ باوجود دُنیا کی سخت مخالفت اور رکاوٹوں کے اس کو فروغ حاصل ہوا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے دُنیا کی چاروں سمتوں میں پھیل گیا۔ لیکن آپؐ کی وفات کے تین سو سال بعد شمسِ اسلام کو تنزل و انحطاط کا گہن لگنا شروع ہوا۔ در حقیقت یہ بھی بانیٔ اسلام کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں واضح رنگ میں پیشگوئیاں فرمائی ہیں۔ کہ اسلام پر ایک شدید دور مصائب آئے گا۔ اور اہل اسلام روحانیت سے بُعد اختیار کر کے دنیا کو دین پر مقدم کریں گے۔ اسی طرح عیسائیت کے غلبہ کا بیان کرتے ہوئے آپؐ نے فتنہ دجال سے بھی ڈرایا۔ لیکن ان انذاری پہلوؤں کے ساتھ ساتھ آپؐ نے تبشیری پہلوؤں کو نظر انداز نہیں فرمایا۔ بلکہ ہر صدی کے سر پر مجددین کی بعثت کا مژدہ سنایا۔

چنانچہ چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں اس زمانہ کا مجدد و مسیح موعود اور مہدی معہود الٰہی خلعتوں سے سرفراز ہو کر اور دلائل و براہین اور نشانات کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر ہند کی سرزمین میں جلوہ فگن ہوا۔ یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام۔ آپ نے جب یہ دعویٰ فرمایا کہ میں وہی مسیح اور مہدی ہوں جس کی آمد کا انتظار دنیا کی تمام اقوام کو تھا۔ تو دنیا میں ایک شور برپا ہوا۔ مخالفت کا وہ سیل عظیم اُٹھا کہ الامان و الحفیظ۔ آپ کو اور آپ کی مختصر سی جماعت کو مٹا دینے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن سنت قدیمہ کے مطابق آپ کے مقابل صف آرا ہونے والے ذلیل اور ناکام رہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے قدیم وعدہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ کے مطابق اس جماعت کو گوشۂ گمنامی سے نکال کر منظرِ عام پر لے آیا۔ اور رفتہ رفتہ اس جماعت نے ہندوستان میں اپنا تبلیغی جال پھیلا دیا۔ لیکن چونکہ آنحضرت صلعم تمام ملکوں اور قوموں کے لئے مبعوث کئے گئے تھے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کا کام بھی عالمگیر تھا۔ چنانچہ اس جماعت نے غیر ممالک میں بھی تبلیغی مشن قائم کر دیئے۔ اور آج روئے زمین پر تبلیغ اور اشاعتِ اسلام کا کام کرنے والی اگر کوئی جماعت ہے تو وہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی ہے۔

آگاہ کیا جاتا۔ لہٰذا جماعت احمدیہ کے موجودہ امام "حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب" خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس طرف بھی توجہ فرمائی۔ اور ۱۹۴۵ء میں یہ تحریک فرمائی کہ دنیا کی آٹھ بڑی بڑی زبانوں جو اس وقت دنیا کے معتدبہ حصوں میں رائج ہیں۔ یعنی انگریزی، ڈچ، فرنچ، پرتگیزی، سپینش، اٹالین، جرمن، روسی میں قرآن مجید کے تراجم شائع کئے جائیں۔ اور ان کی دنیا میں کثرت سے اشاعت کی جائے۔ تا دنیا کا بیشتر حصہ قرآن مجید کے مضامین پر اطلاع پا سکے۔ اور وہی قرآن جس نے گذشتہ تیرہ صدیوں میں شرق اوسط، شرق اُدنیٰ اور مشرق اقصیٰ کے لوگوں کو اپنی برکات سے مالامال کیا۔ اور ان کے دلوں کو اپنا گرویدہ بنا رکھا اب اہل یورپ اور ان کی مفتوح و مغلوم قوموں کے دلوں کو بھی مسخر کرے اور ان کی تمام مخلوقیتوں کو ان سے دور کرے اور شرک جلی و خفی کا دنیا سے قلع قمع کر دے۔

اس عظیم الشان تحریک پر جو خدا کے اولوالعزم خلیفہ نے کی تھی۔ کے دنیا میں آنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ قرآن شریف کی عظمت لوگوں پر ظاہر کرے"۔ جماعت احمدیہ نے ہزار ہا روپیہ آپ کی خدمت میں اس غرض کے لئے پیش کیا۔ اور اس کے بعض شاندار نتائج آج ہمارے سامنے ہیں۔

قرآن شریف کا مکمل انگریزی ترجمہ مع پہلے پندرہ پاروں کی تفسیر شائع ہوئی۔ اور بذریعہ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب پریذیڈنٹ یونائیٹڈ اسٹیٹس امریکہ (ٹرومین) تک کو پیش کئے گئے۔

جرمن ترجمہ قرآن شریف ۱۹۵۴ء میں شائع ہوا۔ اور جرمنی اور اس کے ملحقہ ممالک میں کثرت سے شائع کیا گیا۔ اور خاکسار نے اس کا ایک نسخہ پریذیڈنٹ اسٹیٹس آف اسرائیل کو بھی پیش کیا۔

ڈچ ترجمہ قرآن مجید ۱۹۵۳ء میں شائع ہوا اور ہالینڈ اور ایسٹ انڈیز میں کثرت سے شائع کیا گیا۔ مشرقی افریقہ کے ساحلی علاقوں کے لئے قرآن شریف کا سواحیلی ترجمہ ۱۹۵۳ء میں شائع کیا گیا۔ اور مشرقی افریقہ میں کثرت سے اس کی اشاعت کی گئی۔

الغرض ہم بلاخوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ اور بطور تحدیث نعمت کہتے ہیں۔ ولا فخر۔ کہ جماعت احمدیہ نے نہ صرف قرآن شریف کی اصولی تعلیمیں یا جامع اور مختصر تفسیریں (اسلامی اصول کی فلاسفی اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام) ہی ساری دنیا میں کثرت سے شائع کی ہیں۔ بلکہ خود قرآن شریف کی بھی اس قدر وسیع اشاعت کی ہے۔ کہ یورپ و امریکہ، افریقہ و آسٹریلیا اور ہندوستان کے اہل علم بھی اس بات پر "زندہ گواہ ہیں۔ کہ قرآن شریف کی جس قدر وسیع اشاعت جماعت احمدیہ نے دنیا میں کی ہے گذشتہ تیرہ صدیوں میں اس قدر اشاعت کسی بھی اسلامی یا غیر اسلامی جماعت نے دنیا میں نہیں کی۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

اور ان تراجم اور تفسیروں کے تازہ بتازہ ثمرات بھی جماعت احمدیہ نے ہی حاصل کئے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے اس کام کو اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ اور بہت سی سعید روحیں امریکنوں، افریقنوں اور یورپین قوموں سے نعمت اسلام سے مشرف ہوئیں۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

ممکن ہے کوئی صاحب کہہ دیں کہ قرآن شریف کے ان تراجم کی اشاعت سے جماعت احمدیہ کو کیا فضیلت حاصل ہوئی؟ یورپ کے بعض پادریوں نے بھی تو قرآن شریف اور یہودیوں کے بھی انگریزی اور جرمن تراجم گذشتہ صدی میں ہی شائع کر دیئے تھے۔

ایسے صاحبوں کے لئے ہمارا یہ جواب ہے کہ ان لوگوں نے قرآن شریف کے تراجم اس کی خوبیوں کو چھپانے اور اس پر ناجائز اعتراضات کرنے کے لئے کئے تھے۔ مگر جماعت احمدیہ نے قرآن شریف کے حسن و خوبیوں اور کمالات کو ظاہر کرنیکے لئے یہ تراجم کر کے دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں۔ پس یہ ممکن ہی نہیں کہ ان کے تراجم اور تفسیریں ہمارے تراجم اور تفسیروں کا کسی رنگ میں بھی مقابلہ کر سکیں۔

گرنہ بوشد در مقابل روئے مکروہ و سیاہ
کس چہ دانستے جمالِ شاہدِ گلفام را

اور یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے جس کا غیروں کو بھی اعتراف ہے۔ چنانچہ مصر کا مشہور اخبار "الفتح" قاہرہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۵۱ھ کی اشاعت میں لکھتا ہے:۔

"جو شخص بھی ان لوگوں (جماعت احمدیہ) کے حیرت انگیز کاموں کو دیکھے گا حیران و ششدر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ کس طرح اس چھوٹی سی جماعت نے اتنا بڑا جہاد کیا ہے۔ جسے کروڑہا مسلمان نہیں کر سکے۔ صرف وہی ہیں جو اس راہ میں اپنی جانیں اور اموال خرچ کر رہے ہیں"۔ (ترجمہ از عربی)

مشہور رسالہ "صوفی" ماہ اکتوبر ۱۹۱۳ء لکھتا ہے۔

"اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ احمدی جماعت نے ہندوستان سے باہر وہ کام کر کے دکھلایا ہے جو کسی ملک کے مسلمانوں نے اس وقت تک نہیں کیا تھا"۔

مشہور اخبار "صدق جدید" لکھنؤ میں مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی جماعت کی طرف سے شائع شدہ کتابچہ "تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک" پر ریویو کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

"احمدیہ جماعت قادیان اپنے رنگ میں جو خدمت تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں کر رہی ہے یہ رسالہ اس کا پورا مرقع ہے۔ جماعت کے مشن یورپ، امریکہ، مغربی افریقہ، ماریشس، انڈونیشیا، نائیجیریا اور ہندوستان و پاکستان کے خدا معلوم کتنے مختلف مقامات میں قائم ہیں۔ ان سب کی فہرست اور ان کی کارگذاریاں ان سے تبلیغی لٹریچر کی اشاعت انگریزی، فرنچ، جرمن، ڈچ، اسپینش، فیری، برمی، ملایا، تامل، ملیالم، مرہٹی، گجراتی، سندھی اور اردو زبان میں، ان کی مسجدوں اور اخبارات و رسائل کی فہرست اور اسی قسم کی دوسری سرگرمیوں کا ذکر ان صفحات میں نظر آ جائے گا۔ اور ہم لوگوں کے لئے جو اپنی کثرت تعداد پر نازاں ہیں ایک تازیانہ عبرت کا کام دے گا"۔ (۷ جون ۱۹۵۱ء)

نیز صدق جدید کی ایک تازہ اشاعت میں افریقہ سے شائع ہونے والے جماعت احمدیہ کے ایک انگریزی اخبار پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"پچھلے ہفتہ ڈاک سے ایک پیکٹ موصول ہوا جس کے اندر سے چھ پرچے ایک انگریزی ہفتہ وار

"دی ٹرتھ (Truth)" کے پڑھنے سے پہلے ہی جھلک کچھ اسلامی رنگ کی نظر آئی۔ حیرت ہوئی کہ یہ انگریزی پرچہ مسلمانوں میں نکالنے والا کون ہے اور کہاں کا ہے اور دوسرے ہی لمحے معلوم ہو گیا کہ یہ پرچہ احمدیوں (قادیانیوں) کا ہے۔ اور مقام لاگوس سے ہفت روزہ شائع ہوتا ہے۔ خود لاگوس ہے کہاں؟ کس ملک میں بلکہ کس براعظم میں؟ اپنی جغرافیہ دانی جواب دیتی معلوم ہوئی۔ خاصے غور اور تامل کے بعد خیال آیا کہ یہ تو کہیں مغربی افریقہ کے کسی برطانوی علاقے میں واقع ہے۔ دنیا کے ایک دور افتادہ گوشے میں ہندوستان اور پاکستان سے ڈیڑھ دو ہزار میل کے فاصلے پر جہاں تک رسائی بھی آسان نہیں۔ پھر ایک انسائیکلو پیڈیا کھول کر دیکھا۔ تو اس میں یہ ملا کہ لاگوس کی آب و ہوا بھی بہت خراب ہے۔ اور یہاں شہری تمدن کے ذرائع رسل و رسائل بھی دشوار ہیں۔
"قادیانیوں کے عقائد کو چھوڑیئے ان کی یہ ہمت، تنظیم، سرگرمی، انہماک تبلیغ بھی ہمارے لئے سبق آموز اور رشک انگیز نہیں؟"

مختصر یہ کہ جماعت احمدیہ ہندوستان و پاکستان کے علاوہ بیرونی ممالک میں بھی اپنی تمام ممکن کوششوں کے ساتھ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کوشاں ہے۔ اور اسی کی جد و جہد کے نتیجے میں آج غیر ممالک میں شمع اسلام کے پروانے پیدا ہوتے جا رہے ہیں۔ آئیے اس جماعت کی تبلیغی مساعی پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالیں جس کا پودا مسیح زمان نے لگایا تھا۔ اور دیکھیں کہ اس کے ذریعہ کیا کچھ انقلاب برپا ہوا۔ اور کس طرح باشندگان غیر ممالک جوق در جوق اسلام میں آ رہے ہیں۔ چنانچہ اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے ذیل میں جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں کا مختصر سا ڈھانچہ پیش کیا جاتا ہے۔

انگلستان

خدا تعالیٰ نے دنیا کے ہر ایک کام کے تکمیل پذیر ہونے کے لئے ایک مقررہ وقت اور اندازہ قائم کیا ہے۔ چنانچہ اس قانون کے مطابق ۱۹۱۲ء میں حضرت احدیت نے چاہا کہ اب یہ سلسلہ بیرون ہند میں بھی قائم ہو۔ چنانچہ لندن جو تثلیث پرستی کا مرکز ہے۔ جہاں اسلام کے نام سے لوگ ڈرتے تھے۔ آج وہاں ببانگ دہل اسلام کی تبلیغ کی جا رہی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے وہاں دو دفعہ تشریف لے گئے اور مسجد فضل کی بنیاد آپ نے اپنے دست مبارک سے رکھی۔ ویمبلے کی مشہور مذہبی کانفرنس منعقدہ ۱۹۲۴ء میں آپ نے اسلام کی تائید میں ایک عظیم الشان لیکچر دیا۔ مختلف مواقع پر یہاں جلسے بھی منائے جاتے ہیں اور خصوصاً عیدین کے موقعہ پر مختلف سوسائٹیز اور کلبوں کو مدعو کر کے انہیں تبلیغ کی جاتی ہے۔ ان کارروائیوں کی بنا پر امام مسجد لنڈن کو ایک خاص اور اہم پوزیشن حاصل ہو چکی ہے۔ جماعت کے دو رسالے "تحریک جدید" لنڈن سے اور "مسلم ہیرلڈ" گلاسگو سے شائع ہوتے رہے ہیں۔ اور اس مشن کے ذریعہ ہر اقسام کا مذہبی لٹریچر بھی شائع کیا گیا ہے۔ اور کیا جا رہا ہے۔ اور انگریزی میں قرآن مجید کا ترجمہ بھی شائع کیا گیا ہے اور متعدد انگریز احمدیت قبول کر چکے ہیں۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ ذیل رؤیا پورا ہوا:

"اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے کہ مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنے رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے۔ اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔ اور میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں نہایت ہی مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے تھے۔ اور ان کے رنگ سفید تھے۔" (ازالہ اوہام)

جزیرہ ماریشس

یہاں خدا تعالیٰ نے خود لوگوں کے دلوں میں تحریک پیدا کی۔ کہ وہ احمدی مشنری کو بلائیں۔ اس جزیرے کی آبادی کا بیشتر حصہ ایسا تھا جو کسی زمانہ میں ہندوستان سے جا کر وہاں آباد ہوا تھا۔ اور کثرت ہندوؤں کی تھی۔ جب ان لوگوں نے احمدیت کا نام سنا تو انہوں نے اس بات کی خواہش کی کہ ان کے پاس کوئی مبلغ بھجوایا جائے۔ چنانچہ ۱۹۱۵ء میں حضرت صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے کو اس جزیرہ میں روانہ کیا گیا۔ اس مبلغ احمدیت کے جانے سے خدا تعالیٰ نے جماعت کو نمایاں کامیابی عطا فرمائی۔ اور بہت سے افراد حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ یہ مشن اب تک باقاعدہ طور پر قائم ہے اور بہترین رنگ میں خدمت اسلام انجام دے رہا ہے۔ یہاں پر ایک مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے اور ہمارا ایک اخبار "لے پروگریس اسلامک" فرنچ زبان میں شائع ہوتا ہے۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کئی کتب کے تراجم فرانسیسی زبان میں شائع ہو چکے ہیں۔

امریکہ

۱۹۱۹ء میں احمدیت نے اپنا قدم اور آگے بڑھایا اور اس سلسلہ کی تبلیغی مہم پرانی دنیا کی حدود سے باہر نکل کر نئی دنیا میں جا پہنچی۔ یہاں حضرت مفتی محمد صادق صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا۔ آپ نے ۱۹۲۳ء تک احسن رنگ میں اپنا فرض ادا کیا۔

امریکہ مشن کا مرکز پہلے شکاگو میں قائم تھا۔ لیکن بعد میں اس کا صدر مقام واشنگٹن بنا دیا گیا۔ جہاں مشن ہاؤس کیلئے ایک نہایت موزوں بلڈنگ خریدی گئی ہے۔ اس کے علاوہ شکاگو، پٹس برگ وغیرہ میں بھی مکانات خرید لئے گئے ہیں۔ جماعت احمدیہ نے امریکہ میں تین مساجد تعمیر کروائی ہیں۔ سینٹ لوئیس، کلیولینڈ اور واشنگٹن میں مساجد تعمیر کرانے کے انتظامات ہو رہے ہیں۔ مرکزی طور پر یہاں پانچ مبلغ تبلیغی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اور واشنگٹن سے رسالہ "مسلم سن رائز" Muslim Sunrise باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ رسالہ "احمدیہ گزٹ" کا بھی اجراء کیا گیا ہے۔ سلسلہ کے مبلغین کو مختلف سوسائٹیوں، کلبوں اور چرچوں وغیرہ میں مدعو کیا جاتا ہے۔ اور اسلام کا جو غلط مفہوم لیا جاتا تھا اس کا ازالہ کیا جاتا ہے۔ اس مشن کے ذریعہ اسلامی لٹریچر پر چالیس کے قریب کتب شائع کی گئی ہیں۔ اور یہ کتابیں کئی ایک امریکی لائبریریوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ گذشتہ سال مشہور با تصویر رسالہ "لائف" نے احمدی مبلغین کی تبلیغی مساعی پر ایک مبسوط نوٹ لکھتے ہوئے مبلغین اور احمدیہ مدارس کی تصویریں بھی شائع کی تھیں۔ امریکہ کے مشہور رسالے "Reader's Digest" اور عربی جریدہ "مسلم ورلڈ" میں احمدیت کے متعلق تبلیغی مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں وہاں سے نومسلم نوجوان تعلیم حاصل کرنے کے لئے ربوہ بھی تشریف لا رہے تھے۔ جن کو فراغت تعلیم کے بعد مقامی مبلغ کی حیثیت سے روانہ کر دیا گیا۔

مغربی افریقہ

نئی دنیا میں قدم جمانے کے بعد ۱۹۲۱ء میں جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیر بطور مبلغ مغربی افریقہ بھجوائے گئے۔ یہ وسیع علاقہ نائیجیریا، گولڈ کوسٹ اور سیرالیون وغیرہ کئی ممالک پر مشتمل ہے۔ چنانچہ نیر صاحب سیرالیون اور گولڈ کوسٹ ہوتے ہوئے نائیجیریا پہنچے اور لیگوس کو جو اس ملک کا دارالسلطنت ہے اپنا مرکز بنایا۔ آپ کے تبلیغی لیکچروں، دوروں اور جلسوں وغیرہ کی وجہ سے ایک قلیل عرصہ میں ہی نائیجیریا اور گولڈ کوسٹ کے ہزار ہا لوگوں نے صداقت احمدیت کو قبول کر لیا۔ اور کئی مساجد بھی یہاں تعمیر کی جا چکی ہیں۔ چنانچہ تینوں ملکوں کا کام درج ذیل کیا جاتا ہے۔

(۱) گولڈ کوسٹ۔ اس ملک کے مرکز سالٹ پانڈ میں جماعت کی طرف سے ایک خوبصورت مسجد تیار کی گئی ہے۔ اور ایک درجن کے قریب سکول ہیں۔ نیز ایک سکنڈری سکول قائم ہے جس میں سرکاری نصاب کے ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ اور اس طرح سکول سے فارغ ہوتے ہی طلباء یہاں اپنے ذاتی کاروبار میں یا سرکاری پوسٹ پر متعین ہوتے ہیں۔ وہاں آنریری مبلغ کا کام بھی دیتے ہیں۔ شہروں کے علاوہ ۳۰۰ دیہات میں بھی تبلیغی مہم سرگرم عمل ہے۔ گولڈ کوسٹ مشن سے ماہوار تبلیغی رسالہ "The Sunrise" صداقت و تائید اسلام اور رد عیسائیت پر مشتمل باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔ اس ملک کے مشرقی علاقہ میں بلوچ ہزار روپے کی لاگت سے ایک عظیم الشان مسجد تیار ہو رہی ہے۔ قرآن کریم اور نماز مترجم کا ترجمہ وہاں کی علاقائی زبان فینٹی Fanti میں ہو چکا ہے۔ نیز یہاں کی جماعتیں باقاعدہ سالانہ جلسہ کر کے نہ صرف اپنے ایمانوں کو تازہ کرتی ہیں بلکہ دوسروں کے لئے بھی مشعل راہ ثابت ہوتی ہیں۔

(۲) سیرالیون۔ اس مشن کے مبلغین لٹریچر، جلسوں، لیکچروں اور دوروں کے ذریعہ فریضہ تبلیغ ادا کر رہے ہیں۔ ریڈیو کے ذریعہ بھی صدائے حق و توحید بلند کی جاتی ہے۔ یہاں ہمارے دو مشہور تبلیغی رسالے "البشریٰ" اور "The African Crescent" ہیں۔ جن کا اثر ملک کے معزز طبقہ پر ہے۔ ایک بہت بڑے شہر "بو (B.O)" میں ایک اسلامی لائبریری بھی قائم کی گئی ہے۔ اس مشن کے ماتحت دو درجن سکول اور کئی عربی مدارس قائم ہیں۔ "روکوپر" میں ایک عظیم الشان مسجد تیار ہو رہی ہے۔

(۳) نائیجیریا۔ چھ مبلغ اس مشن کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔ لیگوس میں ایک مسجد بنوائی گئی ہے اور نو سکولوں کا اجراء کیا گیا ہے۔ حال ہی میں ایک عربی کالج کھولا گیا ہے۔ ہفتہ وار اخبار "The Truth" شائع ہوتا ہے۔ نیز ایک رسالہ The Outline of Islam جاری کیا گیا ہے۔ جماعت کے اس وسیع اثر کو مغربی اور عیسائی مبصرین نے بڑی حیرت کی نظر سے دیکھا ہے۔ چنانچہ مشہور مسیحی رسالہ "مسلم ورلڈ" ہمارے اس مشن کے متعلق لکھتا ہے:

"سنوسیہ اور اسی جیسے مسلمانوں کے قدیم فرقے جو یورپین طاقت سے کھلے کھلے جنگ کے حامی تھے ایک ایک کر کے میدان سے ہٹ گئے ہیں۔ (باقی صفحہ پر)

نظارت دعوت و تبلیغ کے زیر اہتمام وسیع پیمانہ پر

اشاعت لٹریچر اور مخلصین جماعت کا شکریہ

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

اس سال صدر انجمن احمدیہ نے اشاعت لٹریچر کے لئے اپنے بجٹ سے کوئی معین رقم منظور کرنے کی بجائے یہ فیصلہ کیا کہ نظارت ہذا کی طرف سے تحریک کر کے پانچ ہزار روپیہ کی رقم فراہم کی جائے۔ میرے لئے یہ ایک نیا تجربہ تھا۔ اور گو یہ رقم ہمارے کام کے اعتبار سے کوئی بڑی نہیں۔ لیکن جماعت کی موجودہ مالی حالت پر نظر کرتے ہوئے اسے معمولی رقم بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اسلئے کہ جماعت کی غالب اکثریت غریب افراد پر مشتمل ہے اور جماعت کی کثیر تعداد پہلے ہی اپنی حیثیت سے بڑھ کر چندے دے رہی ہے۔ اس لحاظ سے جماعت پر یہ ایک زائد بار تھا۔ مگر تحریک کی دیر تھی کہ مخلصین نے اس طرح اس پر لبیک کہا کہ اس کام کا بیشتر حصہ صرف پانچ ماہ کے قلیل عرصہ میں پورا کر دیا۔ اس سے جماعت کے اخلاص و قربانی کے جذبہ کا عملی نمونہ ملتا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ضرورت صرف تحریک کی تھی ورنہ جماعت کے دوست پہلے ہی سے خدمت کے لئے مستعد بیٹھے تھے۔ اللہ تعالیٰ ایسے مخلصین کے اخلاص میں برکت دے اور اُن کی قربانیوں کو بپایۂ قبولیت جگہ دے۔ آمین۔

میری تحریک پر جن مخلصین نے خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے تعاون کا ہاتھ بڑھایا وہ سب ہی میری طرف سے خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ اور تحریک دہندگان ناظران حضرات کے اسمائے گرامی مع مختصر تفصیل کے ذیل میں درج کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے اموال میں برکت دے اور انہیں ہر قسم کے دینوی شرور و مصائب سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

۱۔ مکرم سیٹھ معین الدین صاحب آف چنتہ کنٹہ دکن ابن سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم و مغفور۔ علاقہ دکن میں حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے نقش قدم پر سلسلہ کے لئے قربانیاں کرنے میں آپ کو نمایاں امتیاز حاصل ہے۔ آپ نے سلسلہ کی ہر تحریک پر نہایت اخلاص کے ساتھ لبیک کہا ہے۔ چنانچہ نظارت کی طرف سے جب ان کی خدمت میں یہ تحریک پہنچی تو انہوں نے بڑی فراخدلی سے "جماعت احمدیہ کا عملی نمونہ" (۴۴ صفحات) کی پانچ ہزار کی تعداد میں طباعت کے تمام اخراجات برداشت کرنا منظور فرمائے۔ چنانچہ یہ کتاب چھپ کر پہنچ چکی ہے۔ اس سے قبل نظارت کی تحریک پر ۱۴۸ صفحات کے کتابچہ تعارف تعلیمات کا دوسرا ایڈیشن بھی چھپوا چکے ہیں جبکہ اس کا پہلا ایڈیشن بھی کلی طور پر آپ ہی نے اپنے خرچ پر طبع کروایا تھا۔

علاوہ ازیں نظارت کی تحریک کے بغیر از خود "اسلامی اصول کی فلاسفی" کتاب ایک ہزار کی تعداد میں طبع کروا کر ارسال فرما چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے تمام خاندان پر ہمیشہ اپنا فضل اور رحمتیں نازل فرماتا رہے اور انہیں اس مالی قربانی کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ آمین۔

۲۔ مکرم سیٹھ عبدالحی صاحب یادگیر۔ (ابن حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب صحابیؓ) سلسلہ کے لئے قربانیاں کرنے کے لحاظ سے بہ اپنے والد بزرگوار کے رنگ میں رنگین ہیں آپ نے ۱۱۶ صفحات کا رسالہ موسومہ "ضرورت مذہب" کی ڈیڑھ ہزار کاپی کے جملہ اخراجات طباعت وغیرہ برداشت کئے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ۔ مکرم سیٹھ صاحب موصوف ایک لمبے عرصہ سے دمہ کے مریض ہیں اور کئی قسم کے علاجوں کے باوجود مرض میں افاقہ نہیں ہو رہا ہے۔ احباب جماعت ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں۔

۳۔ عزیزم سیٹھ محمد الیاس صاحب یادگیر (جو حضرت شیخ حسن صاحب صحابیؓ کے دوسرے فرزند ہیں) دکن کے دیگر مخلصین کی طرح عزیزہ موصوف نے بھی خدمت دین کی غرض سے اپنے خرچ پر "احمدیت کا پیغام" (صفحات ۴۰) چار ہزار کی تعداد میں شائع کروا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے جذبۂ خلوص کو ہمیشہ برقرار رکھے اور ان کے اموال و تجارت میں برکت دے۔

۴۔ مکرم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب چنتہ کنٹہ (داماد حضرت شیخ حسن صاحب یادگیری و برادر سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ) آپ بھی دین کے لئے جذبات خلوص و محبت سے پُر ہیں۔ اور خوش قسمت ہیں کہ انہوں نے اپنے لئے ایک ایسا رسالہ چھپوانے کے لئے منتخب کیا جو خالصتاً نورٌ علیٰ نور ہے۔ یعنی "محامد خاتم النبیین" حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف حضور کے ظل کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی ہے "یہ ۹۰ صفحات کا رسالہ آپ کے خرچ پر پانچ ہزار کی تعداد میں شائع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازے۔ آمین۔

۵۔ خاندان مکرم محمد اسمٰعیل صاحب غوری داماد حضرت شیخ حسن صاحب مرحوم صحابیؓ یادگیر کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری لیکچر "پیغام صلح" سے مقتبس رسالہ "امن کے شہزادہ کا آخری پیغام" مشتمل بر ۴۰ صفحات ڈیڑھ ہزار کی تعداد میں شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

۶۔ خاندان مکرم سید حسین صاحب کاچی گوڑہ حیدر آباد دکن نے ۴۴ صفحات کا رسالہ موسومہ "تحریک احمدیت بھارت واسیوں کی نظر میں" (جسے محترم مولوی برکات احمد صاحب واقف زندگی ناظر امور عامہ قادیان نے مرتب کیا ہے) چار ہزار کی تعداد میں شائع کرنے کے تمام اخراجات برداشت کئے۔ اللہ تعالیٰ اس خاندان کے جملہ افراد کو دین و دنیا میں سرفراز فرماتے۔ آمین۔

۷۔ جماعت احمدیہ یادگیر نے چند ماہ قبل ۲۸۵ روپے خرچ کر کے مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز نائب ناظر بیت المال کا ایک کتابچہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔ اسی طرح اب بھی جماعت احمدیہ یادگیر کے مخلصین نے /۳۰۰ روپیہ پیش کر کے اپنے نام سے ایک کتابچہ شائع کروایا ہے۔ چونکہ ابھی کچھ دوسرے لٹریچر کی تفصیل موصول نہیں ہوئی اس لئے معین تعداد وغیرہ کی تفصیل بعد میں انشاء اللہ شائع کی جائے گی۔

۸۔ اراکین مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد دکن نے ۴۰ صفحہ کا ٹریکٹ "الحکومت وقت اور جماعت احمدیہ" مرتبہ محترم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل ایڈیٹر اخبار بدر کو دو ہزار کی تعداد میں شائع کروانے کی سعادت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے اخلاص اور ایمان میں ترقی عطا فرماتے۔ آمین۔

۹۔ جماعت احمدیہ حیدر آباد و سکندر آباد نے "آسمانی پیغام" مشتمل بر ۵۲ صفحات پانچ ہزار کی تعداد میں طبع کروایا ہے۔ یہ وہ رسالہ ہے جو امرتسر کے کانگریس سیشن کے موقعہ پر شائع کیا گیا تھا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ہے۔ تبلیغی اعتبار سے یہ رسالہ بہت مفید ہے۔ اور اس کی افادیت کو وسیع کرنے کی سعادت اس جماعت کے حصہ میں آئی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

۱۰۔ مکرم عبدالرزاق صاحب و مکرم کریم خاں صاحب و مکرم اختر حسین صاحب شموگہ (میسور) نے محترم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال کے مرتبہ انگریزی رسالہ The Present day Economic & Social Problems (موجودہ زمانہ کی اقتصادی اور سماجی مشکلات) کو شائع کروایا ہے۔ یہ رسالہ ۴۴ صفحات کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس قابل قدر قربانی کی جزائے خیر عطا فرماتے۔ آمین۔

۱۱۔ محترم الحاج میر کلیم اللہ صاحب۔ محترم سید بدار صاحب۔ محترم میر عبدالجلیل صاحب شموگہ میسور ان تینوں مخلصین نے مشترکہ طور پر Islam and Communism مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو چھپوانے کی سعادت حاصل کی۔ یہ تینوں حضرات خدا کے فضل سے جماعت شموگہ کے اولین احمدیوں میں سے ہیں اور سلسلہ کے پرانے خادم ہیں۔ تحریک کی دیر تھی کہ انہوں نے فوراً رقوم پیش کر کے رسالہ کی طباعت کا انتظام کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتیں اور فضل نازل کرے۔ آمین

۱۲۔ مذکورہ بالا لٹریچر کے علاوہ ذیل کا لٹریچر بھی علاقہ دکن میں زیر طبع ہے۔ مگر چونکہ اس کی تعداد طباعت اور اخراجات دینے والے مخلصین وغیرہ کی تفصیل ابھی موصول نہیں ہوئی۔ اسلئے دیگر کوائف انشاء اللہ تعالیٰ بعد کی اگلی اشاعت میں دیئے جائیں گے۔

۱۔ الهدیٰ۔ ۲۔ احمدیت کا پیغام (انگریزی) (۳) سیرت مسیح موعودؑ (انگریزی) اس کے علاوہ رسالہ اسلام اور اشتراکیت اردو کی دو ہزار کی طباعت کے اخراجات بھی جناب سیٹھ محمد معین الدین صاحب آف چنتہ کنٹہ نے ادا فرمائے ہیں۔ اور باقی تین ہزار کی طباعت کے لئے اخراجات بعض احباب اور ذرائع سے موصول ہوئے ہیں۔ ان کی تفصیل کا انتظار ہے۔ مکرم سیٹھ صاحب کا نام فہرست ہذا کے ابتداء میں آچکا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

۱۳۔ یہ شکریہ احباب اس وقت تک تشنۂ تکمیل ہے جب تک مولوی مبارک علی صاحب مبلغ بنگلور، مکرم مولوی سراج الحق صاحب مبلغ شموگہ، مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ حیدر آباد دکن، مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل ہائی کورٹ یادگیر کا شکریہ ادا نہ کیا جائے۔ ان چاروں صاحبان نے لٹریچر کی طبع و اشاعت میں غیر معمولی مستعدی سے کام لیا۔ مختصر وقت میں کاپی ریڈنگ۔ پروف ریڈنگ۔ تجلید، پیکنگ وغیرہ کا کام خاصہ مشکل اور انتھک محنت کا کام ہے۔ مگر ان چاروں نے دن رات کوشش کر کے اس کام کو بروقت سرانجام دیا۔ نظارت ہذا ان کا خاص شکریہ ادا کرتی ہے۔ جزاہم اللہ خیراً فی الدنیا والآخرۃ۔

۱۴۔ جماعت کے وہ مخلصین جنہوں نے نظارت ہذا کی تحریک پر مرکز میں اپنے چندے بھجوائے ہیں۔ ان سب کے اخلاص کی دل سے قدر کرتا ہوں۔ میرے نزدیک اخلاص کا معیار چندوں کی مقدار نہیں۔ بلکہ جذبۂ خلوص و محبت ہے۔ اور اس حقیقت سے کسے انکار ہو سکتا ہے کہ ان تمام دوستوں نے بھی اپنے فرضی چندوں کے علاوہ چندے دے کر میرا حوصلہ بڑھایا ہے۔ میں ان تمام دوستوں کا شکر گذار ہوں کہ اُن کے تعاون سے نظارت ہذا نے ذیل کا لٹریچر طبع کروالیا ہے۔

۱۔ تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک (اردو) صفحات ۸۴۔ تعداد تین ہزار۔

۲۔ آکاشی سوفات (گورمکھی) (باقی صفحہ ۳۰)

سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

بزبان ہندی و انگریزی

کی اشاعت کے بارہ میں ضروری اعلان

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

سید المرسلین حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرتِ طیبہ ایک ایسا پیارا موضوع ہے جس پر گذشتہ پونے چودہ سو سال کے عرصہ میں آنحضرت صلعم کے سینکڑوں خدام نے خامہ فرسائی کی ہے۔ اندازِ بیان متنوع ہیں۔ اسالیب تحریر جدا جدا ہیں۔ جذباتِ عقیدت کے ڈھنگ مختلف ہیں لیکن ان سب میں قدرِ مشترک کے طور پر موضوع اور مضمون ایک ہی ہے۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ اور اخلاقِ حسنہ کا بیان اور ساری دنیا کے اس محسن و ہادی رحمۃ للعالمین صلعم کی پاکیزہ زندگی کی کتاب کے اوراق کی زریں کی اشاعت!

اس پاکیزہ موضوع پر قلم اُٹھانے والے مصنفین نے اپنے اپنے رنگ میں اسلام کے ہر دور میں بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ اور وہ اپنی اپنی جگہ پر قابلِ قدر ہیں۔ لیکن حق یہ ہے کہ وسیع تر دنیا کے لبوں کی تشنگی ہنوز باقی ہے اور جب تک دنیا قائم رہے گی اس موضوع پر لکھنے والوں کی تگ و تاز بھی باقی رہے گی۔

ہم جس دور میں سے گذر رہے ہیں حالات در حقیقت زمانہ کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کی ایک بڑی اکثریت مادیت۔ الحاد اور دہریت کے عفریت کا شکار ہو رہی ہے اور افسوس یہ ہے کہ خوشی سے شکار ہو رہی ہے اور پھر اس سے بھی زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ دنیا کے ہادیٔ اعظم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت ہے جو محمد کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے والے آنکھیں بند کئے دینی اور ملی تقاضوں سے بے پرواہ ہو کر طلبگاری سیاسیات میں ایسے اُلجھ گئے ہیں کہ انہیں نہ تو تخلیق انسانی کی اصل غرض سے کوئی تعلق ہے اور نہ اسلامی اقدار کی تقویت و ترویج کی کوئی فکر سبے راہ روی اور لُطف نفسی کا غلبہ ہے۔ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مخفی بھی تنظیمیں اس وقت میدان میں اتر رہی ہیں۔ ان سب میں خلوص و ایثار کا جذبہ مفقود ہے۔ کئی اہلِ دل اُٹھے اور انہوں نے اسلام کے مرثیئے لکھ ڈالے مگر ان مراثی پر کسی نے کان نہ دھرا۔ اور مسلمان اپنے فرائض سے غافل ہوتے چلے گئے۔

اہلِ اسلام کی اس حد سے بڑھی ہوئی غفلت شعاری کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ مخالفین اسلام نے۔ اور اسلامی حقائق و تعلیمات کو نہ سمجھنے والوں نے اسلام پر حملے شروع کر دیئے۔ بلکہ اس سے بھی آگے قدم بڑھا کر انہوں نے حضرت بانیٔ اسلام پر بھی ناپاک حملے کئے۔ اور حضور علیہ السلام کی سیرت طیبہ کو توڑ مروڑ کر ایسے گھناؤنے انداز میں پیش کیا کہ محمدؐ عربی کے نام لیواؤں کے بدن کانپ گئے۔ جگر پر لرزہ آیا اور اگلے ہی لمحہ ختم ہو گیا۔ حالانکہ ضرورت اس امر کی تھی کہ آنحضرت صلعم کا حقیقی نورانی چہرہ غیر مسلموں کو دکھانے کی جد و جہد کی جاتی تاکہ آئندہ کے لئے اس کا سدِّ باب ہو سکتا۔ مگر افسوس کہ مسلمان کہلانے والے تو ایک طرف اسلامی حکومتوں تک کو یہ توفیق نہ مل سکی اور یہ بار اُٹھایا۔ تو اس غریب اسلامی جماعت نے جسے باوجود اس کے اسلام پر فدا ہونے کے "کافر" اور "مرتد" کے تمغے آئے دن اس کے بھائیوں کی طرف سے ملتے رہتے ہیں۔ ہمیں ان "خطابات" پر افسوس نہیں۔ بلکہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہم "کافر" ہیں یعنی اگر عشقِ محمدؐ میں فنا ہو جانا اور ساری دنیا میں اشاعتِ اسلام جیسے اہم کام کا بیڑا اُٹھانا کفر ہے تو ہم یقیناً کافر ہیں۔ پس ہمیں یہ تمغے دینے والے ان پیاروں کو اپنا اسلام مبارک اور ہمیں ہمارا "کفر"۔ اور خدا وہ دن جلد لائے کہ ہمارا یہ "کفر" اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور ساری دنیا میں اسلام کی برتری کا باعث ہو۔

بہرحال ہماری چھوٹی سی اور غریب سی جماعت اپنے اور بیوی بچوں کے پیٹ کاٹ کاٹ کر ساری دنیا میں اشاعتِ اسلام کی جو خدمات بجا لا رہی ہے۔ ان کا انکار نصف النہار پر چمکتے ہوئے سورج کا انکار ہے۔ بلکہ آج تمام سنجیدہ طبقے اس کا اقرار کر چکے ہیں۔ لیکن ہم اپنے اس کام سے ابھی تک مطمئن نہیں ہیں۔ کیونکہ ہمارا کام بہت بڑا ہے۔ ساری دنیا کو اسلام کا روحانی اور امن بدامن پیغام پہنچا کر اسے حلقہ بگوشِ اسلام کرنا مسلسل اور انتھک قربانیوں اور جد و جہد کا متقاضی ہے۔ مگر ہم مطمئن ہیں کہ خدا کے فضل سے یہ جذبہ ہماری جماعت میں موجود ہے اور ہر نئی پود ایک تازہ اور زندہ جذبہ لے کر کھڑی ہو رہی ہے۔ اور خدمتِ اسلام کے جذبے سے سرشار ہے۔

بہرحال گزشتہ چند سالوں میں بعض عاقبت نااندیشوں کی طرف سے حضرت بانیٔ اسلام صلعم پر کچھ گندے اعتراضات اس رنگ میں کئے گئے۔ کہ ہر مسلمان کا دل تڑپ اُٹھا۔ ہمارے ملک کے بعض حصوں میں احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ حکومت کو توجہ دلائی گئی۔ اور گندی کتابوں کی ضبطی عمل میں آئی۔ مگر اس کے معاً بعد خاموشی چھا گئی۔ گہری اور لمبی خاموشی!! اور وہ مسلمان جس کا دل تڑپا تھا پھر خوابِ غفلت میں خراٹے لینے لگا۔ اور اس نے یہ سمجھ لیا کہ اس کا فرض صرف اتنا ہی تھا کہ وہ مظاہرہ کر دے یا احتجاجی جلسے منعقد کر کے حکومت کو توجہ دلا دے۔

حالانکہ حبِّ رسولؐ کا حقیقی مقتضا یہ تھا کہ آپؐ کی سیرتِ طیبہ کی اس قدر اشاعت کی جاتی کہ ہر غیر مسلم حضورؐ کے نورانی چہرہ کو دیکھ سکتا۔ چنانچہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنی جماعت کو ایک خاص خطبہ میں اس طرف توجہ دلائی اور ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلعم کی سیرت کی وسیع پیمانہ پر اشاعت کی جائے۔ تاکہ غیر مسلم اور معترضین حضورؐ کی سیرت کے گرویدہ ہو جائیں۔ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں نظارت ہذا گذشتہ سال سے ہی حضور صلعم کی سیرت ہندی زبان میں مرتب کر رہی تھی۔ چنانچہ یہ کام خدا کے فضل سے اپنے تمام مراحل میں سے گذر کر انجام پا چکا ہے اور اب اس کے چھپنے کی دیر ہے۔

اور اس دیر کی وجہ یہ ہے کہ نظارت ہذا نے گذشتہ سال جماعت کے دوستوں کو جو تحریک چندہ کے لئے کی تھی اس کے نتیجہ میں قریباً دو ہزار روپیہ جمع ہوا۔ مگر جب مسودہ تیار ہو چکا اور پریس سے اخراجات کا اندازہ لگوایا گیا تو معلوم ہوا کہ اخراجات اس سے کہیں زیادہ ہوں گے۔ اور پھر اخراجات کی زیادتی اس لحاظ سے بھی ناگزیر ہے کہ نظارت ہذا یہ چاہتی ہے کہ اس کی اشاعت وسیع پیمانہ پر کی جائے۔ جو فی الحال پانچ ہزار تک ہو۔ اور اگلے سال اسے اس سے بھی زیادہ تعداد میں شائع کیا جائے تاکہ اس کتاب کو غیر مسلم ہندوؤں کے تمام سنجیدہ اور علم دوست طبقہ تک پہنچایا جا سکے۔

بہرحال اس وقت سیرت بزبان ہندی کا معاملہ محض اخراجات کی کمی کی وجہ سے معرضِ التوا میں ہے اور نظارت اخراجات کا انتظام کر رہی ہے۔ جلسہ سالانہ سے قبل تو اس کی اشاعت ممکن نظر نہیں آتی۔ البتہ جلسہ کے معاً بعد اور انشاء اللہ دسمبر سے پہلے پہلے یہ سیرت چھپ کر تیار ہو جائے گی۔ احباب دعا فرمائیں کہ جلد یہ کام تکمیل پا جائے۔ اس کے علاوہ میں جملہ عہدیداران جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس مضمون کو دوستوں کے سامنے پیش کر کے پھر ایک بار چندہ کی تحریک کریں تاکہ ایک طرف یہ کتاب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شائع کی جا سکے اور دوسری طرف ہماری جماعت کے زیادہ سے زیادہ افراد اس سعادت سے حصہ پا سکیں۔ اور آنحضرت صلعم کی روحِ مبارک کو خوش کر سکیں۔

اس کے ساتھ ہی احباب کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ سیرت آنحضرت صلعم بزبان انگریزی بھی انشاء اللہ دسمبر سے پہلے پہلے چھپ کر تیار ہو جائے گی۔ اب سے چند سال قبل نظارت ہذا نے اسے The Holy Prophet Mahammad کے نام سے شائع کروایا تھا۔ اور اس کے اخراجات میں محترم جناب سیٹھ محمد حسین صاحب آف کلکتہ نے ازراہِ سخاوت ایک مبلغ چھ سو روپیہ کا گراں قدر عطیہ دے کر حصہ لیا تھا۔ چنانچہ اب سیرت انگریزی کی اشاعت کی تجویز ہوئی تو نظارت ہذا کی طرف سے محترم سیٹھ صاحب موصوف کی خدمت میں تحریک کی گئی کہ وہ اس کا دوسرا ایڈیشن بھی اپنے خرچ پر شائع فرمائیں۔ چنانچہ خوشی اور جذباتِ تشکر کے ساتھ اعلان کیا جاتا ہے کہ محترم سیٹھ محمد حسین صاحب کلکتہ کی طرف سے اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوگا۔ انشاء اللہ۔ جس پر تقریباً ساڑھے بارہ سو روپیہ خرچ ہوگا اس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت بزبان ہندی و انگریزی انشاء اللہ العزیز دسمبر سے پہلے پہلے چھپ کر تیار ہو جائے گی۔ یہاں ایک وضاحت ضروری ہے کہ پہلی سیرت انگریزی جو "The Holy Prophet Mahammad" کے نام سے شائع ہوئی تھی وہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی شہرۂ آفاق تصنیف دیباچہ قرآن کریم انگریزی کے اس حصہ سے مقتبس تھی جو آنحضرت صلعم کی سیرتِ طیبہ پر مشتمل ہے۔ مگر موجودہ زیرِ اشاعت سیرت The Life of Mahammad کے نام سے چھپ رہی ہے۔ اور یہ صرف مقتبس نہیں ہوگا بلکہ دیباچہ قرآن کریم کا سیرت والا پورا حصہ ہوگا جو تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ہوگا۔

ظاہر ہے کہ یہ سارا کام اخراجات چاہتا ہے یہ بھی ظاہر ہے کہ اس وقت ملک کے موجودہ حالات کی وجہ سے (بالخصوص گذشتہ سال کے بعض ناخوشگوار واقعات کی وجہ سے) ان کتابوں کی وسیع پیمانہ پر اشاعت ضروری ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہماری جماعت محض اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر کہ اس خدمت کا بیڑا اُٹھا چکی ہے اسلئے میں ایک بار پھر جماعت کے دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ جن احباب کو پہلے اس نیک کام کیلئے قربانی کا موقعہ نہیں ملا [illegible]

نقل ونظر

مطبوعاتِ جدیدہ

اسلامی اصول کی فلاسفی اردو۔
کشتی نوح
درثمین اردو
قاعدہ اردو۔

عبد العظیم صاحب تاجر کتب نجوا احمدیہ بکڈپو قادیان نے جن کا ذاتی کتبخانہ ۱۹۴۷ء کے انقلاب کی نذر ہو چکا تھا انہوں نے بڑی کوشش اور محنت کے ساتھ امسال یہ چار کتابیں شائع کی ہیں۔ زمانہ درویشی میں ایسی ضخیم کتب اچھی لکھائی چھپائی اور عمدہ کاغذ پر شائع کرنا بڑی ہمت کا کام ہے۔ وہ باوجود زیر بار ہونے کے احباب جماعت کے لئے ایک نایاب تحفہ پیش کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اب دوستوں کا کام ہے کہ ان کی حوصلہ افزائی کریں۔

جہاں تک مذکورہ کتب کے نفس مضمون کا تعلق ہے ہمارے سلسلہ میں یہ کتب کسی تعارف کی محتاج نہیں ان میں سے پہلی کتاب یعنی "اسلامی اصول کی فلاسفی" تو وہ معرکۃ الآراء لیکچر ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ۱۸۹۶ء میں لاہور کے جلسہ مذاہب عالم میں پڑھ کر سنایا گیا اور اس کے متعلق خدا تعالیٰ نے قبل از وقت بشارت دی کہ مضمون بالا رہا۔ چنانچہ اسی جلسہ میں خدا تعالیٰ کی یہ بات پوری ہوئی اور تمام سامعین نے کھلے بندوں اس کا اعتراف کیا کہ فی الواقع مضمون بالا رہا۔ اس وقت سے اب تک بیسیوں اہل علم اس کی بلند شان کا اقرار کر چکے ہیں۔ کیا مسلم کیا غیر مسلم سبھوں کے لئے ایک بے نظیر روحانی تحفہ ہے جس کے مطالعہ سے اسلامی تعلیم کے اصولوں کی فلاسفی اور اُن کی حکمت کا علم ہوتا ہے اور سچے علم اور گیان کے ذرائع اور وسیلوں سے آگاہی ملتی ہے۔ یہ سارا مضمون عجیب تاثیر اور سچی روحانیت سے لبریز ہے۔ قیمت فی نسخہ ایک روپیہ۔

دوسری کتاب کشتی نوح ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ہے جس میں طاعون کے دنوں میں آپ کے گھر کی خصوصاً اور آپ کی جماعت کی عموماً حفاظت کے وعدہ الٰہی کا ذکر ہے۔ اسی طرح اسلامی تعلیم کی روشنی میں آپ کی پاک تعلیم کا خلاصہ آپ ہی کے الفاظ میں درج ہے۔ اس کتاب میں انجیل اور قرآن کریم کی تعلیم کا مقابلہ۔ وفات مسیح کا ثبوت اور اپنے مسیح موعود ہونے کے پختہ دلائل۔ پنجگانہ نمازوں کے اوقات کی فلاسفی۔ حدیث اور سنت میں فرق۔ قرآن کریم کا بلند مرتبہ۔ یقینی کامل کے فوائد و ضرورت وغیرہ مضامین پر حضورؑ نے ایمان افروز روشنی ڈالی ہے ۲۰×۲۰/۱۶ سائز پر ۱۳۲ صفحات کی کتاب۔ قیمت ۲/۱۲ نئے پیسے۔

تیسری کتاب درثمین اردو ہے۔ جو حضور علیہ السلام کے اردو منظوم کلام کا مجموعہ ہے۔ جو کئی بار شائع ہو چکا ہے اسے بھی پوری صحت کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ کل ۱۰۰ صفحات قیمت ۱ر

اردو کا قاعدہ تقسیم ملک کے بعد مشرقی پنجاب میں خصوصاً نئی پود کو اردو کی تعلیم دینے میں بڑی دقتوں کا سامنا تھا۔ اللہ تعالیٰ بھلا کرے عبد العظیم صاحب کا کہ انہوں نے بڑی محنت سے ایک عمدہ اور مفید قاعدہ تیار کیا ہے جس کی مدد سے چھوٹی عمر کے بچے آسانی سے اردو سیکھ سکتے ہیں ۳۲ صفحہ کا قاعدہ قیمت ۳۰ر

البشریٰ سہ ماہی عربی رسالہ "البشریٰ" محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل کی ادارت میں جولائی ۱۹۵۸ء سے دار الہجرۃ ربوہ سے جاری ہوا ہے۔ اس رسالہ کا پہلا پرچہ ہم تک پہنچا ہے۔ اس میں نہایت اہم مضامین شائع ہوئے ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ اس قسم کے بلند پایہ مفید مضامین پر مشتمل ہونے کے باعث جماعت کے عربی دان دوست خود بھی مستفید ہوں گے اور زیر تبلیغ احباب کو احمدیت کی تعلیم سے روشناس کرانے کے لئے انشاء اللہ مفید رہے گا۔

جن دوستوں کو خدا تعالیٰ نے دولت مال کی نعمت سے نوازا ہے اگر اس طور سے اسکی خریداری قبول کریں کہ انکی طرف سے عربی ممالک میں اسے بطور تحفہ بھیجا جائے تو بلاد عربیہ میں احمدیت کی آواز زیادہ مؤثر رنگ میں پہنچانے کی ایک عمدہ صورت نکل سکتی ہے۔ رسالہ کا چندہ پانچ روپے ہے

Our Teaching (ہماری تعلیم)

رسالہ کشتی نوح کے حصہ تعلیم کا انگریزی ترجمہ جو عمدہ کاغذ پر اورینٹل اینڈ ریلیجس پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ ربوہ پاکستان کی طرف سے شائع کیا گیا ہے اس کا دیباچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایدہ اللہ العالی نے لکھا ہے۔ انگریزی طبقہ کو احمدیت کی تعلیم سے روشناس کرانے کے لئے ایک بے نظیر تحفہ ہے۔ قیمت کتاب پر درج نہیں۔

A Misunderstanding Removed (ایک غلطی کا ازالہ)

۲۴ صفحہ کا پمفلٹ بھی اورینٹل اینڈ ریلیجس پبلیکیشنگ کارپوریشن لمیٹڈ ربوہ پاکستان کی طرف سے شائع کیا گیا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کا انگریزی ترجمہ ہے اس پمفلٹ کے مطالعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق غیر احمدیوں اور غیر مبائعین کی طرف سے پیش کردہ جملہ شکوک و شبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے دوست اسکے انگریزی ترجمہ سے انگریزی جاننے والے دوست فائدہ اٹھا سکتے ہیں قیمت درج نہیں۔

شیطان اور انسان

نتیجۂ فکر مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

کارواں چپ ہے اندھیری رات ہے
محو راحت بزمِ موجودات ہے

میں مگر آرامِ جاں سے دور ہوں
زندگی کے چین سے مہجور ہوں

دیدۂ فطرت مرا بیدار ہے
میرے دل میں عشق کا آزار ہے

مضطرب ہے میری نظرِ جستجو
ہے پریشاں فطرتِ آوارہ خو

دیکھتا ہوں حسن و اُلفت کا جہاد
روئیدادِ عالمِ کون و فساد

ذوقِ طاعت ہے کہیں خدمت گذار
نفسِ امارہ کہیں مصروفِ کار

پردۂ شب پہ ہیں کچھ تاری وجود
مائلِ ہنگامۂ رقص و سرود

فطرتِ رندانہ محوِ ناؤ نوش
ساغرِ صہبا بکف مینا بدوش

سراپا جن کی قیامت خیز ہے
جن کا ہر جلوہ شرر انگیز ہے

بت پرستی جن کے دل پہ چھا گئی
شرک پہ جن کی طبیعت آگئی

زندگی جن سے پریشاں حال ہے
حریت، انسانیت پامال ہے

مے پرستی کی کہیں تلقین ہے
حسنِ نسواں پہ کہیں تحسین ہے

بس یہی تھا طورِ محسوسات کا
تھا یہ نقشہ بزمِ موجودات کا

ناگہاں بدلا جو رنگ افلاک میں
کی توجہ شاہِ لولاک نے

جلوہ آرا اک حسیں روزن ہوا
اک دریچہ نور کا روشن ہوا

اک وجودِ پاک چمکا ناگہاں
ہو گیا پُر نور جس سے آسماں

جسکو رحمت وہ بن کر چھا گیا
مژدۂ یزداں سنانے آگیا

کیف میں ڈوبا ہوا انداز تھا
ہاتھ میں نغماتِ حق کا ساز تھا

صورت و سیرت محبت ساز تھی
اُس بشر کی مدھ بھری آواز تھی

مست اپنی دُھن میں وہ گاتا گیا
بارشِ نغمات برساتا گیا!

اس کی ہر لَے تھی ترنم آفریں
غنچۂ لب تھا تبسم آفریں

تازگی تھی عشق کے جذبات کی
دلکشی تھی حسن کے لمحات کی

میٹھے میٹھے راگ میں گاتا گیا
زورِ نغمہ اور دکھلاتا گیا!

اہرمن جو کجروی میں تیز تھا
سر اشارہ جس کا فتنہ خیز تھا

جس کے باعث گمرہی چھاتی گئی
دہریت بھی تقویت پاتی گئی

وہ شیاطیں جو کبھی تھکتے نہ تھے
جو کسی کے بس میں آسکتے نہ تھے

وہ بھی ایسے نغمے سے بیخود ہو گئے
خواب آور لوریوں میں کھو گئے

روحِ بد اس لَے سے گھبرا گئی!
اہرمن پہ بیہوشی چھا گئی

قیدِ بد سے پا گئی دُنیا نجات
آج شیطاں کھا گیا انساں سے مات

نغمۂ حق کا بول بالا ہو گیا!!
چھٹ گئی ظلمت اُجالا ہو گیا

رحمتِ حق داغِ عصیاں دھو گئی
یوں خدا کی بات پوری ہو گئی

اُس طرف وہ شہسوارِ کردگار
محفلِ کون و مکاں کا تاجدار!

جب ادا وہ حقِ خدمت کر چکا
قوم پہ اتمامِ حجت کر چکا

تب اسے اک اور عزت دی گئی
رب سے ملنے کی بشارت دی گئی

اب چلا وہ سُوئے عرشِ دادگر
عشق و غم کا باندھ کے رختِ سفر

وہ دعا سے مغفرت کرتا چلا
قوم سے یوں معذرت کرتا چلا

مَیں بھی کچھ مجبور ہوں تقدیر سے
کام کیا لوں عشق کی تاثیر سے

اب تو اذنِ نغمہ پیرائی نہیں!
اب تخیل بزم آرائی نہیں

کہہ کے یہ وہ حسبِ وعدہ چپ ہو گیا!
پردۂ اسرارِ حق میں کھو گیا!

بزمِ امکاں آنکھ جھپکانے لگی!
اُس کی فرقت رنگ اب لانے لگی

جسقدر وہ دور تر ہوتا گیا
زورِ نغمہ بے اثر ہوتا گیا!

اہرمن جو اب تلک خاموش تھا
سازِ یزداں سے جو وہ مدہوش تھا

اب تو اس کی بیہوشی جاتی رہی
روحِ بد کی خامشی جاتی رہی

ہو گیا ہشیار شیطانِ لعیں
جاگ اُٹھا غارتگرِ ایمان و دیں

ابرِ ظلمت پھر جہاں پہ چھا گیا!
اہرمن پھر حق پہ قابو پا گیا

جب یہ دُنیا وقفِ ظلمت ہو گئی
حق سے جب بیگانہ ملت ہو گئی

تب ضرورت پھر ہوئی اک نور کی
یعنی حاجت اِک کلیمِ طور کی!

بس یہی وہ نکتۂ عرفان ہے
بس مسیحا کی یہی پہچان ہے

جلسہ سالانہ کی رونق کا کر لو اہتمام

از مکرم محمد صدیق صاحب فانی ناظر ڈی سی آفس پونچھ

مرحبا صد مرحبا اے دار دانِ قادیاں
تم مسیح و مہدیٔ آخر زماں کے ہو مرید
اس زمیں پر احمدِ آخر زماں پیدا ہوئے
ان کی منشا کو ترو تازہ کرو از جان و مال
دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیظ مت کچھ غم کرو
مومنو پیغام حق پہنچا دو عالم میں تمام
مصلح موعود کی دُوری ستاتی ہے تمہیں
گرچہ وہ ربوہ میں ہیں پر ہے یہاں لختِ جگر
ان عنایاتِ الٰہی کا کرو شکر و سپاس
تم رہو گے دیدۂ عشق اک نوشانِ شان سے
یہ وقار دینوی اور جاہ و حشمت ہیچ ہے
مہدیٔ دوراں کے مرقد پر پڑھو تم فاتحہ

وقف ہے تبلیغ دیں کیواسطے اب یہ مقام
سارے عالم میں لوائے دینِ احمد ہو مدام
خالقِ ارض و سما جن سے ہوا ہے ہمکلام
جلسۂ سالانہ کی رونق کا کر لو اہتمام
تم تو ہو عاشق خدا کے کیا لگا ئیں گے عوام
قادیاں مرکز ہے اور جاری ہے یاں فیضِ عام
ان کی فرقت میں بہت بیچین ہو تم صبح و شام
حضرت مرزا وسیم احمد ہیں ہم میں نیک نام
قادیاں بھی پاس اپنے اور دلبند امام
مشعلِ نورِ ہدایت سے نتا ہو گا ظلام
پہن کر تقویٰ کا جامہ تم بنو دیں کے غلام
در کھلیں گے خود اجابت کے سفر ہو گا تمام

اے خدا تجھ سے یاک تجھ سے ہے آرزو یہ دل مری
ہو تیری درگاہ میں مقبول فانی کا پیام

رپورٹ کارگزاری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

(بقیہ صفحہ ۱۸)

بسلسلہ چندہ مسجد ہالینڈ

بڈھانون	۲۰ — ۰۰
رانچی	۱۵۰ — ۰۰
کیرنگ	۷۰ — ۰۰
سورب	۲۰ — ۰۰
رشی نگر	۰۰ — ۵۰
دھاریوال	۱ — ۰۰
کلکتہ	۲۱ — ۰۰
بنارس	۴ — ۰۰
کل میزان	۲۱۹۶ — ۹۶

جزاہم اللہ احسن الجزاء

اس فہرست میں سات عورتوں نے تحریک خاص میں حصہ لے کر بعض نے ۱۵۰/ روپے یکمشت ادا کر دیا ہے اور بعض قسط وار ادا کر رہی ہیں۔ ان کے نام حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اور مرکزی لجنہ ربوہ کو مسجد ہالینڈ کا پرکنندہ کرنے کیلئے بھجوا دیئے ہیں خدا تعالیٰ دوسری بہنوں کو بھی اس چندہ میں اس سے زیادہ بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے آمین بعض جگہوں پر لجنات قائم نہیں لیکن وہاں کے ایک دو گھروں نے خود چندہ بھجوا کر اس تحریک میں حصہ لیا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء امید ہے لجنات مزید کوشش کر کے اگلے سال تک اپنے ذمہ رقم ۵۰۰۰/ پانچ ہزار پوری پوری ادا کر دیں گی۔

دفتری کام لجنہ مرکزیہ و متفرق مساعی

عرصہ زیر رپورٹ میں لجنات اماء اللہ بھارت کی طرف سے ۲۰۵ چٹھیاں موصول ہوئیں جن میں ہر ماہ ہر لجنہ کی ماہوار رپورٹ بھی ملتی رہی جن کے جوابات دیئے گئے۔ نیز لجنات بھارت کو فرائض لجنہ کے ماتحت ہدایات بھجوائی گئیں۔ اور جن لجنات کا کام ٹھیک نہیں ہو رہا ان کو بار بار توجہ دلائی گئی اور ہدایات دی گئیں ۷۵ چٹھیاں نظارت دعوت و تبلیغ۔ نظارت امور عامہ۔ تعلیم و تربیت۔ دفتر بیت المال۔ دفتر وکیل المال اور نظارت علیا وغیرہ کی طرف سے موصول ہوئیں۔ جنکے جوابات دیئے گئے۔ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے نو اجلاس ہوئے۔ نئے سال کے شروع میں لجنہ مرکزیہ کا بجٹ منظور کیا گیا۔ ہر ماہ مرکزی اخراجات کا حساب کر کے آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ سے چیک کروا کر رقم نکلوائی جاتی رہی۔

چندہ ممبری لجنات بھارت وصول ہونے پر ہر چوماہ کے بعد رپورٹ اخبار بدر میں شائع کی گئی۔ مسجد ہالینڈ کے لئے پانچ ہزار کی رقم اکتوبر ۱۹۵۵ء میں ہندوستان کی لجنات کے ذمہ لگائی گئی تھی جسکے لئے تحریک مسجد ہالینڈ شائع کروا کر ہر لجنہ کو بھجوائی گئی اور مسجد ہالینڈ کے لئے وعدے منگوائے گئے

چندہ تحریک جدید کی فہرستیں تیار کر کے دفتر میں بھجوائی گئیں۔ چندہ تحریک جدید۔ وقف جدید نشر و اشاعت۔ چندہ کتاب سیرت آنحضرت۔ درویش فنڈ وغیرہ کے چندہ جات ہر جگہ لجنہ کے انتظام کے ماتحت جمع کروا کر مخاطب میں بھجوائے گئے ہر سال کے شروع میں ہر جگہ لجنہ کا انتخاب کر لیا گیا۔ لجنہ مرکزیہ کی طرف سے غرباء میں لحاف اور نقدی تقسیم کرائی گئی۔

جلسہ سالانہ مستورات کا انتظام کیا گیا جلسہ سے قبل کارڈ ہندی اور گورمکھی میں چھپوا کر غیر مسلم خواتین کو جلسہ پر مدعو کیا گیا

جلسہ مصلح موعود پر لجنہ مرکزیہ کی طرف سے دوکان لگائی گئی جس کا منافع مسجد ہالینڈ کے لئے دیا گیا۔ سالانہ رپورٹ تیار کر کے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دفتر لجنہ مرکزیہ ربوہ اور اخبار بدر کو بھجوائی گئی

دفتر لجنہ مرکزیہ قادیان ہفتہ میں تین دن باقاعدگی سے تین گھنٹے کیلئے کھلتا ہے لجنہ مرکزیہ کی عہدہ دار باقاعدگی سے وقت پر حاضر ہو کر بہت دلچسپی سے کام کرتی ہیں۔

رپورٹ کارگزاری دفتر زیارت مقامات مقدسہ قادیان

بابت ماہ ستمبر ۱۹۵۸ء

عرصہ زیر رپورٹ میں دفتر میں زیارت مقامات مقدسہ کے لئے آنے والوں کی تعداد ۱۴۹۱ ہے جن کو قادیان کے حالات اور مسیح موعود اقوام عالم کی آمد کی خبر سنا کر اسلام و احمدیت سے متعارف کرا کر مقامات مقدسہ کی زیارت کرائی گئی۔ آنے والے زائرین کو ان کے مناسب حال لٹریچر بھی مختلف زبانوں کا پیش کیا جاتا رہا جسکو وہ خوشی سے قبول کرتے رہے۔ اس ماہ بیچے گئے لٹریچر کی تعداد ۵۰ ہے جو انگریزی، اردو، ہندی اور گورمکھی میں تھا۔ کئی زائرین ہم سے ہمدردانہ طور پر ہماری مشکلات وغیرہ کا بھی دریافت کرتے رہتے کہ وہ ان کے ازالہ کے لئے امداد کر سکیں۔ اسی طرح بعض زائرین اپنی بعض رؤیا کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک معزز غیر مسلم زائر نے بتایا کہ وہ ایک عرصہ سے بیمار تھے بیماری میں سخت تکلیف کی وجہ سے بے ہوشی کی حالت ہو گئی۔ اسی اثناء میں میں دیکھتا ہوں کہ گورونانک جی مہاراج ہیں۔ میں نے ان کو اپنی ساری تکلیف بتائی تو انہوں نے اپنے پاس کے ایک بزرگ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ حضرت محمد صاحب (صلعم) ہیں ان سے دریافت کرو۔ جب میں نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ قادیان جاؤ۔ اس سے قبل میرا قادیان کے متعلق کوئی خیال نہ تھا۔ چنانچہ میں نے بیماری میں ہی ایک خط دعا کا قادیان لکھا جس کا نہایت محبت و شفقت بھرا جواب ملا۔ جس سے تسکین ہوئی۔ آخر میں صحت مند ہو گیا اور آج میں اس مقدس بستی کی زیارت کی خاطر حاضر ہوا ہوں۔

اس وقت تک کل آمدہ زائرین کی تعداد ۱۲۴۹۱۳ ہے۔ اور اب تک کل تقسیم کردہ لٹریچر کی تعداد ۲۳۵۴۳ ہے۔

احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اس ذریعہ کو زیادہ سے زیادہ دوستوں کے قبول حق کا باعث بنائے اور اپنی رضا کی راہ پر گامزن ہونے کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

"ایوننگ نیوز آف انڈیا" بمبئی میں

جماعت احمدیہ کی خدمات کا اعتراف

(از مکرم شیخ حبیب اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن۔ بمبئی)

یکم اکتوبر ۱۹۵۸ء کو ایوننگ نیوز بمبئی کے مقالہ نگار خصوصی نے Prof EHRENFELS, Head of the Department of Anthropology, University of Madras, کے ان معلومات تجربات کا مفصل حال لکھا ہے جو افریقہ کی اقوام سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے افریقی اقوام کے موجودہ رجحانات و میلانات اور قومی طور و طریق کا ذکر کرتے ہوئے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے کہ اس وقت افریقی اقوام کس فلسفے سے زیادہ متاثر ہو رہی ہیں۔ انہوں نے کرسچین مشن کا تذکرہ کرنے کے ساتھ یہ بات مخصوص اور نمایاں طور پر لکھی ہے کہ:-

"اس وقت افریقی مسلمانوں کا نوجوان طبقہ فلسفہ احمدیت سے بہت متاثر ہو رہا ہے۔"

اسجگہ پروفیسر صاحب موصوف نے ہندوؤں کے فلسفہ ویدانت کا بھی ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ باوجودیکہ اس فلسفہ میں بہت سی خوبیاں پائی جاتی ہیں افریقہ میں اس فلسفے کا کوئی سمجھنے اور سمجھانے والا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل جماعت احمدیہ کو اسلام کی جن مبارک خدمات کا موقع دیا ہے۔ اس پر یہ ایک غیر مسلم پروفیسر کی بے لوث شہادت ہے مبارک ہے وہ غیر احمدی بھائی جو آپس کے اختلافات میں اپنی قوت خرچ کر رہے ہیں یا تاعزب و فتح اثبات کے حجرے میں سکون کی زندگی بسر کر رہے ہیں اُن کے لئے یہ تازہ شہادت ایک درس عمل ہے۔ کاش وہ بھی جاگیں اور علم احمدیت کے نیچے میدان تبلیغ و جہاد میں نکلیں۔

اس سے پہلے لائف انٹرنیشنل کے ایڈیٹر بھی جماعت احمدیہ کی اُن خدمات کا شاندار الفاظ میں اعتراف کر چکے ہیں جو افریقی اقوام سے متعلق ہیں اور ستمبر ۱۹۵۸ء کے ماہنامہ برہان دہلی میں جس کا ترجمہ بھی پروفیسر نظام الدین صاحب بمبئی کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ کیا اچھا ہو کہ ہمارے غیر احمدی دوست ان شہادتوں کو پڑھیں اور اس سے عبرت حاصل کریں۔

سکھ مُسلم اتحاد کا گلدستہ
کی اشاعت پر
بعض اکابر کی رائے

۱- جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب گورنر بہار تحریر فرماتے ہیں:-
"گرامی نامہ نمبر ۲۸۷ مورخہ ۱۸ رستمبر اور کتابوں کا پارسل بھی۔ جو ازراہ کرم آپ نے ارسال فرمائے تھے۔ دونوں کے لئے دل سے شکرگزار ہوں۔ سکھ مسلم اور ہندو مسلم اتحاد پیدا کرنے کے سلسلہ میں آپ کی مساعی قابلِ تحسین ہیں۔ کتاب انشاء اللہ اول فرصت میں پڑھوں گا۔"
(خط مورخہ ۲۲/۹/۵۸)

۲- جناب سردار گیان سنگھ صاحب راڑیوالہ وزیر آبپاشی اپنے خط مورخہ ۳/۱۰/۵۸ میں تحریر فرماتے ہیں:-
"آپ کا خط نمبر ۲۸۸۶ مورخہ ۱۸ رستمبر ۵۸ء اور کتاب سکھ مُسلم اتحاد کا مشکور ہوں جو آپ نے ارسال فرمائی۔ فرقہ ہائے ملک میں محبت اور رواداری کے زیادہ کرنے کی کوشش ہر ایک کا نصب العین ہونا چاہیئے۔ میں اس ضمن میں آپ کی مساعی کا تہ دل سے اعتراف کرتا ہوں۔"

ہمارا جلسہ سالانہ

(بقیہ صفحہ نمبر ۲)

لوگوں کی حالت اس مریض کی ہے جو مرض کے غیر معمولی دباؤ کے باعث، اپنے مرض کا احساس مطلقاً کھو چکا ہو۔ اور اس خوش فہمی میں مبتلا ہو کر گویا وہ ہر طرح صحت مند و توانا ہے۔ حالانکہ اگر انہیں اپنی بگڑی ہوئی حالت کا کچھ بھی احساس ہوتا۔ تو اُن کے لئے یقین کرنے کے کافی وجوہ موجود تھے۔ کہ موجودہ دنیا فعلی میں ان کی خوشحالی نہیں۔ بلکہ حقیقی خوشحالی تو روحانیت کے سرچشمہ یعنی زندہ خدا سے وابستگی اور اُس کے وصال میں ہے۔ مگر جب دنیا نے اس بلند مقصد کو نظر انداز کر دیا۔ تو وہ ایک کڑی آزمائش میں ڈال دی گئی۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ باوجود اپنی محیر العقول اور روز افزوں مادی اور سائنسی ترقیات کے دنیا اپنے لئے امن و سلامتی کی بجائے تباہی و بربادی کے سامان فراہم کر رہی ہے۔

بہرحال دنیا کے اس خطرناک ماحول میں جماعت احمدیہ کو اسی لئے کھڑا کیا گیا ہے تا وہ بھولی بھٹکی مخلوق کو صحیح رستہ کی طرف راہنمائی کرے اور وہ اپنی ہمت اور کوشش کے ماتحت اس کام میں لگی ہوئی ہے۔ اور جماعت کا یہ جلسہ بھی اس بڑے کام کے لئے گویا ٹریننگ کیمپ کے قائم مقام ہے۔ جبکہ روحانی مرکز میں چند دن قیام کر کے اپنے ایمان والیقان کو بڑھانے اور فیض دعاؤں میں حصہ لے کر اپنے لئے روحانی پاکیزگی کے سامان کرنے کا ایک عمدہ موقعہ میسر آتا ہے۔ اللّٰھم وفقنا لما تحب و ترضٰی۔

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ماہ اکتوبر ۵۸ء میں ختم ہے

نمبر ۱۲۸۰ مکرمی میر عبد الجلیل صاحب شموگہ (میسور) ۲۸ راکتوبر ۵۸ء
نمبر ۱۱۴۴ ″ مولوی سید حسین صاحب وارنگل (دکن) ″
نمبر ۱۵۹۷ ″ محمد سعد اللہ صاحب چندرائی بنگال ″
نمبر ۱۶۰۰ ″ محمد عنایت اللہ صاحب ڈچپلی (دکن) ″
نمبر ۱۶۰۲ ″ محی الدین صاحب غوری شادنگر ″
نمبر ۷۲۳ مکرمی عبد الرحمٰن صاحب احمدی غوطہ خانگڑھ جبان ۲۸ راکتوبر ۵۸ء
نمبر ۱۴۵۹ ″ عبد المجید صاحب جمشید پور (بہار) ″
نمبر ۱۷۵۴ ″ میاں غلام محمد صاحب لوہار کوٹی چارکوٹ کشمیر ″
نمبر ۱۴۰۹ ″ سید محمد سلیمان صاحب جمشید پور (بہار) ″
نمبر ۱۵۲۳ ″ شیخ طاہر الدین صاحب بی۔ اے کیرنگ (اڑیسہ) ″

اعلانِ نکاح

مورخہ ۷ اکتوبر ۵۸ء کو غلام نبی صاحب درویش موضع مانگا ضلع سیالکوٹ کا نکاح محترمہ بشریٰ بیگم بنت چوہدری شکر الدین صاحب موضع مانگا ضلع سیالکوٹ کے ساتھ مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر پر مکرم چوہدری عبد الکریم صاحب خالد مربی ضلع سیالکوٹ نے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجبِ برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

خاکسار خیر دین مبلغ سلسلہ احمدیہ

نوٹ: مکرمی مولوی صاحب موصوف نے اس مبارک تقریب پر تین روپیہ اعانت بدر کیلئے مرحمت فرمائے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء (مینیجر)

وقفِ جدید کی سکیم
صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان توجہ فرمادیں

اخبار بدر اور خط وکتابت کے ذریعہ آپ کو اور دیگر احباب جماعت کو علم ہو چکا ہے کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۷ء ربوہ کے موقعہ پر وقفِ جدید کی سکیم کا تفصیلی اعلان فرمایا تھا کہ
مقامی طور پر تبلیغ و تربیت کے لئے وقفِ جدید کی سکیم کے ماتحت ہر فرد کم از کم ۶/- روپیہ سالانہ چندہ ادا کرے۔ اور جو زیادہ کی توفیق رکھتے ہوں وہ زیادہ چندہ دیں۔ زندگیاں وقف کریں اور زمیندار احباب اپنی زمین کا ایک حصہ اس دینی غرض کے لئے وقف کریں۔

پھر حضور نے تاکیداً احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے اعلان فرمایا کہ
"یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ میرے دل میں چونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اسلئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں خواہ کپڑے بیچنے پڑیں میں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے اور میری مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اتارے گا۔"

میں سمجھتا ہوں کہ ہر مخلص احمدی خواہ مرد ہو یا عورت جوان ہو یا بوڑھا حضور اقدس کی ہر تحریک پر لبیک کہنے میں اپنی سعادت سمجھتا ہے۔ حضور کے ارشاد کے مطابق یہ سکیم ہندوستان میں بھی جاری کی گئی ہے اور ابتدائی کام شروع ہو چکا ہے۔ مخلص احباب چندہ بھی دے رہے ہیں اور زندگیاں بھی وقف کر رہے ہیں۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ احباب جماعت نے ابھی پوری طرح اس سکیم کی اہمیت کو نہیں سمجھا لہٰذا تاکیداً تحریک ہے کہ

۱- ہر جماعت میں ایک سیکرٹری وقفِ جدید مقرر کیا جائے جو احباب جماعت پر اس سکیم کی اہمیت کو واضح کرتا رہے۔ اور اپنی کارگزاری کی رپورٹ دفتر ہذا میں ارسال کرتا رہے
۲- جن احباب نے ابھی تک اس سکیم کے ماتحت حصہ نہیں لیا ان کو تحریک کر کے شامل کیا جائے۔ اور صاحب حیثیت افراد کو زیادہ چندہ ادا کرنے کی تحریک کی جائے۔
۳- زمیندار احباب کو وقف زمین کی تحریک برابر کی جاتی رہے۔

دفتر ہذا کی طرف سے آخر اکتوبر ۵۸ء میں چندہ وقف جدید کا وعدہ پورا کرنے والے احباب کے نام حضور اقدس کی خدمت میں بغرض دعا پیش کئے جا رہے ہیں اور جن عہدیداران نے تعاون کیا ہوگا ان کے نام خصوصیت سے حضور کی خدمت میں پیش کئے جا دیں گے۔
اس لئے امید ہے کہ آپ اس سکیم کو کامیاب بنانے کے لئے پوری توجہ سے جدوجہد کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

(ضروری نوٹ) جو چندہ مرکز میں بھجوایا جائے اس کی علیحدہ تفصیل دفتر ہذا کو بھی ارسال فرمائی جائے۔ تاکہ وعدہ کنندگان کی طرف سے وصولی چندہ کا باقاعدہ اندراج ہو سکے۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

بجٹ لازمی چندہ جات
اور
احباب جماعت کا فرض

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ماتحت سلسلہ کے جملہ اخراجات کا انحصار جماعتی چندوں پر ہے جس کیلئے ہر مالی سال میں متوقع آمد بجٹ کے مطابق اخراجات کی گنجائش رکھی جاتی ہے۔ اگر متوقع بجٹ آمد و خرچ کے مطابق باقاعدگی سے چندے وصول نہ ہوں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ یا تو جماعتی امور کی تکمیل میں رکاوٹ پیدا ہوگی یا انجمن کو ہر سال قرض لے کر زیر بار ہونا پڑے گا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ ہر دو صورتیں ایسی ہیں جن پر سلسلہ کے مفاد کے پیش نظر عمل کیا جانا ممکن نہیں۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت اور جماعتوں کے عہدیداران اپنے مالی فرائض کی طرف خاص طور پر توجہ دے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں اور عملی طور پر دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے بنیں۔
نظارت بیت المال کی طرف سے ہر ماہ جماعتوں کو ان کے بجٹ کی آمد اور بقایا و وصولی کی اطلاع دے کر توجہ دلائی جاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود متعدد جماعتوں کی طرف سے وصولی چندہ جات حسب بجٹ کے مطابق نہیں ہو رہی اور موجودہ مالی سال کے پہلے پانچ ماہ کی آمد کی رفتار تسلی بخش نہیں ہے
لہٰذا ضروری ہے کہ اس کمی کو پورا کرنے کی طرف احباب جماعت اور عہدیداران مالی فوری طور پر توجہ کریں تا گذشتہ کمی کا ازالہ ممکن ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت کو اپنی مالی ذمہ داریاں صحیح طور پر سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماتے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

قرآن کریم میں بیان شدہ قصصِ انبیاء کی حکمتیں

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

بعض اشد مخالفینِ اسلام نے قرآن کریم کی تعلیم کو معمولی، ناقص و ناتمام ثابت کرنے کیلئے اس کا خلاصہ مضمون نہایت ہی بھونڈے طریق سے پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مسلمان اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں حقائق و معارف بھرے پڑے ہیں اور وہ ضروریاتِ دین کے بیان کرنے میں کسی بات سے قاصر نہیں۔ اور کوئی ایسی بات نہیں جو اس میں موجود نہ ہو۔ اور نہ اس کی کوئی تعلیم ادھوری ہے مگر وہ اس کا کوئی ثبوت نہیں دے سکتے۔ ایسے نادان معترضین کے نزدیک جو کچھ قرآن کریم میں ہے اس کا اکثر حصہ نعوذ باللہ لایعنی و خرافات کا مجموعہ ہے۔ اور اس کے سوا اس میں ضروریاتِ دین میں سے کچھ بھی بیان نہیں۔ یا اگر ہے تو قلیل ترین ہے۔

اگر معترض کا یہ خیال ہے کہ قرآن کریم میں کوئی قصہ یا کہانی ایسی نہیں جو خدائی الہام ہونے کی دلیل ہو تو یہ خلاف واقعہ ہے۔ علاوہ ازیں یہ معیار سراسر من گھڑت ہے۔ جسے عقلِ سلیم کبھی تسلیم نہیں کر سکتی۔ اور دوسری کتب و صحف بھی اس معیار کے مطابق پورے نہیں اُترتے۔ میں اس جگہ یہ دکھانے کی کوشش کروں گا کہ قرآن کریم میں مذکور انبیاء کے واقعاتِ تاریخ اپنے اندر کیا دریائے معرفت رکھتے ہیں۔ وہ محض قصہ و کہانی نہیں بلکہ ان کے اندر بہت سی حکمتیں اور فوائد ہیں۔ اگر قرآن کریم نے اپنے اندر بعض گزشتہ انبیاء کے واقعات اور تاریخی قصص کو جو شریعت کا لازمی جزو تھے، مخالفین کا اُن کے متعلق یہ کہہ دینا کہ وہ اساطیر الاولین ہیں قرآن کریم کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور نہ ہی ان واقعات کی حکمتیں باطل ہو سکتی ہیں۔ اس جگہ ہم ان حکمتوں اور فوائد میں سے بعض کا ذکر کریں گے۔ تاکہ معلوم ہو کہ قرآن کریم کی شان کس قدر بلند ہے۔

گزشتہ تاریخ سے انسان کو بہت سے امور حاصل ہوتے ہیں۔ کیونکہ تاریخ و انسانی تجربہ اس کے لئے بہت بڑی راہنمائی کا باعث ہیں۔ اس زمانہ میں تاریخ کو جو اہمیت حاصل ہے وہ کسی پڑھے لکھے انسان سے مخفی نہیں۔ تاریخ کو اس زمانہ میں بڑی ترقی حاصل ہوئی ہے۔ ریسرچ کے ذریعہ سے اس سے غیر معمولی فوائد حاصل کئے گئے ہیں۔ اور پرانی تاریخ کو جدید اصطلاحات کے بعد [illegible] کار آمد سانچے میں ڈھال دیا گیا ہے۔ قرآن کریم نے اپنے مخصوص رنگ میں پرانی تاریخ کے ایک درخشندہ حصہ کو جس کا مذہب سے تعلق تھا۔ جدید پیرایہ میں پیش کر کے اس کے اندر دنیا کے لئے بہت سے سبق رکھ دئے ہیں قرآن کریم کے ان تاریخی واقعات نے قرآن کریم کی شان کو بہت بڑھا دیا ہے۔ مگر مخالفین اس کی حکمتوں کو نہ دیکھ سکے نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ان تاریخی واقعات کو محض قصہ کہانی کہہ کر ان کا استخفاف کرتے رہے۔ حالانکہ وہ تاریخ کے قیمتی جواہر پارے اور گوہر آبدار ہیں۔ جن کی آب و تاب بے نظیر ہے۔ وہ تاریخ کے بے مثل ہیرے ہیں۔ جو منتخب کئے گئے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ وہ تاریخ کا نچوڑ اور اس کی رُوح ہیں۔ اور جن کے بغیر قرآن کریم کبھی مکمل کتاب نہ کہلا سکتا تھا درحقیقت قرآن کریم ہی ایک ایسی کتاب ہے جس نے آکر تاریخ کی صحیح بنیاد کو بھی بیان کیا ہے۔ اور تاریخ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے تاکید فرمائی ہے کہ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ۔ یعنی تاریخ کی بنیاد رویت پر ہے۔ اور اگر تم دنیا کی تاریخ سے واقفیت حاصل کرنا اور اس سے صحیح رنگ میں مستفید ہونا چاہتے ہو تو دنیا میں چل پھر کر اپنی آنکھوں سے واقعات و حالات کو دیکھو۔ قرآن کریم کے تاریخی واقعات بیان کرنے والی ہستی وہ ہے جو سب کچھ دیکھتی ہے۔ اس کا یہ بیان رویت پر مبنی ہے۔ اس لئے صحت کے اعتبار سے یہ سراسر قطعی و یقینی ہے۔ اب میں ان واقعات کی بعض حکمتیں بیان کرتا ہوں۔

(۱)

قرآن کریم نے واقعات کو تاریخی رنگ میں بیان کر کے مضمون کو عام فہم اور ہر خاص و عام کے استفادہ کے لئے اسے دلکش بنا دیا ہے اس طرح قرآن کریم میں دلچسپی کا کافی سامان موجود ہے۔ ہم تو دیکھتے ہیں کہ آج دنیا کی ہر قوم واقعات و قصص کے رنگ میں تعلیم و تربیت کو بہترین ذریعہ خیال کرنے لگی ہے۔ اور تجربہ نے بھی اس کی تصدیق کر دی ہے۔ آج مختلف زبانوں میں ہزاروں کتابیں لکھی اور کئی زبانوں میں ترجمہ کی گئی ہیں۔ اور لوگ انہیں نہایت دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔ اور ان سے کئی قسم کے فوائد حاصل کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے بھی اس مفید طریق کو اختیار کیا ہے۔ پس اس کا یہ کارنامہ تو نہایت ہی قابل تعریف و تحسین ہے نہ کہ قابلِ اعتراض۔ اگر قرآن کریم اس طریق کو اختیار نہ کرتا تو یہ اس کی خطرناک کوتاہی ہوتی۔ جو اس کے نقص پر دلالت کرتی۔ پس قرآن کریم نے تاریخی پہلو کو اپنے اندر اپنا کر تعلیم و تربیت کے لئے آسانی و سہولت اور دلچسپی پیدا کر دی ہے۔ اور اپنی تعلیم کو عام فہم پیرایہ میں بیان کر کے اسے متبادر بنا دیا ہے۔

(۲)

قرآن کریم نے دیگر انبیاء کا ذکر کر کے اپنی طرف سے ان کا پورا احترام کیا ہے۔ اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کی ہے۔ یہ اسلام کی شاندار رواداری کا ثبوت ہے۔ دیگر قوموں کے انبیاء کے حالات کے ذکر سے آنحضرت صلعم کے متعلق محبت کے جذبات ان قوموں کے دلوں میں پیدا کرنا بھی مقصود ہے کیونکہ یہ آپ کا ان پر ایک عظیم احسان ہے۔ اس احسان کے نتیجہ میں تفرقہ دُور ہو کر حقیقی امن و اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔ دراصل اسی چیز کے فقدان نے اقوامِ عالم میں سخت منافرت پیدا کر رکھی ہے اگر یہ منافرت دُور ہو جائے تو ان میں حقیقی امن و اتحاد کے قیام میں کافی مدد مل سکتی ہے۔ اور یہ کام تبھی ہو سکتا ہے کہ جب سب اقوام تمام انبیاء و اوتاروں کا سچے دل سے احترام کریں۔ اسلام سے قبل اس کی طرف سے دنیا غافل تھی۔ اگر ساری دنیا اس امر کو اپنا مطمحِ نظر بنا لے تو آسانی کے ساتھ سب اقوام ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو سکتی ہیں۔

(۳)

ان واقعات کے بیان کرنے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

كُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ۔

کہ ان کے ذریعہ سے دل میں ثبات و قوت و ہمت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ جب انسان یہ دیکھتا ہے کہ مخالفین کے مقابلہ میں انبیاء ہی ہر میدان میں سبقت لے جاتے رہے تو اس کا دِل مضبوط ہو جاتا ہے اور اس کا ہر قسم کا خوف و ہراس دُور ہو جاتا ہے۔ اور اس میں طمانیت و بالیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایمان ترقی کر جاتا ہے۔ اور انسان کا قدم پہلے سے زیادہ مضبوطی کے ساتھ آگے بڑھتا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی لغزش نہیں آتی۔ دشمن کا زور دیکھ کر بھی دل کمزور نہیں ہوتا۔ بلکہ سابقہ انبیاء کے مقابلہ میں سرکشی کرنے والوں کا انجام دیکھ کر دعوت و تبلیغ کے لئے ولولہ و جوش قائم رہتا ہے۔

(۴)

قرآن کریم کے بیان کردہ واقعات انسان کے لئے ایک ایسا آئینہ ہیں کہ جس کے ذریعہ سے وہ اپنی حقیقت کو خوب سمجھ سکتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو مردانِ خدا کے ترازو میں تول کر یہ دیکھ سکتا ہے کہ اس کا وزن و قیمت کس قدر ہے۔ اور آیا وہ بھی ایسی متاع ہے کہ قبول کی جائے۔ یا وہ ایک ناچیز و حقیر شے ہے جو پھینک دینے کے لائق ہے۔ اور یہ بات ایسی ہے کہ اس کے ذریعہ سے اس کی بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے۔ اور اس کی دین کی حرص ترقی کر سکتی ہے۔ اس کے اندر خدا ترسی بڑھ سکتی ہے۔ دنیا دلوں پر سرد اور آخرت کی یاد پیدا ہو سکتی ہے۔

(۵)

ان واقعات سے انسان کے دل میں ان بزرگوں کی محبت پیدا ہوتی ہے اور ان کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا شوق بڑھتا ہے۔ اور اس طرح انسان اس قابل قدر منعم علیہ گروہ میں داخل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ [illegible] بمفہوم مَنْ أَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُمْ کے مطابق وہ ان میں شامل سمجھا جاتا ہے۔ [illegible] حدیث میں آتا ہے کہ [illegible]

نورِ فرقان

(کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ)

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا — پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا — ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا

یا الٰہی! تیرا فرقاں ہے کہ اِک عالم ہے — جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں — مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ — وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں — پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور — ایسا چمکا ہے کہ صد نیّرِ بیضا نکلا

زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں — جن کا اس نور کے ہوتے بھی دلِ اعمیٰ نکلا

جلنے سے آگے ہی یہ لوگ تو جل جاتے ہیں

جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پُتلا نکلا

آخرت کہ انسان ان لوگوں میں شامل ہوتا ہے جن سے اسے محبت ہوتی ہے۔ پس یہ واقعات انسان کے اندر ایک عظیم الشان تغیر کا باعث بنتے ہیں۔ ان واقعات کے ذریعہ سے اس امر کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ وہ اپنے آپ کو ان میں شامل کرنے کی کوشش کرے۔

انبیاء اور اولیاء کے واقعات پڑھ کر طالبوں اور لوگوں کے دلوں میں اس امر کی خواہش و طلب پیدا ہوتی ہے کہ وہ بھی خداتعالیٰ کی طرف پوری توجہ سے مائل ہوں اور اس سے اپنا تعلق پیدا کریں۔ اس کے مقرب بندے بن جائیں۔ ان کو بھی اللہ تعالیٰ کی کامل معرفت اور حق الیقین و روحانیت کا اعلیٰ مقام حاصل ہو۔ اس کی اطاعت اور اس کی صفات کے وہ بھی ویسے ہی کامل مظہر بن جاویں۔ اور خدا کے شکر گزار بندے بن جاویں تاکہ ان کو بھی اس کی رؤیت اور رضوان اکبر حاصل ہو۔ اور سعادت ابدی سے بہرہ مند ہو جائیں۔ پس یہ واقعات حجج اور براہین ہیں۔ بینات و دلائل ہیں۔ دلائل قاطعہ و امور ساطعہ ہیں۔ جو لوگوں کے دلوں میں اذعان پیدا کرنے کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔

غرضیکہ ان واقعات کو پڑھ کر انسان کے دل پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ اس کے اندر ایک نئی زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک نئی رُوح اس کے اندر جوش مارتی ہے۔ اس کی مردنی دُور ہو جاتی ہے اور وہ اپنے اندر غیر معمولی تاثیر پاتا ہے اور بلندی کی طرف پرواز کرنے لگ جاتا ہے۔ اور رُوحانیت اس کے اندر جوش مارتی ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو ایک نئی دنیا میں محسوس کرنے لگتا ہے۔

پس یہ واقعات انسانی غفلت کو دُور کرنے اور انسان کے اندر ہوشیاری و بیداری پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ ان کے ذریعہ سے انسان کی رُوحانیت ترقی کرتی ہے۔

(۶)

ایک فائدہ اس کا یہ ہے کہ ان کے پڑھنے سے خداتعالیٰ کی رحمت کا نزول انسان پر ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ کہ نیک لوگوں کے ذکر کے وقت خداتعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور فوری طور پر بھی وہ برکات سے حصہ پاتا ہے۔ اور صرف آئندہ کی امید پر قناعت نہیں کرتا۔

(۷)

ان واقعات و قصص کے ذکر سے گویا ایک طرح ان کا زمانہ انسان کے سامنے آجاتا ہے اور ان کی ملاقات ہو جاتی ہے۔ جس طرح الملکتوب نصف الملاقات ہے اسی طرح ان کا ذکر بھی نصف ملاقات ہو سکتا ہے

دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حسن و جمال یار کے آثار ہی سہی

پس ان کے ذکر سے گویا ایک طرح ان کا وجود سامنے آجاتا ہے اور انسان اپنے آپ کو ان کی مجلس میں پاتا اور حظ اٹھاتا ہے۔

(۸)

علاوہ ازیں یہ واقعات قرآنی بیانات کے لئے ایک قسم کی عملی تشریح کا رنگ رکھتے ہیں یہ ایک عملی تجربہ ہے جو اس کی تعلیمات کے نتائج کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ان میں مخالفین کو یہ بتایا جاتا ہے کہ ان تعلیمات کے نتائج کوئی خیالی چیز نہیں بلکہ آزمودہ اور تجربہ میں آئے ہوئے ہیں۔ یعنی جس طرح پہلے انبیاء اور اوتاروں کی تعلیمات اور کاموں کے نیک نتائج نکلے اور ان کے مخالفین ناکام و نامراد رہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مخالفین کا انجام ہوگا۔ تاریخ سے یہی پتہ لگتا ہے کہ ان امور کا کیا انجام ہوا کرتا ہے۔ اور مخالفین کا کیا حشر ہوا کرتا ہے۔ ان واقعات میں مخالفین کو بتایا ہے کہ تم اپنی طاقت، سامان و کثرت وغیرہ پر نازاں مت ہو۔ کیونکہ اصل چیز تو نتیجہ ہے۔ وہی ہمیشہ دیکھا جاتا ہے۔ پس تم اس کا انتظار کرو۔ جس طرح ہمیشہ انجام فیصلہ کرتا رہا ہے اب بھی وہی فیصلہ کرے گا۔

(۹)

انبیاء کا ذکر خیر دنیا میں قائم رکھنا بھی ضروری ہے۔ تا ان کی یاد لوگوں کے دلوں میں تازہ رہے۔ اور آئندہ نسلیں ان کے مدارج اور مراتب کی ترقی کیلئے دعائیں کرتی رہیں۔ چنانچہ بعض انبیاء کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و ترکنا علیہ فی الآخرین کہ ان کا نام ہم نے ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا ہے اور اب ان کا ذکر خیر ہمیشہ کے لئے جاری رہے گا۔ اور لوگ انہیں اپنا محسن سمجھ کر ان کی بلندی مقام کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا رہیں گے۔ اور یہ بھی سبق لیں گے کہ اگر وہ ان کے نقش قدم پر چلیں گے تو وہ ان انعامات کے مستحق ٹھہریں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں بھی ان کے انعامات سے نوازے گا۔

(۱۰)

ان واقعات کا ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا فائدہ یہ ہے کہ جب ان واقعات کی تحقیقی صداقت ظاہر ہو گئی تو اس سے قرآن کریم اور آنحضرت صلعم کی سچائی اظہر من الشمس ہو جائے گی۔ اور جو لوگ بعض غلط واقعات کی بناء پر اعتراض کرتے اور ان کو مورد طعن و تشنیع ٹھیراتے ہیں شرمندہ ہوں گے اور یہ دن اسلام کے لئے عید کا دن ہوگا کہ ایک امی کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے حقیقت کو ان کی اصلی شکل میں ظاہر فرمایا۔ اس سے اسلام کی صداقت پہلے سے بھی بڑھ کر دنیا پر چمکے گی۔ اور یہ ظاہر ہو جائے گا کہ اسلام نے جیسا کہ اس کے متعلق سمجھا جاتا ہے ان کی نقل نہیں کی اگر نقل کرتا تو ان مخفی امور میں جن کا کسی کو صحیح علم نہ تھا ان کی اصلاح نہ کر سکتا۔ سابقہ کتب نے یا تو بعض واقعات کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا تھا۔ یا ان کے بعض اجزاء کو چھوڑ دیا تھا۔ یا انہیں بالکل ہی غلط رنگ میں پیش کیا تھا قرآن کریم نے ان کی تصحیح کر کے اپنی فرودت دنیا کے سامنے پیش کر کے انہیں بتایا کہ تم گدلے چشمہ سے پانی پیتے ہو صاف شفاف چشمہ سے کیوں نہیں پیتے

غرضیکہ یہ واقعات کیا ہیں ایک گنجینۂ اسرار ہیں۔ جس قدر انسان ان کے متعلق غور کرتا چلا جائے اسی قدر ان میں سے موتی نکلتے چلے آتے ہیں۔ اور بھی کئی ایک اعتقادی۔ عملی اور علمی فوائد خداتعالیٰ نے ان کے اندر رکھے ہیں۔ اور بالکل ممکن ہے کہ وہ کسی غور و فکر کے نتیجہ میں انسان پر نہ کھلیں۔ بلکہ خداتعالیٰ کے الہام اور اعلام سے ظاہر ہوں۔ کیونکہ قرآن کریم کے اندر ایسے ایسے حقائق و معارف خداتعالیٰ نے پوشیدہ رکھے ہیں کہ ان سب تک انسان کے دماغ کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی ان کو ظاہر فرما سکتا ہے جیسا کہ اس نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر وہ علوم ظاہر فرمائے جن سے پہلے مفسرین ناواقف رہے اور جو ان کے اجتہاد سے ان پر نہ کھل سکے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی منظوم کلام پر

تضمین

از مکرم سید محمد شاہ صاحب سیفی بیج بہاڑہ کشمیر

لیل و نہارِ من بہ خیالِ محمد است — ہر ساعتم وظیفۂ قالِ محمد است
طبعم بہ وصف وقفِ خصالِ محمد است — "جان و دلم فدائے جمالِ محمد است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمد است"

اے بے خبر بہ بغض و عناد و دبا مکوش — یک جرعۂ ز جام مصفّٰی بیا بنوش
مستِ نگاہِ یار شدم آمدم بجوش — "دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش
در ہر مکاں ندائے جمالِ محمد است"

درسِ وفا و عشق بشہر انبیاء دہم — شہدِ شفا مفرّحِ دل غم ربا دہم
زاقائے خویش ہیچ نہ چیزے جدا دہم — "این چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمد است"

اے سیفی ایں کلام بہ از تاجِ خسروی ست — خوشتر ز لعل و گوہر و رنگِ زبرجدی ست
قولِ درست حضرتِ موعودِ ایزدی ست — "ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدی ست
ویں آبِ من ز آبِ زلالِ محمد است"

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

امسال سے جلسہ ہائے سیرت النبی کے انعقاد کیلئے ۲۷ نومبر ۱۹۵۵ء بروز اتوار کی تاریخ مقرر کرتے ہوئے جملہ صدر صاحبان۔ سیکرٹریان تبلیغ اور مبلغین سے درخواست کی جاتی ہے کہ اس تاریخ کو ہر جماعت میں جلسہ سیرت النبی صلعم کا انعقاد کیا جائے۔ جن میں جماعت کے تمام مردوں۔ خواتین اور بچوں کی شرکت کے علاوہ غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کو بھی بڑی تعداد میں شریک کرنے کیلئے ابھی سے کوششیں جاری کر دی جائیں۔ اگر اس وقت تک نظارت کی طرف سے سیرت آنحضرت صلعم زبان ہندی طبع ہو گئی تو بدر میں اعلان کر دیا جائے گا۔ اور جماعتوں کی حیثیت کے مطابق مفت یا معمولی قیمت پر مہیا کی جائے گی۔ بلکہ کوشش کی جائے گی کہ اس وقت تک اس کیلئے تمام جماعتیں اپنے ہاں فنڈ جمع کر لیں تاکہ وہ نظارت سے مذکورہ کتاب منگو سکیں۔ نیز اس موقعہ پر ڈاک خرچ کیلئے رقم بھجوانے کی صورت میں دیگر مناسب لٹریچر بھی کافی مقدار میں بھجوایا جا سکے گا۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

امتحان

نظارت تعلیم و تربیت صدر انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام رسالہ "جماعتی تربیت اور اس کے اصول" کا امتحان مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۵۶ء بروز اتوار ہوگا۔ یہ رسالہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ کا ایک اچھوتا اور بہت مفید مقالہ ہے۔ جسے رسالہ کی صورت میں دفتر انصار اللہ ربوہ نے شائع کیا ہے رسالہ کی قیمت مع محصول ڈاک وغیرہ صرف پچاس نئے پیسے ہے۔ مضمون کی اہمیت کے پیش نظر یہ قیمت کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان و مبلغین کرام کو تاکید کی جاتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ احباب کو امتحان میں شریک کریں۔ اور کوشش کریں کہ کوئی بھی جماعت ایسا نہ ہو جس نے یہ رسالہ اچھی طرح پڑھ یا سن نہ لیا ہو۔ (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

بقیہ از صفحہ ۲۱

اور ان کی جگہ فرقہ احمدیہ لے رہا ہے جس نے لیگوس کے مرکز سے پھیل کر تمام فرانسیسی مغربی افریقہ پر اثر جما لیا ہے" (منقول از اخبار الفضل ۳ فروری ۱۹۳۵ء)

اسی طرح دی نائیجیرین سپیکٹیٹر لیگوس بیان کرتا ہے:۔

"معلوم ہوتا ہے کہ احمدیوں کیلئے مقدر ہوچکا ہے کہ وہ نائیجیریا کے مسلمانوں کی زندگی میں ایک انقلاب پیدا کر دیں چند ہی سال گذرے ہیں جبکہ انہوں نے یہاں کام شروع کیا اور اب یہ سلسلہ نہ صرف لیگوس میں بلکہ تمام نائیجیریا کے مسلمان نوجوانوں کی زندگی میں ایک بھاری تبدیلی پیدا کر رہا ہے"

جماعت احمدیہ کی تبلیغی کوششوں کے جو اعلیٰ نتائج اس علاقہ میں برآمد ہو رہے ہیں ان کا اندازہ ایک عیسائی مبصر کے مندرجہ ذیل نوٹ سے ہو سکتا ہے:۔

"پورٹ لوکوس انگریزی چرچ کے پیرو بہت کم ہیں۔ یہ چرچ اس علاقہ میں بیسیوں سال سے کام کر رہا ہے اور امریکن مشن نے بھی لوگوں کو عیسائی بنانے کی بے حد کوشش کی ہے مگر جب ہم اس مشن کا معائنہ کرنے کیلئے گئے تو ہم نے دیکھا کہ یہ مشن اپنا کاروبار بند کر رہا تھا۔ اسلام کی شریعت بہت اعلیٰ اخلاقی اصولوں پر مبنی ہے۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ مسیحیت اس کے مقابلہ پر شکست کھانے کے باوجود لڑائی جاری رکھے لڑائی ابھی تک جاری ہے لیکن حال ہی میں احمدیہ تحریک کی طرف سے جو کمک اسلام کو پہنچی ہے اور جو روکوپر کے علاقہ میں کافی مضبوطی سے قائم ہو چکی ہے۔ وہ اسلام کیلئے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ شہر کامبیا میں امریکن مشن کا بند ہو جانا بھی اسی کشمکش کا نتیجہ ہے" (ویلی سٹینڈرڈ)

بخارا اور ایران کے تبلیغی وفود | ۱۹۲۴ء میں ایک ابتدائی تبلیغی وفد بخارا وغیرہ

اور ایران کی طرف روانہ کیا گیا۔ ایران میں جانے والے بزرگ سلسلہ کے ایک قدیم مخلص فدائی شہزادہ عبدالمجید صاحب لدھیانوی مرحوم تھے۔ آپ نے ایران میں نہایت استقلال اور صبر کے ساتھ اپنا کام سرانجام دیا اور ۱۹۲۸ء میں آپ وہیں وفات پا گئے۔ اب طہران میں باقاعدہ مشن قائم ہو چکا ہے۔ اور فارسی میں متعدد کتب بھی طبع کروائی جا چکی ہیں

دوسرا وفد تو بخارا اور روس کی طرف روانہ کیا گیا تھا وہ مولوی ظہور حسین صاحب اور مولوی محمد امین خان صاحب پر مشتمل تھا۔ اس وفد کو حکومت نے کام کرنے سے روک دیا چنانچہ مولوی ظہور حسین صاحب ملک میں داخل ہوتے ہی گرفتار کر لئے گئے

ملک شام۔ فلسطین اور مصر میں دار التبلیغ | ۱۹۲۵ء میں سلسلہ کے دو مبلغ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور مولانا جلال الدین صاحب شمس ملک شام میں بھجوائے گئے۔ انہوں نے دمشق کو اپنا مرکز بنایا۔ ۱۹۲۷ء میں شاہ صاحب واپس تشریف لے آئے۔ مگر مولانا جلال الدین صاحب شمس وہیں قیام پذیر رہے بعد میں بعض سخت ناساعد حالات کی بناء پر مولوی صاحب فلسطین میں آ گئے۔ اور حیفا کو اپنا مرکز بنایا۔ ان کے واپس آنے کے بعد مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل اور مولانا محمد سلیم صاحب فاضل تشریف لے گئے۔ ان کے بعد مکرم مولوی محمد شریف صاحب فاضل کو بھجوایا گیا۔ جنہوں نے متواتر اٹھارہ سال تک شاندار خدمات انجام دیں انہی کے زمانہ قیام میں فلسطین کی تقسیم ہوئی اور اسرائیل کی مملکت قائم ہوئی اور اب مولوی جلال الدین صاحب قمر بطور انچارج مشن کام کر رہے ہیں۔ یہاں سے ایک ماہوار عربی رسالہ "البشریٰ" بھی نکلتا ہے۔ اور ایک پریس بھی قائم ہے۔ اسی طرح شام میں بھی جماعت احمدیہ کا مرکز قائم ہے اور دو مبلغ کام کر رہے ہیں۔ جن میں سے ایک شامی نوجوان ہیں۔ جو ربوہ سے تعلیم حاصل کر کے گئے ہیں۔

دار التبلیغ انڈونیشیا | ۱۹۲۵ء میں ہی سلسلہ احمدیہ کا ایک اہم مشن سماٹرا میں مولوی رحمت علی صاحب مرحوم کی نگرانی میں قائم ہوا اس مشن نے حیرت انگیز رنگ میں ترقی کی۔ گو سماٹرا اور اس کے ساتھ کے جزائر جاوا سلیبیس اور بورنیو وغیرہ میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ تھی۔ مگر مذہبی تعلیم کی کمی کی وجہ سے وہ عیسائیت کے جال میں پھنستے جا رہے تھے۔ لیکن احمدیت کے نفوذ سے بپتسمہ کی رو ٹھنڈی پڑ گئی۔ اور ہزارہا لوگ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے حصن عافیت میں آ گئے۔

سماٹرا کے علاوہ جاوا میں بھی ۱۹۳۱ء سے ایک علیحدہ مشن قائم ہو چکا ہے۔ اور روز بروز احمدیت کا اثر بڑھ رہا ہے

انڈونیشیا کی مقامی زبان میں رسالہ "الاسلام"۔ وسطی جاوا سے رسالہ "المہدی" اور بورنیو سے رسالہ "پیس" شائع ہوتے ہیں۔ نیز رسالہ "سینار اسلام" باقاعدہ شائع ہو رہا ہے۔ انڈونیشین زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کا کام بھی قریب الاختتام ہے۔ یہاں جماعت نے ۴۳ مساجد تعمیر کروائی ہیں۔ اور ایک سکول بھی قائم کیا گیا ہے اب یہاں کے کچھ طلبہ ربوہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان طلباء میں سماٹرا۔ جاوا اور بورنیو کے نوجوان شامل ہیں۔

مشرقی افریقہ | ۱۹۳۴ء میں جماعت احمدیہ نے مشرقی افریقہ میں بھی اپنے تبلیغی مشن قائم کئے جہاں احمدیت سے قبل امریکن مشنوں کا زور تھا۔ اور سادہ عوام عیسائیت کے دام فریب میں پھنس چکے تھے۔ اس مشن کے ماتحت ایک درجن سے زیادہ مبلغ مصروف کار ہیں۔ یہاں بارہ مساجد تعمیر کی گئی ہیں۔ اور ایک اسکول کا بھی قیام ہو چکا ہے۔ ہر سال اس مشن کے زیر اہتمام بہت سا لٹریچر شائع ہوتا ہے جو یورپین اور افریقن لوگوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اور مختلف لائبریریوں میں بھی رکھا جاتا ہے۔ یہاں سے ایک رسالہ سواحیلی زبان میں "Mapenzi ya Mungu" شائع ہوتا ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے جو بہترین نتائج اس مشن کے ذریعہ برآمد ہو رہے ہیں ان کا ذکر بھی مشہور افریقن اخبار Tanganyika Standard سے ہی ملاحظہ فرمائیے:۔

"عیسائیت کی گرفت افریقہ میں کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ ابتدا میں چرچ کو افریقہ میں جو مشکلات اٹھانی پڑیں۔ اس سے کہیں بڑھ کر کٹھن کام چرچ کو آجکل یہ درپیش ہے کہ وہ لوگوں کو عیسائیت پر کسی طرح قائم رکھے۔ افریقنوں کی عیسائیت سے بے رغبتی اسی طرح بڑھتی رہی تو اندیشہ ہے کہ یہ لوگ اسلام کی آغوش میں چلے جائیں گے" (یکم نومبر ۱۹۵۵ء)

جرمنی | مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب کی سرکردگی میں تبلیغی مہم کے نتیجہ میں جرمنی بھی آغوش احمدیت میں آ رہا ہے ہیمبرگ ہمارے مشن کا صدر مقام ہے۔ پچھلے سال یہاں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد کا افتتاح کیا گیا ہے۔ جرمن زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع کیا جا چکا ہے۔ اور مختلف قسم کا لٹریچر بھی کافی تعداد میں طبع کروا کر تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک جرمن نوجوان ہر عبدالشکور کنزے ربوہ میں تعلیم حاصل کر کے چند سال پیشتر بطور مشنری واپس جا چکے ہیں

اسی طرح سنگاپور (ملایا) میڈرڈ (سپین) زیورچ (سوئٹزرلینڈ) ہیگ (ہالینڈ) ٹرینیڈاڈ (جزائر غرب الہند) سیلون - برما - بھنیان سنگلہ - چین اور [illegible] میں احمدیہ مشن قائم ہو چکے ہیں [illegible] اور خدا کے فضل سے لوگوں کی توجہ احمدیت کی [illegible] مبذول ہو چکی ہے۔ اور مختلف مقامات میں رسائل و اخبارات بھی حق تبلیغ احسن رنگ میں ادا کر رہے ہیں۔ چنانچہ سوئٹزرلینڈ سے جرمن زبان میں "دی اسلام"۔ ہالینڈ سے ڈچ زبان میں "الاسلام" اور سیلون سے "دی میسیج" اور ماہنامہ "گودھن" شائع ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں جماعت نے ہسپانوی جرمن - فرانسیسی - ڈچ - سواحیلی (مشرقی افریقہ) فارسی - برمی - ملائی فیجی وغیرہ زبانوں میں کثیر تعداد میں لٹریچر شائع کیا ہے۔ اور قرآن کریم کے تراجم انگریزی - ڈچ جرمن سواحیلی ہندی - گورمکھی - ملائی - انڈونیشین - فیجی روسی - فرانسیسی - پرتگیزی - اطالوی اور ہسپانوی زبانوں میں شائع کرنے کا شرف جماعت احمدیہ کو ہی حاصل ہوا۔ الحمد للہ۔

مختصر یہ کہ ہماری جماعت خدا کے فضل سے باوجود غریب اور قلیل تعداد میں ہونے کے حضرت مصلح موعود کی قیادت میں وہ کام کر رہی ہے جو مسلمانوں کے دوسرے تمام فرقے نہ کر سکے۔ آج محض تائید و نصرت الٰہی کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام زمین کے کناروں تک پہنچ چکا ہے اور وہ چھوٹا سا بیج جو آپ کے مبارک ہاتھوں سے بویا گیا تھا آج تناور درخت بن چکا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے کبھی نہ ٹلنے والے وعدوں کے مطابق وہ دن قریب ہیں جب کہ روئے زمین پر صرف ایک ہی مذہب "اسلام" ہوگا۔ اور اس کا ایک ہی فرقہ احمدیہ۔ جس کو عزت کے ساتھ یاد کیا جائیگا۔ انشاء اللہ

پس خدا تعالیٰ کا وہ وعدہ جو اس نے موجودہ زمانہ کے مامور و مرسل کے ساتھ فرمایا تھا۔ یعنی

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا"

نہایت واضح اور اعلیٰ طور پر پورا ہوا اور ہو رہا ہے۔ اور ہر نیا دن اس کی صداقت پر مہر ثبت کرتا گذرے گا۔ اور حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے مطابق احمدیت یعنی حقیقی اسلام ہی ساری دنیا کا مذہب ہوگا۔ اور محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم ہی ساری دنیا کا پیشوا ——!

درخواستہائے دعا

۱۔ محترم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب یادگیری ایک لمبے عرصہ سے دمہ کے عارضہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ کئی قسم کے علاج کئے گئے۔ افاقہ نہیں ہوا۔ احباب ان کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں

۲۔ تبلیغی میدان میں مبلغین کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی جائے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

تحریک جدید

"ہمیشہ کے لئے قائم رہنے والا ادارہ ہے۔ جب تک قوم زندہ رہے گی یہ اس کے ساتھ وابستہ رہے گا۔ بے شک یہ دن قحط اور مصائب کے ہیں۔ مگر یاد رکھو ایسے وقت میں جو دین کی خاطر قربانی کرتے ہیں وہی خدا تعالیٰ کے محبوب ہوتے ہیں۔"
"اللہ تعالیٰ نے تمہیں عظیم الشان موقعہ عطا فرمایا ہے اگر تم اسے کھو دوگے تو بد قسمت ہوگے۔ ہمارے ایمان اور اخلاص کا تقاضہ ہے کہ تحریک جدید ہمیشہ جاری رہے جماعت کا ہر فرد اس میں شامل ہو کر فرض شناسی کا ثبوت دے۔"

ارشادات حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ

احباب کرام تحریک جدید کا سال ختم ہونے میں صرف ڈیڑھ ماہ باقی رہ گیا۔ جن دوستوں نے اپنا وعدہ ابھی تک ادا نہیں کیا ان کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ آخر اس کے بعد اب کونسے وقت کا انتظار ہے۔ جب خدا تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ پورا کرنا ہوگا۔ یہ درست بات ہے کہ بہت سے مخلصین نے اپنے وعدے سو فیصدی پورے کر دئے۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ابھی تک بہت تعداد ایسے دوستوں کی ہے جنہوں نے ابھی تک کوئی حصہ بھی اپنے وعدے کا ادا نہیں کیا۔ دفتر کی طرف سے دوران سال میں متعدد یاد دہانیاں بھیجی گئیں مگر بعض جماعتوں اور دوستوں کی طرف سے کسی حرکت کے آثار نظر نہیں آئے۔ اب چونکہ سال کا بالکل آخر ہے اسلئے ایسے دوستوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ جہاں تک ممکن ہو سکے جلدی اپنے وعدے ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہوں۔

حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "جو قوم دین کی مدد کیلئے کھڑی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد تو کرتا ہے مگر اس مدد سے پہلے اسے قربانی کرنی پڑتی ہے۔" سو اللہ تعالیٰ کی مدد کب آئے گی؟ جب ہم اپنی قربانی کو انتہا تک پہنچا دیں گے یہ ہونا ممکن نہیں کہ ہماری قربانی میں خامی ہو اور اللہ تعالیٰ کی مدد ہم کو پہنچے۔ جب ہم اپنی قربانی کو اس حد تک پہنچا دیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کر لے تو خدائی مدد قریب آجائے گی۔ پس ہم میں سے جن دوستوں سے اللہ تعالیٰ کے کلام ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء کے ماتحت اللہ کے دین کی مدد کا وعدہ کیا تھا ان کے لئے اپنے اس قول کو فعل سے پورا کرنے کا آخری موقعہ ہے۔ تحریک جدید کے مجاہد بخوبی جانتے ہیں کہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بالعموم نومبر کے آخری جمعہ میں نئے سال کا اعلان فرمایا کرتے ہیں۔ بلکہ چند سالوں سے تو اکتوبر ہی میں حضور نئے سال کیلئے اعلان فرما دیتے ہیں۔ گویا ہم اس وقت تحریک جدید کے سال اختتام پر کھڑے ہیں۔ اور اس بات کے انتظار میں ہیں کہ ہمارا پیارا امام ہم سے اگلے سال کیلئے قربانی کا مطالبہ کرنے والا ہے۔ جب ہم نے ابھی تک پچھلے سال کے وعدہ کو ہی ادا نہ کیا ہوگا تو نئے سال میں ہم کس طرح پورے ولولہ سے اپنا وعدہ اپنے پیارے امام کے حضور پیش کرنے والے ہو سکیں گے۔

پس دوستوں کو چاہیئے کہ اپنا سابقہ وعدہ جلد از جلد ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم سو فیصدی وعدہ پورا کرنے والوں کی صف میں کھڑے ہو جائیں۔ آمین۔

خاکسار وکیل المال تحریک جدید قادیان

بقیہ صفحہ ۱۲

بارہ صفحات تعداد دس ہزار۔ (۳) مسئلہ مسلم اتحاد کا گلدستہ (اردو) ۱۷۲ صفحات تعداد تین ہزار (۴)۔ میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں (ہندی) ۱۲ صفحات تعداد پانچ ہزار۔ اور ذیل کا لٹریچر طبع کروایا جانا زیر سر امسال کے پروگرام میں شامل ہے جس کے لئے احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت کے مزید تعاون کی ضرورت ہے کیونکہ ان کتب کی اشاعت پر ایک کثیر رقم خرچ ہوگی۔

(۱) ٹیچنگز آف اسلام۔ (۲) سیرت آنحضرت صلعم ہندی۔ (۳) مسئلہ تناسخ عقل کے ترازو میں (ہندی)۔ (۴) میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں (گورمکھی)۔ (۵) ہندو مسلم اتحاد کا گلدستہ (زیر ترتیب ہے)۔ (۶) سیرت آنحضرت صلعم (انگریزی)۔ (۷) خاتم النبیین کے معنی (۸) کرشن اوتار کا پیغام (ہندی)۔ (۹) کرشن اوتار کا پیغام (اردو)۔ (۱۰) پرگٹے دتا نے داگیرو (گورمکھی)۔ (۱۱) پیغام صلح (ہندی)۔ (۱۲) پیغام صلح (گورمکھی)۔ (۱۳) نماز (ہندی)۔ (۱۴) نماز (گورمکھی)۔ (۱۵) ہمارا رسول (گورمکھی)۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان تمام قربانی کرنے والے مخلصین کو جزائے خیر بخشے اور ان کا اور ان کی اولاد دوں کا حافظ و ناصر رہے اور بیش از بیش قربانیوں کی توفیق بخشے۔ نیز خاکسار کو بھی اپنے فرائض کو کما حقہ ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین

اخبار "بدر" کے لئے احباب کا تعاون

از جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان

احباب جماعت کو معلوم ہے کہ باوجود گوناگوں مشکلات اور مجبوریوں کے کئی سال سے اخبار بدر مرکز سلسلہ سے شائع ہو رہا ہے۔ یہ اخبار مرکز ہندوستان میں سلسلہ کا آرگن ہے اس کے مطالعہ سے سلسلہ کے حالات اور معلومات کے علاوہ مرکزی تحریکات کا علم بھی ہوتا رہتا ہے۔ بالخصوص سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ خطبات اور اسلام اور احمدیت کے متعلق علمی مضامین کے مطالعہ کی توفیق ملتی ہے۔ باوجود اشیاء کی گرانی کے "بدر" کا سالانہ چندہ صرف چھ روپے یعنی آٹھ آنہ ماہوار۔ گویا یہ اخبار ملک کے سب اخبارات سے ارزاں بھی ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ نہ صرف خود اس کی خریداری اور اعانت میں حصہ لیں بلکہ دوستوں کو بھی اس کار خیر میں شریک کریں۔ مخلص احباب جماعت "بدر" کی امداد مندرجہ ذیل طریق پر کر کے اللہ تعالیٰ سے اجر پا سکتے ہیں:-

(۱) ہر مخلص دوست اس کے خود خریدار بنیں۔
(۲) دوسرے احباب کو خریدار بنائیں۔
(۳) اپنے غیر احمدی رشتہ داروں، دوستوں اور اپنے غیر مسلم دوستوں کے نام زیادہ سے زیادہ پرچے جاری کرائیں۔
(۴) خوشی کی تقاریب پر بطور عطیہ کے اخبار "بدر" کے لئے رقم ارسال کریں۔
(۵) ضروری مضامین اور خبریں بدر کے لئے بھجوائیں۔

ممکن ہے آپ کو بدر میں بعض خامیاں نظر آتی ہوں۔ لیکن اگر اس کی خریداری زیادہ ہو جائے تو ان نقائص کو کم سے کم کیا جا سکتا ہے۔ پس ان نقائص کو دور کرنے کے لئے بھی احباب کے تعاون کی ضرورت ہے۔ موجودہ زمانہ پریس اور اشاعت کا زمانہ ہے اور اخبارات تبلیغ و اشاعت کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ حضرت اقدس مسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ پس ہمیں بھی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ذرائع اشاعت کو زیادہ سے زیادہ کام میں لا کر خدا تعالیٰ کے نام کو ملک کے طول و عرض میں پھیلائیں۔

جملہ عہدیداران جماعت سے بھی التماس ہے کہ وہ اپنے گرد و پیش کے تمام احباب کا جائزہ لیں اور صاحب استطاعت احباب کو انفرادی اور اجتماعی تحریک کر کے اخبار "بدر" کے خریدار بنائیں تاکہ کوئی فرد ایسا نہ رہے جو اخبار بدر کا خریدار نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور حافظ و ناصر رہے۔ اور خدمات سلسلہ کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ آمین۔

ایک احمدی طالبعلم کی شاندار کامیابی

یہ خبر احباب جماعت میں نہایت مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ جامعہ احمدیہ قادیان کے درجہ اولیٰ کے ایک ہونہار طالب علم محمد ولی الدین صاحب کو "مرکزی مجلس تعمیر ملت" حیدرآباد دکن کے زیر انتظام منعقد ہونے والے ایک تحریری مقابلہ میں اول رہنے پر مبلغ ایک سو روپیہ نقد کے مقررہ انعام کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ اس مقابلہ کا نام "کل ہند رحمۃ للعالمین تحریری مقابلہ" ہے۔ سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر مختلف عناوین مقرر کر کے یہ ادارہ ہر سال انعامی مقابلہ کا اعلان کرتا ہے۔ اور یہ اس کا سالانہ مقابلہ تھا۔ عزیز موصوف نے مقررہ عناوین میں سے "اسلامی عقائد اور اسلام" پر مضمون لکھا تھا۔

ہمیں عزیز مذکور کی اس شاندار کامیابی پر دوہری مسرت ہوئی ہے۔ اول یہ کہ ہمارے ایک طالبعلم نے مقابلہ میں اول رہنے کا اعزاز پایا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ اس تحریری مقابلہ کا موضوع ایسا ہے جس سے ہماری جماعت کو خاص دلچسپی ہے۔ مگر باوجود اس کے کہ ہماری جماعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر دل و جان سے فدا ہے۔ بعض طبقوں میں ہمارے خلاف غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں کہ گویا ہم نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کی شان میں استخفاف کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اب مجلس مذکور کی طرف سے جب اس انعام کی تشہیر یا مضمون کی اشاعت ہوگی۔ تو اس حلقہ اشاعت و تشہیر میں کم از کم یہ غلط فہمی تو دور ہو جائے گی۔ مجلس مذکور مبارکباد کی مستحق ہے کہ اس نے اس پیارے موضوع پر مقابلہ کا انتظام کیا ہے۔ ہم اس اچھی کامیابی پر عزیز مذکور کو مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

نوٹ (آخری صفحہ) عزیزم محمد ظفر اللہ پسر مولوی عبد الرحیم صاحب مدراسی کو جو ہماری جماعت کے ہونہار نوجوان ہیں۔ اور گذشتہ میں بیلا پیسٹی کے تحریری مقابلہ میں اول رہے ان کا مضمون نا تجربہ اور اس کے اسباب و نتائج تھا۔

(ادارہ)

مکتبہ الفرقان کی خاص مطبوعات

۱۔ بہائی شریعت اور اس پر تبصرہ
۲۔ بہائیت کے متعلق پانچ مقالے۔

یہ دو کتابیں چار صد صفحات پر مشتمل ہیں۔ جن میں بہائیوں کی مخفی شریعت، بہائیوں کی تاریخ، ان کے عقائد، ان کی شریعت کا اسلامی شریعت سے موازنہ کیا گیا ہے۔
ہر دو کتب چار روپے میں طلب فرمائیں

۳۔ اسلام پر ایک نظر

اطالوی مستشرقہ پروفیسر واگلیری کی کتاب کا اردو ترجمہ ہے جسے جناب شیخ محمد احمد صاحب ایڈووکیٹ نے کیا ہے قیمت ۱۲/

۴۔ ’’ڈیٹ‘‘ خاتم النبیین کے بہترین معنے؟
ایک جامع اور ٹھوس مقالہ ہے۔ فی سینکڑہ آٹھ روپے۔
ملنے کا پتہ:۔ منیجر الفرقان۔ ربوہ۔ پاکستان

خاص رعایتی اعلان

۔ بعض معاونین حضرات رسالہ الفرقان کی اعانت کے نتیجہ میں اعلان کیا جاتا ہے کہ ایک سو طلبہ و طالبات کو یہ رعایت دی جاتی ہے کہ وہ بجائے پانچ روپے سالانہ چندہ کے صرف تین روپے بھیج کر سال بھر کے لئے الفرقان کے خریدار بن سکتے ہیں یہ رعایت صرف ایک سو نئے طالب علم خریداروں کے لئے ہے۔ بشرطیکہ وہ ۱۰/۲۲ اکتوبر سے پہلے پہلے تین روپے بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں۔ بھارت کے ایسے خریدار اپنی رقم امانت الفرقان دفتر محاسب قادیان میں جمع کرا سکتے ہیں۔

منیجر الفرقان۔ ربوہ۔

احباب

نوٹ کر لیں کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے تجارتی صیغہ ’’احمدیہ بکڈپو‘‘ نے اپنی قیمتوں پر نظر ثانی کر کے کتابیں نہایت ہی ارزاں کر دی ہیں۔ اسلئے ابھی اور اپنے احباب کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مقدم طور پر بکڈپو سے ہر قسم کی کتب خرید فرمائیں اور نہ صرف اپنے پیسے کی قیمت کریں بلکہ صدر انجمن احمدیہ کی آمد بڑھا کر ثواب حاصل کرنے والے ہوں۔ فہرست کتب آنے کے پیسے بھیجکر مفت طلب کریں۔

المعلن

عبد العظیم منیجر احمدیہ بکڈپو صدر انجمن احمدیہ قادیان

مفرح مرواریدی

یہ دوا ہاضم مصلح خون اور دل و دماغ کو تقویت پہنچا کر ذہن کو روشن کرتی ہے نظام بدن درست ہو جاتا ہے سارے جسم میں طاقت آجاتی ہے قیمت فی تولہ ۱۲ روپے ۷۵ نئے پیسے۔

سرمہ موتی

پھولا۔ جالا۔ دھند۔ غبار کو دور کرتا ہے۔ بینائی کو تیز کرتا ہے آنکھ کے اکثر امراض میں مفید ہے۔
دوا کے ساتھ دعا بھی ہے شفا منجانب اللہ ہے

ملنے کا پتہ:۔ دواخانہ رحیمیہ قادیان

سلسلہ کا نایاب لٹریچر

تفسیر کبیر سورہ فاتحہ والبقرہ کے آٹھ رکوع ۱۰/۔ سورہ یونس تا کہف 50/۔ سورہ مریم۔ طٰہٰ وانبیاء پر مشتمل ۱۰/۔ سورہ نبا، عم 15/۔ سورہ شمس ۵/۔ سورہ ذاریات ۱۵/۔ سورہ کافرون تا والناس 5/۔ پوری سات جلدوں کی کل قیمت ۱۰۰/۔ ہر ایک الگ بھی مل سکتا ہے۔ تفسیر صغیر 20/۔ پارسل خرچ ۳/۔ جلد 3/۔ روپیہ نقد۔ اسلام کی بیٹی میں پانچویں کتاب مصنفہ چوہدری شریف احمد صاحب 2/۔ الفضل 1913ء سے 1947ء تک مجلد 800 روپے۔ متفرق فائل 25/۔ اردو ریویو 1902ء سے 1947ء تک فی جلد 3/۔ فی پرچہ 5/۔ انگریزی ریویو متفرق فی جلد 5/۔ فی پرچہ متفرق ۶/۔ فاروق متفرق فائل ۵/۔ مصباح متفرق جلد 3/۔ تشحیذ الاذہان متفرق فائل 8/۔ 2/۔ فرقان 2/۔ تذکرہ نیا ایڈیشن پہلے سے بہت اضافہ کے ساتھ مجلد 15/۔ قرآن مجید مترجم و دیگر دعاؤں کتب حضرت مسیح موعودؑ، خلیفۃ المسیح الثانی قریباً تمام موجود ہیں۔ قریباً نصف قیمت آنے پر باقی کے لئے وی پی کر سکتے ہیں۔ کتب کے ذریعہ منگوانا ہو تو نزدیکی ریلوے سٹیشن کے نام تحریر فرما دیں تاکہ کرایہ کم لگے۔
ملنے کا پتہ:۔ ابو المنیر نور الدین مالا باری کتب فروش قادیان پنجاب

چندہ مرمت مقامات مقدسہ
اور
احباب جماعت کی ذمہ داری

مرمت مقامات مقدسہ کے غیر معمولی اخراجات کو پورا کرنے کے لئے چندہ کی تحریک عرصہ تین سال سے جاری ہے۔ اور جماعت کے مخلصین اس میں ایک حد تک حصہ لیتے رہے ہیں لیکن ضرورت کے مقابل پر کمی آمد کے باعث ابھی متعدد بڑے کاموں کی مرمت معرض التواء میں پڑی ہوئی ہے۔ اور امسال کی شدید بارشوں کے باعث کئی ایک مکانات کو مزید کافی نقصان پہنچا ہے۔ جن کی فوری درستی کی جانی از حد ضروری ہے۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ سے احباب جماعت کو خاص طور پر توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ قادیان کے مقدس ایریا کے مکانات کی مرمت کو پورا کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ اس تحریک میں حصہ لے کر قدر شناسی کا ثبوت دیں اور عند اللہ ماجور ہوں

جو احباب تا حال اس تحریک میں حصہ نہیں لے سکے ان کو بھی چاہیئے کہ وہ اس کام کی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر حسب توفیق زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ اور جنہوں نے گذشتہ سالوں میں حصہ لیا ہے وہ بھی حسب حالات اس چندہ میں مزید حصہ لے کر اپنی قربانی اور اخلاص کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں۔

ناظر بیت المال قادیان

تفسیر صغیر کے خواہشمند احباب توجہ کریں!

تفسیر صغیر کے جو درخواست شدہ نسخہ جات احباب تک بھجوائے جا چکے ہیں کچھ نسخے باقی ہیں جو احباب خریدنا چاہیں وہ قیمت مع محصول ڈاک ۲۵-۱۲ روپے نظارت ہذا کے نام بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں تاکہ تفسیر صغیر بھجوائی جا سکے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے کشوف و الہامات کا
مجموعہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کشوف و الہامات کا مجموعہ عنقریب چھپ کر تیار ہو جائے گا۔ اس مجموعہ میں حضور کے الہامات و کشوف درج کر کے بتایا گیا ہے کہ کس طرح وہ الہامات و کشوف پورے ہوئے۔ یہ مجموعہ ازدیاد ایمان کے لئے اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے ہر احمدی کے پاس اس مجموعہ کا ہونا ضروری ہے۔ یہ دوسروں میں تبلیغ کے لئے بھی ایک عظیم الشان ہتھیار ہوگا۔ اس لئے اپنے دوستوں اور عزیزوں کے لئے بھی فراخدلانہ خریدنی چاہئیں

امراء و صدر صاحبان جماعت کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ وہ مطلوبہ نسخوں سے فوراً مطلع فرما دیں۔ حجم اندازاً چار سو سے پانچ صد صفحات۔ قیمت صرف پانچ روپے علاوہ محصول ڈاک۔

ایسی اطلاعات جلد آنی ضروری ہیں۔ تاکہ اسی کے مطابق جلدیں تیار کروائی جائیں۔
ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

---

۸۰ صفحہ کا رسالہ
مقصد زندگی
احکام ربانی
کارڈ آنے پر
مفت
عبد اللہ الٰہ دین سکندر آباد دکن

---

۳۲ صفحہ کا رسالہ
اسلام کا ایک عظیم الشان معجزہ
تمام جہان کے لئے عموماً
اور
سکھ و ہندو اقوام کے لئے خصوصاً
بزبان اردو
کارڈ آنے پر
مفت
ارسال کیا جاتا ہے
عبد اللہ الٰہ دین سکندر آباد دکن

Regd. No. E. P. 67

The Weekly

BADR

QADIAN.

16, 23RD OCTOBER 1958.

Mohammad Zafrullah S/o Maulvi Abdur-Rahim Badr Ahmadi of Scenderabad (Dn)
(See Page 30)

Masjid Salam, East Africa, Opened on 15th March 1957

(An Ahmadiyya Mosque In Indonesia)

AHMADIYYA MOSQUE, SALTPOND, GOLD COAST.

Published by Malik Salah-uddin M.A, Printed at Rama Art Press, Ar[illegible] & Issued from the office of The Badr Weekly Qadian.